وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

جلد پنجم

مکمل اسلامی ماہ کے اعتبار سے
یادگار تجلیات کا حسین گلدستہ

خطبات ندیم

ماہ شعبان المعظم کے
یادگار خطبات کا حسین گلدستہ

ترجمان اہلسنت جانشین حضرت دینپوری
خطیب اسلام حضرت مولانا
ابو محمد عبدالکریم ندیم مدظلہ

مرتب
مولانا شبیر حمید فاروقی

مکتبہ مدنیہ
بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور
0301-7512074
0300-4944562

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطباتِ ندیم

خطبات ندیم مولانا عبدالکریم ندیم کی نظر میں

خطبات ندیم عزیزی محترم مولانا شبیر حیدر فاروقی کی محنت و کاوش کا ایک حسین شاہکار ہے۔ خطبات ندیم بندہ کی دعا کی ایک لڑی ہے جو اللہ تعالیٰ نے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کے ہاتھوں پروئی ہے۔ خطبات ندیم کی اشاعت میں سب سے بڑی سعادت کی بات یہ ہے کہ اس کی تکمیل و اشاعت رمضان المبارک کے بابرکت و باعظمت مہینہ میں ہے دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو خطبات کی دنیا میں وہ قبولیت دے جو رمضان المبارک کو باقی مہینوں پر حاصل ہے۔ میں اپنے لیے سادت سمجھتا ہوں کہ مورخ اسلام مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کے خطبات کے جامع (مولانا شبیر حیدر فاروقی) نے میری تقاریر کو جمع کیا ہے۔ اس وقت ساڑھے تین صد کے قریب الحمد للہ بندہ کے مواعظ و خطبات جمع کیے جا چکے ہیں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس عارضی حیات مستعار میں ان تمام خطبات کو کتابی شکل میں کرنے کے لیے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کو اسباب مہیا کرے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادرم شبیر حیدر فاروقی جلال پوری کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور بندہ (مولانا عبدالکریم ندیم) کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنائے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

خطباتِ ندیم

توحید باری تعالیٰ، شان انبیاء، شان رسالت،
شان صحابہؓ، تذکرہ اولیاء اللہ

یادگار خطبات کا حسین گلدستہ

جلد پنجم

ترجمان اہلسنت، جانشین حضرت دین پوریؒ

خطیب اسلام
حضرت مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ



ناشر

مکتبہ مدنیہ

بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

0300-4944562

نام کتاب............خطبات ندیم (پنجم)

ازافادات............خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم

ترتیب اول ....مولانا شبیر حیدر فاروقی

معاون............حافظ مختار الحسن

اشاعت دوم............6 نومبر 2004

تعداد............1100 صفحات 400

قیمت............

سٹاکسٹ

مکتبہ مدنیہ باالمقابل مدینہ مسجد ماڈل ٹاون بی بہاولپور

03017512074 03004944562

ملنے کے پتے

- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- المیزان پبلشرز اردو بازار لاہور
- مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- مکتبہ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ العائشہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- مجیدیہ کتب خانہ بیرون بوہر گیٹ ملتان
- ادارہ اشاعت الخیر ملتان
- مکتبہ صفدریہ جوہر چوک راولپنڈی
- مکتبہ عثمانیہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی
- اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاون کراچی۔
- مکتبہ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد
- اشرفی کتب خانہ کراچی
- دارالاشاعت اردو بازار کراچی ادارۃ المعارف احاطہ دارالعلوم کراچی

اجمالی فہرست خطبات ندیم پنجم ماہ شعبان المعظم

اظہار تشکر		
ذکر اللہ و جنت کی کنجی	ماہ شعبان المعظم	
فضیلت آیۃ الکرسی	ماہ شعبان المعظم	
شب نجات	ماہ شعبان المعظم	
فرضیت زکوۃ	ماہ شعبان المعظم	
موت اور فکر آخرت	ماہ شعبان المعظم	
میثاق انبیاء	ماہ شعبان المعظم	
عظمت مصطفیٰ	ماہ شعبان المعظم	
مسئلہ حاضر و ناظر	ماہ شعبان المعظم	
اہمیت مدارس	ماہ شعبان المعظم	
استقبال رمضان	ماہ شعبان المعظم	
احکام و مسائل	ماہ شعبان المعظم	

اجمالی فہرست خطبات ندیم پنجم ماہ شعبان المعظم

کلمات حیدر	مولانا شبیر حیدر فاروقی	20
اظہار تشکر	مولانا شبیر حیدر فاروقی	27
ذکر اللہ و جنت کی کنجی	ماہ شعبان المعظم	32
فضیلت آیۃ الکرسی	ماہ شعبان المعظم	68
شب نجات	ماہ شعبان المعظم	98
فرضیت زکوۃ	ماہ شعبان المعظم	151
موت اور فکر آخرت	ماہ شعبان المعظم	172
میثاق انبیاء	ماہ شعبان المعظم	200
عظمت مصطفیٰ	ماہ شعبان المعظم	215
مسئلہ حاضر و ناظر	ماہ شعبان المعظم	264
اہمیت مدارس	ماہ شعبان المعظم	293
استقبال رمضان	ماہ شعبان المعظم	313
احکام و مسائل	ماہ شعبان المعظم	342

فہرست خطبات ندیم پنجم ماہ شعبان المعظم

اظہار تشکر			27
خطیب وخطابت			28
ذکر اللہ وجنت کی کنجی		**ماہ شعبان المعظم**	
خطبہ	32	اشعار	33
تمہید	34	ذکر اللہ کا عظیم فائدہ	34
علامہ شبلی نعمانی کا قول وخوف خدا	35	اللہ والے سے تعلق رکھنے کا فائدہ	36
صحابہ کو بڑا اعزاز ملنے کی وجہ	37	صحابہ حدیث نبوی کی روشنی میں	37
ذکر کسے کہتے ہیں	38	بندے کا فرشتوں میں تذکرہ	39
سلطان الہند کہنے کی وجہ	40	محبت کا اعلان	40
اللہ والوں کی حکومت	42	تمام عبادت کا خلاصہ	42
نماز کی عظمت	43	ہر عبادت میں ذکر اللہ	44
تمام عبادات میں افضل عبادت	44	لفظ الہ میں وسعت	45
علامہ اقبال کا کانپ جانا	45	اسلامی تاریخ میں مشکلات	46
سب بہاریں تیرے سبب سے	48	امام اعظم کا ایک دہریہ سے مناظرہ	49
اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ	51	جہلانہ عقیدہ	52
اطمینان قلب کا سبب	53	علامات قیامت	53
جنت کی چابی رسول خدا کی زبانی	54	بایزید بسطامی کہنے کی وجہ	55

خیرالاسماء	55	ابو یزید کو اللہ کی طرف سے الہام	56
بایزید کا راہب سے مناظرہ	56	اعلان توحید	67
فضیلت آیۃ الکرسی		**ماہ شعبان المعظم**	
خطبہ	68	تمہید	68
آیۃ الکرسی کے فوائد	69	سب سے عظمت والی آیت	69
پڑھنے والا جنت کا وارث	70	آیۃ الکرسی پڑھ کر سونے کا معمول	70
بنیادی مسئلہ کی وضاحت	71	لفظ اللہ ذاتی اور باقی سب صفاتی	72
اللہ کے نام میں عزت	72	اللہ کی صفات کا ذکر	73
صفاتی ناموں کا معنی	73	حیرت میں مبتلا کرنے والا نام	73
تمام صفات بیک وقت موجود	75	اپنی صفات پہ بدرجہ کمال قائم	76
عبادت کے لائق	77	دس صفات کا مجموعہ	77
اپنی قدرت کے ساتھ زندہ	78	اللہ وہ جو کسی کا محتاج نہیں	79
دو عجیب صفتیں	79	مناظرہ	80
نظام کائنات کی کشتی	81	تو دل میں آتا ہے پر نظر نہیں آتا	82
دل میں سمونے والی ذات	83	واحد اور احد میں فرق	84
قائم اور قیام عطا کرنے والی ذات	84	سب کو زندگیاں بخشنے والی ذات	85
مسجد نبوی دروازے بند کیوں؟	87	زمین و آسمان میں سب کچھ اللہ کا	90
اللہ کے ہاں بغیر اجازت سفارش	90	سارے لوگ حضورؐ کے پاس	91
سفارش محمد کی قبولیت	92	اللہ کے سامنے کوئی چیز مخفی	93
اللہ کا علم تامہ مخلوق کا ناقص	93	رب کے علم کا احاطہ	93

کرسی سے مراد اللہ کا اقتدار	94	نظامِ کائنات چلانے میں تھکاوٹ	95
اللہ کے سوا عبادت کے لائق	96		
شب نجات		**ماہ شعبان المعظم**	
خطبہ	98	اشعار	98
تمہید	99	انعامات کی بارش	99
رحمت خداوندی	101	قدرت خداوندی کا اظہار	103
فضیلت ماہ شعبان	104	پانچ چیزیں پانچ سے قبل غنیمت	105
نواب صادق کا ایک مشہور واقعہ	113	بخیل کون	117
درود وسلام پڑھنے کا انداز	118	بدنصیب آدمی	119
پہلا بدنصیب	124	جنت کے آٹھ دروازوں کی آواز	128
زندگی اور موت کے فیصلے	129	شعبان میں روزے رکھنے کی وجہ	130
لفظ شعبان پہ عجیب نقطہ	130	شب برائت میں فرشتوں کو حکم	130
صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت اور طریقہ	132	لیلۃ البرات کو فرشتوں کا کھڑے ہونا	134
قاضی احسان اور جنت کی تلاش	136	خدمت نہ کرنے پر اللہ کی لعنت	137
حضرت علقمہؓ صحابی کا وقت موت	138	شراب کی ممانعت	139
حرمت شراب کا حکم	140	عبداللہ بن سلام کی زبان سے جملے	141
بہت بڑی لعنت	143	علامات قیامت	144
قیمتی دعا	144	مالک بن دینار کی موت کا واقعہ	146
لیلۃ المبارکہ اور تحویل قبلہ	148	شب برات کو کرنے والے اعمال	149

فرضیت زکوۃ		**ماہ شعبان المعظم**	
خطبہ	151	تمہید	151
اسلام کا اہم ترین بنیادی رکن	152	سودخور سے اعلان جنگ	168
موت اور فکر آخرت		**ماہ شعبان المعظم**	
خطبہ	172	اشعار	173
تمہید	173	انسان کی اصلی جگہ	174
ہر انسان کی پانچ منزلیں	175	موت میں سکرات کی کیفیت	176
موت کے انکاری	176	موت کی یاد رسول اللہ کی زبانی	177
موت کی ترتیب	178	امام الانبیاء کے گھر موت کا حملہ	179
سیدنا بلال کو خواب میں زیارت	182	موت ایک اہم صدمہ	183
قبرستان کے آداب	184	سیدنا عثمان اور فکر آخرت	184
سیدنا علی قبرستان میں	185	عذاب قبر	186
عذاب والی دو قبروں کی نشاندہی	187	ہر آدمی گناہوں کے پسینے میں غرق	189
رحمت حق بخشش کا بہانہ	190	ایک گنہگار اللہ کی عدالت میں	191
انسانیت تین طبقوں میں تقسیم	192	حضورؐ کی والدہ کی وفات	194
امی کی وفات کے بعد نبی کوہ طور پر	196	چند ایسی چیزیں جو صدقہ جاریہ	197
بھاری صدقہ	197	تین چیزوں کا اہتمام	198
ایصال ثواب کا صحیح طریقہ	199		
میثاق انبیاء		**ماہ شعبان المعظم**	
خطبہ	200	تمہید	200

تمام انسانی ارواح دو قسم	200	خاص ارواح سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ	201
تمام انبیاء کی موجودگی	201	انبیاء کی ذمہ داری	202
تمام انبیاء کا اقرار	202	ختم نبوت کا اعلان	203
خصوصیات نبوت	204	ہر نبی کی ذمہ داری	204
مقصود اور وجود	205	وجود کے لحاظ سے مقصود	205
تمام نسب پاکیزہ	207	والدین کی پاکیزگی	208
حضورؐ کے دو نسب	209	حقوق والدین	210
حضورؐ اور آپ کی والدہ کی آرام گاہ	211	حضورؐ کی والدہ کا شہر	211
شادی کی آفر	212	پیشانی سے نور کا غائب ہونا	212
عظمت مصطفیٰؐ		**ماہ شعبان المعظم**	
خطبہ	215	اشعار	215
تمہید	217	شان نزول	218
شرح صدر کی نعمت	219	تمام علوم حضورؐ کے سینہ میں	219
محبوب اور کلیم میں فرق	220	علم اور حلم	222
سارے علوم حضورؐ کے سینہ میں	222	حوصلہ اور بردباری	223
دو طریقوں سے سینہ کھولنا	225	بچپن ہی سے حضورؐ کا سینہ کھول دینا	227
عین عالم شباب میں انعامات	229	تیسری مرتبہ سینہ کھولنے کی وجہ	230
مقام جبرائیل	232	جبرائیل کا بطور حکم استعمال	235
چوتھی مرتبہ سینہ کھولنے کی وجہ	235	مسئلہ حیاۃ النبیؐ	236
ایک عقلی مثال	239	بہترین استدلال	239

آپ کا بوجھ	241	آپ کا دین پورے عالم میں	241
آسمان وزمین کا بوجھ	243	مذہبی بوجھ	243
انتظامی امور کا بوجھ	247	حضورؐ کے ذکر کا منکر	248
حضورؐ کے دو ذاتی نام	250	حضور احمدؐ کیسے بنے؟	251
احمد اور محمد	253	محمد کی عظمت کا چرچا	254
نبوت کے گواہوں کی فہرست	255	زمین پر حضورؐ کی نبوت کی گواہی	256
ہر جگہ حضورؐ کی عظمت کا تذکرہ	258	ساری کائنات حاضر نبی حضور	259
پوری انسانیت کی سفارش	261	حساب کیلئے ابوبکر کی حاضری	262
مسئلہ حاضر ناظر		**ماہ شعبان المعظم**	
خطبہ	264	تمہید	264
تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ	265	القابات میں چاشنی	265
حضورؐ کے القابات	267	حضور سے گفتگو کے آداب	268
سیدنا جبرائیل کو گفتگو کا حکم	268	حضورؐ کی امتیازی شان	269
نبی کا لفظی معنی	271	نبی سے چند سوال	271
علم غیب اللہ کا خاصہ	271	سب سے اونچی شان والے	271
پاکیزہ صفات طیبات	272	فاران کی چوٹی پر اعلان نبوت	273
اہل مکہ کا صداقت کی گواہی دینا	274	محمدؐ کا کردار	275
صداقت محمد	276	مسئلہ حاضر وناظر کی وضاحت	277
گواہ پر اعتماد کی وضاحت	278	حضور کی گواہی کا مطلب	280
بے ادبی والا لفظ	281	ساری کائنات پیغمبر کے در پر	281

مبشر اور نزیر بھی	285	حضور کی دو صفتوں کی وضاحت	287
عذاب سے کھلم کھلا ڈرانا	289	مبلغ اسلام کا انداز	289
بے نمازی کا انجام	290	ہمسائے کے حقوق	291
اہمیت دینی مدارس		**ماہ شعبان المعظم**	
خطبہ	293	اشعار	293
تمہید	294	امتیاز انسانیت	295
فرشتوں کا علم	295	عظمت ابوالبشر	296
دو پیغمبروں کا تذکرہ	296	علم کا مفہوم	297
دولت کمانے کا طریقہ	298	علوم مدارس	298
تعلیمی معیار	299	محکمہ تعلیم کا بجٹ	300
عصری درسگاہوں کی کارکردگی	201	مدارس کی کارکردگی	302
مراکز اسلام کو علماء نے آباد کیا	302	مدارس کا فیض	303
لارڈ میکالے کا فرسودہ نصاب	304	بچوں کو ادب مدارس نے سکھایا	305
عصری نصاب کی خامی	305	مدارس کے فضلاء	306
نہ اس جہاں کے نہ اس جہاں کے	307	موذن کا دسترخوان	307
برصغیر میں علماء کی تاریخ	307	اخلاص کی برکت	308
دارالعلوم دیوبند کا فیض	308	شیخ الہند کی تصنیفات	308
شاہ افغان کی کرامت	309	قرآن والوں کی برکت	310
اکابر کی فتح	311	فراست مومن	311
امریکہ کے کھوجی	312	باب مجرد اور مزید فیہ	312

استقبال رمضان

خطبہ	313
پہلی امتوں پہ روزوں کی فرضیت	316
اللہ کی صفات	319
صفت الٰہی کا مظہر	320
تقوی میں اللہ کا تصور	323
شیخ جیلانی اور رمضان	325
استقبال رمضان بروایت سلمان	326
رمضان رحمت وبرکت کا مہینہ	327
صبر کا مہینہ	327
تراویح بیس رکعت	328
رمضان کی رات دوسنتیں	331
میاں عبدالہادی اور تلاوت قرآن	332
رمضان میں ملازمین پہ آسانی	332
رمضان تین حصوں میں تقسیم	334
رمضان کے تاریخی واقعات	338
دواضافی کام	339

ماہ شعبان المعظم

تمہید	314
ایام بیض کی تعریف	318
عظمت انسان	319
تقوی کی تعریف ونتائج	321
خصوصیات امت محمدیہ	324
ماہ رمضان کو رمضان کہنے کیوجہ	325
رمضان عظیم مہینہ	326
لیلۃ القدر کا مہینہ	327
تراویح کا مہینہ	328
تراویح کی لذت	329
قرآن کا حق	331
سیدنا عثمان اور تلاوت قرآن	332
افطاری کا اجر	333
رمضان تاریخ ساز مہینہ	335
رمضان کے چار کام	338
مسائل روزہ	340

احکام ومسائل

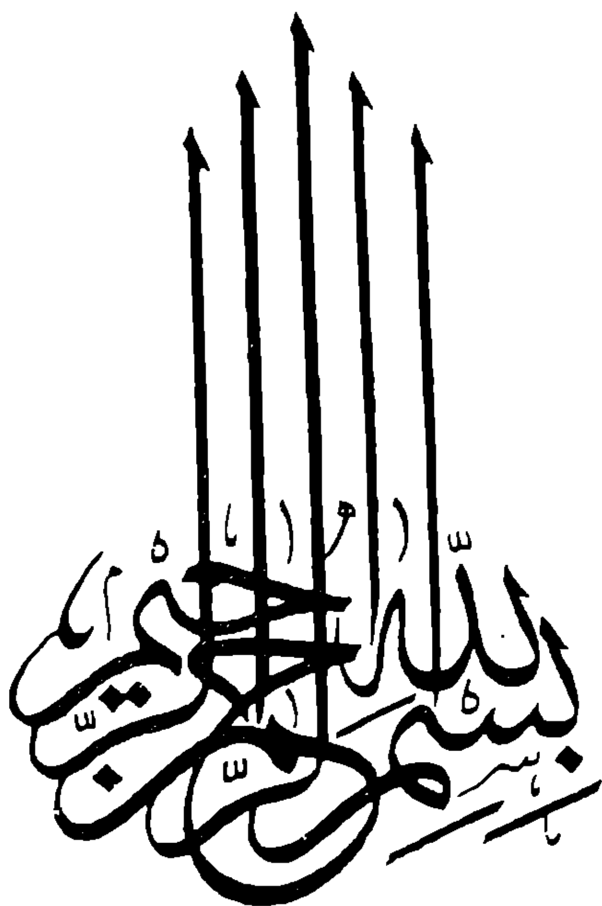
ماہ شعبان المعظم

انتساب

میں اپنی اس عظیم الشان کاوش کو اس مرد قلندر کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ جس نے کم عرصہ میں ملک نہیں بلکہ کئی ممالک کے اسفار طے کر کے رسول اللہ کے پیغام کی تبلیغ کرتے ہوئے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں انسانوں کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنے۔
اور آج ان کے خلوص کا نتیجہ ہے کہ ان کے خطبات کو خطباء اپنی ضرورت سمجھتے ہوئے مطالعہ کر کے محراب و منبر کی زینت بنتے ہیں۔

..........اس سے میری مراد..........

خطیب اسلام علامہ عبدالکریم ندیم مدظلہ العالی کی ذات ہے۔ اللہ رب العزت ان سایہ تادیر سلامت رکھے۔ کہ جن کے خطبات کو بریلوی مکتب فکر کے لوگ بھی اپنے زیر مطالعہ رکھتے ہوئے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کہ خطیب اسلام علامہ عبدالکریم ندیم اہلسنت والجماعت کے عظیم سرمایہ ہیں۔ اور ان کے بیٹوں کے نام منسوب کرتا ہوں جن کو طلب علم کیلئے سفر کرتے ہوئے دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ اللہ رب العزت حضرت خطیب اسلام کا صحیح جانشین بنائے اور حضرت خطیب اسلام کے گلشن جامعہ امداد العلوم کی ان صاحبزادگان برادرم حافظ محمد احمد ندیم، حافظ محمد سعد اللہ ندیم، حافظ محمد اسعد ندیم کے ہاتھوں تا حیات آبیاری ہوتی رہے۔



"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے
جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے"

چند موتی صاحب خطبات کے قلم سے

ابو محمد عبدالکریم ندیم

باسمہٖ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کے ہاتھوں میں کتاب لاجواب مجموعہ جواہرات ''خطبات ندیم'' ہے...... جس میں برادر ذی وقار عزیزی مولانا شبیر حیدر فاروقی نے بندہ کے چند خطبات کو جمع کر کے حسین ترتیب دے کر قارئین کی نظر کر دی ہے...... مرتب موصوف مولانا شبیر حیدر فاروقی نے اس سے قبل مؤرخ اسلام شہید ملت اسلامیہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے خطبات کو جواہرات فاروقی کے نام سے ترتیب دے کر شائع کیا ہے...... اور میں اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں کہ مؤرخ اسلام کے خطبات کے جامع نے میری تقاریر کو جمع کیا ہے۔

قرآن کریم کا اسلوب:

خطابت ایک خداداد صلاحیت، انمول تحفہ اور عطیہ الٰہی ہے...... رب العزت نے تمام آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کا اسلوب خطیبانہ رکھا ہے...... اس لیے (خطابت کو) کلام الٰہی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

رحمت للعالمین شفیع المذنبین امام الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد رسول ﷺ کا فرمان عالی شان ہے ''اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا'' بیان اور قوت گویائی بے شک جادو کا اثر رکھتی ہے۔

اعزاز مذہب اسلام:

ہر قوم اور مذہب میں اس کی اشاعت کرنے والے مقرر ہوتے ہیں...... مگر یہ اعزاز مذہب اسلام کو حاصل ہے...... کہ خطیب الانبیاء محمد رسول ﷺ کو سب انبیاء میں وہ

عظمت حاصل ہے...... کہ جو اسلام کو ادیان عالم پر ہے...... قیامت تک اشاعت اسلام کے لیے محبوب کل ﷺ کی امت میں خطباء آتے رہیں گے...... اور فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہیں گے۔

انتہائی افسوس:

مگر انتہائی افسوس ہے...... کہ اس دور پرفتن میں یہ میدان گویوں، نقالوں اور جاہلوں کے ہاتھوں میں ہے...... اہل علم مدرسین اپنے منصب تدریس سے فارغ نہیں ہوتے...... کہ اس منصب کو سنبھالیں...... لیکن اکثر جہلاء قصہ گوئی، نقالی، جاہ پرستی، اشعار گوئی پر گذارا کر کے اس پر وقار با کمال عمل کی تذلیل وتوہین کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ میرے اکابر علماء دیوبند کو جزائے خیر دے...... کہ جنہوں نے منصب تدریس کی طرح میدان تبلیغ وخطابت میں بھی باکمال لوگ پیدا کیے...... جو کہ علم وعمل کے مرقع تھے...... اور افراط وتفریط سے پاک وعظ ونصیحت کرتے ہیں...... میں اپنے مالک حقیقی کا اس پر جتنا کثیر شکر ادا کروں وہ قلیل ہے...... کہ زمانہ طالب علمی سے میرے اساتذہ اور مشائخ نے میدان تبلیغ وخطابت میں تربیت فرمائی۔

تحدیث بالنعمت:

الحمد للہ تحدیث بالنعمت کے طور پر تحریر کرنا مناسب سمجھتا ہوں...... کہ بندہ کی عادت ہے...... کہ خطبہ جمعۃ المبارک کی تیاری پورا ہفتہ کر کے ہر جمعہ ایک نیا عنوان تجویز کرتا ہے...... اس کے لیے قرآن وسنت اور اکابرین امت کے مواعظ اور کتب کا مطالعہ ضروری سمجھتا ہے۔

ساڑھے تین صد مواعظ:

اس وقت ساڑھے تین صد کے قریب الحمد للہ بندہ کے مواعظ وخطبات جمع کیے

مطالعہ میں کتاب وسنت اور اپنے اکابر اسلاف کے تالیف کردہ کتب پیش نظر رکھیں......اور ان چیزوں میں ایک اہم بات یہ ہے...... کہ کسی نہ کسی صاحب نسبت بزرگ سے اپنا رابطہ ہونا چاہیے......ورنہ گمراہی کا اندیشہ ہوتا ہے۔

گمراہی کا سبب:

واضح رہے...... کہ مرزا غلام احمد قادیانی ، غلام احمد پرویز، عبد اللہ چکڑالوی ، خدا بخش ابو الاعلیٰ مودودی اور ان کے علاوہ اور بڑے بڑے گمراہ اپنے اپنے زمانہ کے بڑے عالم اور خطیب تھے......مگر گمراہ اس وجہ سے ہوئے...... کہ کسی بزرگ سے نسبت نہ تھی۔

ایک خطیب کا دلچسپ واقعہ:

ایک مرتبہ میرے ہم پیشہ خطیب نے (جس کے تذکرۂ نام کی ضرورت نہیں ہے) بندہ سے کہا...... کہ کیا بات ہے......؟ کہ میں خوبصورت، خوب رو، خوش گلو اور خوش پوش ہوں ......لہجہ خوب ہے......انداز حسین ہے......اور آواز مسحور کن ہے......مگر اس کے باوجود عوام کے دلوں میں گھر نہیں ہے......عوام مسخر نہیں ہے...... بندہ نے جواباً عرض کیا...... کہ یہی تو فرق ہے...... کہ آپ یہ سب کچھ اپنے آپ کو سمجھتے ہیں......اور میں ان میں سے کچھ نہیں ہوں...... اور نہ ہی اپنے آپ کو سمجھتا ہوں......بس اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث پر کاربند ہوں...... کہ اللہ کے نبی ﷺ کا فیصلہ ہے

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ

اور دوسرا فرق یہ ہے...... کہ میں اپنے بزرگوں سے وابستہ ہوں...... ہر جمعہ حضرت دین پوری اور حضرت درخواستی کی زیارت کے لیے جاتا ہوں......اور ان سے دعائیں کراتا ہوں...... نیز کسی بھی علاقہ میں کوئی صاحب نسبت موجود ہو......تو اس کی زیارت کے لیے جاتا ہوں۔

جا چکے ہیں.....دلی دعاء ہے.....کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس عارضی حیات مستعار میں ان تمام خطبات کو کتابی شکل میں کرنے کے لیے برادرم مولانا شبیر حیدر کو اسباب مہیا کرے۔

خطبات ندیم دعاء کی لڑی:

خطبات ندیم بندہ کی اس دعاء کی ایک لڑی ہے.....جو اللہ تعالیٰ نے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کے ہاتھوں پروئی ہے۔

تقریر شروع کرنے کے اصول:

بندہ اپنی ہر تقریر شروع کرنے سے قبل کوشش کرتا ہے.....دو رکعت نفل پڑھ کر شروع کرے.....نیز بندہ نے کبھی کوئی تقریر وضو کے بغیر نہیں کی.....یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے.....نیز یہ دعاء خاص طور پر کرتا ہے.....کہ اللہ تعالیٰ سامعین کے مناسب حال گفتگو کروائے.....اور ہر جملہ کو آخرت کے لیے ذخیرہ بنائے۔

کتاب کے قارئین کے لیے ہدایت:

اس کتاب کا مطالعہ کر کے فیض حاصل کرنے والے رفقاء سے درخواست ہے.....کہ اللہ کی رضا ملحوظ خاطر رکھیں.....خطبات میں انداز نبوت سامنے رکھیں.....ریا کاری گلو کاری، گویا پن اور اداکاری سے بچیں..... یہ باعظمت کام ہر قسم کی الائش سے پاک ہونا چاہیے .....مقررین کو سادگی اپنانی چاہیے..... خطابت میں عام سلیس اور سادہ لہجہ ہونا چاہیے۔

تقریر پر داد کی توقع:

خطابت و تقریر پر لوگوں سے داد کی توقع نہیں رکھنی چاہیے.....اور نہ ہی خود ستائی میں پوچھنا چاہیے.....کہ میری تقریر کیسی ہوئی اور نہ ہی کسی کے تعریفی کلمات پر تعجب میں آئیں.....کہ میں نے تو کمال کر دیا ہے.....بلکہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

ہاں......! یہ مقبولیت اللہ کا خاص عطیہ اور محبت کا صلہ اور ان اکابرین کی توجہات کا نتیجہ ہے۔

خطیب اسلام کی دلی دعاء:

دلی دعاء ہے...... کہ اللہ تعالیٰ برادرم شبیر حیدر فاروقی جلال پوری کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں منظور و مقبول فرمائے......اور بندہ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنائے......آمین ثم آمین

ابو محمد عبدالکریم ندیم
ناظم مجلس علماء اہل سنت پاکستان
خطیب جامع مسجد غلہ منڈی خانپور ضلع رحیم یار خان
مدیر المرکز التدریبہا جامعۃ امداد العلوم محلہ کریم آباد خانپور پاکستان

اظہار تشکر

حیدر کے قلم سے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ...... وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ...... وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّابَعْدُ ! رب ذوالجلال کا احسان عظیم ہے ...... کہ اس کے بے پناہ فضل وکرم اور اس کی عطاء کردہ توفیق وہمت کی بدولت آج حضرت خطیب اسلام کے خطبات بابرکات جمع وترتیب وطباعت کے مراحل طے کر کے آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکے ہیں ...... فللہ الحمد

خطیب اسلام کی خطبات میں اکابرین کی جھلک:

خطبات ندیم ایک ایسی شخصیت کے خطبات بابرکات کا مجموعہ ہے ...... کہ جس کی سوچ انداز تکلم اور خطابت میں اکابر کی بڑی دلکش جھلک موجود ہے ...... بلکہ اگر میں یوں کہہ دوں تو بے جا نہ ہوگا ...... خطبہ کے ہر کلمہ میں اکابرین کی جھلک موجود ہے ...... آپ بلا کے ذہین حاضر جواب اور وسیع المطالعہ ہیں۔

خطیب اسلام کی خطابت میں فصاحت وبلاغت:

خطابت میں فصاحت وبلاغت انہوں نے اپنے محسن ومربی خطیب العصر مولانا عبدالشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ سے میراث میں پائی ہے ...... اور انداز زندگی بھی اپنے محسن کی طرح درویشانہ ہے۔

سلوک وبیعت کی اجازت:

انہوں نے جہاں ملک کے جید علماء کے علوم سے استفادہ کیا ہے ...... وہاں سلسلہ قادریہ کی عظیم خانقاہ دین پور شریف سے والہانہ عقیدت اور تعلق بھی ہے ...... اور حضرت

رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں ولی کامل فخر السادات حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت سلوک و بیعت حاصل ہے۔

خطیب اسلام کی علمی تحقیق:

صحابہ کرام کی ناموس کا تحفظ اوران اساطین امت کے خلاف دریدہ دہنی کرنے والوں کی تردید ان کی زندگی کا خاص مشن ہے...... اوراپنی جدوجہد میں انہوں نے بہت ساری صعوبتیں جھیلی ہیں...... لیکن کوئی انہیں اپنے اکابرین کے نقش سے متزلزل نہیں کرسکا...... ان کی علمی تحقیق امت مسلمہ کا قیمتی اثاثہ ہے...... اللہ سے دعا ہے...... کہ اللہ ہمیں اس کی قدر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

دینی فریضہ کی تکمیل:

راقم کو اپنی تمام کمیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف ہے...... لہذا کتاب میں حسن ترتیب کا کوئی پہلو نظر آئے...... تو محض اللہ کا فضل اور کرم جانئے...... اور ہمہ قسم کی کمی وکوتاہی مجھ عاجز کے ذمہ ہی ہے...... جس کے لئے میں اللہ کے حضور بھی عفو ودرگزر کا خواستگار ہوں...... اور آپ سے بھی...... اس کتاب کی ترتیب واشاعت اپنی جگہ ایک اعزاز یقیناً ہے...... لیکن راقم کے نزدیک یہ دینی فریضہ کی تکمیل اور بار امانت کی ادائیگی کے درجہ میں بھی ہے...... فللہ الحمد کہ آج اس سے سبکدوش ہونے کا پرمسرت موقع نصیب ہو رہا ہے...... اللہ کریم مجھ عاجز کی اس کاوش کو قبول ومنظور فرما کر حضرت خطیب اسلام مولانا عبدالکریم ندیم اور ان کے اساتذہ کے لئے اور راقم کے لئے قبر وحشر میں وسیلہ مغفرت اور ذریعہ بنا دیں۔

محسنین کا شکریہ:

آخر میں راقم اپنے ان تمام محسنین و معاونین کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہے......
کہ جنہوں نے دامے درمے سخنے قدم بقدم مجھے سنبھالا ......اور اس بار امانت کو آپ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے ہیں......ان میں بالخصوص خطیب اسلام کے صاحبزادگان برادرم حافظ محمد احمد ندیم برادرم حافظ اسعد اللہ ندیم حافظ محمد سعد اللہ ندیم محمد مشتاق وڑائچ صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان مولانا اللہ بخش صاحب ایاز ملکانی صاحب مولانا عبدالحمید حیدری صاحب خطیب لاثانی مولانا عبدالعزیز حسانی صاحب مدیر جامعہ حسان بن ثابت میلسی مولانا محمد بلال الحسینی صاحب مولانا نور محمد شاہین صاحب مدیر جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا روڈ میلسی ملک سیف الرحمٰن فاروقی صاحب حافظ مختار الحسن صاحب مولانا محمد رفیق بانہ رویہ صاحب اور ان حضرات کے علاوہ راقم بھلا کیسے فراموش کر سکتا ہے (اپنے اس محسن کو جس نے کتب کی اشاعت کے ابتدائی مراحل ۲۰۰۲ء میں یعنی جب خطبات ندیم کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا) مثالی تعاون کیا......ان کو اللہ تعالی اس تعاون کی جزائے خیر عطاء فرمائے......ان سے میری مراد برادر اکبر علامہ بشیر احمد عثمانی خطیب جامع مسجد عثمانیہ خانپور ضلع رحیم یار خان ہیں......اللہ ان تمام محبت کرنے والوں کے اخلاص نیت و عمل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے (آمین)

والسلام مع الاکرام

مولانا شبیر حیدر فاروقی

کچھ موتی خطیب اسلام کے فرزند ارجمند کے قلم سے

از قلم حافظ محمد احمد ندیم

فن خطابت اور کریم کا کرم:

الحمد لولیه و الصلوة علی نبیه امابعد ...... !خطابت کا فن تو رب العزت کا عطیہ نعمت عظمیٰ اور مایہ بیکراں ہے...... یہ بات اظہر من الشمس ہے...... کہ خطابت کے راستے پر ہزاروں شہسواروں نے گرد سفر اڑائی ہے...... مگر معدودے ایسے لوگ ہیں...... جو خطیب بھی ہوں...... اور اس کے ساتھ فصاحت و بلاغت کے پیکر ،مؤرخ، محقق اور مفکر بھی ہوں...... قریب کے زمانہ میں مولانا ابوالکلام آزادؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا محمد اجمل خانؒ، مولانا حق نواز شہیدؒ، مولانا ضیاء القاسمیؒ، مولانا ضیاء الرحمان فاروقیؒ، اور علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ، جیسے عظیم لوگ ہی ان صفات کے حامل اور محاسن جمیلہ میں کامل تھے...... اب اس قحط الرجال دور میں جس میں عالم، کامل، خطیب، ادیب، صاحب مطالعہ اور صاحب علم کی تلاش مثل عنقاء ہے...... تحدیثاً بالنعمت یہ لکھتا ہوں...... کہ یہ کریم کا کرم مجھ ابن عبد کریم پر ہے...... کہ یہ مذکورہ تمام صفات ہمارے اس زمانے کے خطیب جس کو دنیا خطیب اسلام کے نام سے جانتی ہے...... بطریق اتم موجود ہیں...... کہ وہ میدان خطابت کے شہسوار ہونے کے ساتھ، ساتھ ایک بہترین مؤرخ اور محقق اور مفکر مسلم ہیں...... اخلاق کریمانہ ان کا خاص وصف ہے...... قلب حزیں رکھتے ہیں...... سوز یقین رکھتے ہیں...... سخن پرسوز پرکیف انداز تکلم صاحب جود و سخا ہیں...... وہ میرے والد بزرگوار ہی ہیں ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشند خدائے بخشندہ۔

خطیب اسلام اور مقام تصوف:

حضرت والد محترم کو حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ، حضرت درخواستیؒ، حضرت بنوریؒ، حضرت مفتی محمودؒ، حضرت مولانا شریف کاشمیریؒ، حضرت مفتی محمد عبداللہ ملتانیؒ، حضرت مولانا عبدالقادر قاسمیؒ، اور مولانا محمد ابراہیم تونسویؒ، مولانا واحد بخشؒ کوٹ مٹھن، مولانا محمد عثمانؒ میران شاہ، مولانا عبدالغفورؒ میران شاہ، مولانا شفیق الرحمان درخواستیؒ، مفتی ولی حسن صاحبؒ، اور مولانا سلیم اللہ خان صاحب جیسے اساطین علم سے شرف تلمذ حاصل ہے...... اور مولانا مفتی زرولی خان صاحب جیسے تبحر عالم کئی اجتماعات میں فرمایا کرتے تھے...... کہ یہ عالمی خطیب میرے قابل فخر ہم سبق ہیں...... صرف یہاں تک محدود نہیں ہے...... بلکہ حضرت والد محترم مقام تصوف میں اعلیٰ مقام پر

فائز ہیں...... حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہؒ صاحب کے خلیفہ مجاز اور بشیر احمد شاہ جماتیؒ کے خلیفہ بھی ہیں...... حضرت مولانا سید نفیس الحسینیؒ شاہ صاحب نے امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی جائے پیدائش چیاں والی ضلع سیالکوٹ کو خرید کر اس میں مسجد و مدرسہ اور خانقاہ قائم کر کے فرمایا...... کہ مولانا آپ کا حضرت سندھیؒ سے دین پور شریف کی وجہ سے گہرا تعلق ہے...... اس لئے یہ خانقاہ آپ کے حوالے کرتا ہوں...... اس میں حاضری دیا کریں...... نگرانی کیا کریں...... کم از کم سال میں ایک اجتماع ضرور کرا یا کریں...... حضرت والد ماجد حضرت مرشد سید نفیس الحسینیؒ کے اس امر کو نبھا رہے ہیں...... اپنی مرکزی دینی اور علمی روحانی خاندانی خانقاہ عالیہ راشدیہ دین پور شریف سے اتنا گہرا تعلق ہے...... کہ جنید وقت عارف کامل حضرت میاں عبد الھادیؒ کے وصال پر ملال باکمال لازوال کے بعد محبوب العلماء مرشد الصلحاء حضرت میاں مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے تا حال تعلق برقرار ہے...... ہر ہفتہ دین پور کے قبرستان میں مقابر مشائخ پر حاضری دیتے ہیں...... اس روحانی ایمانی فیض اور تعلق کا صدقہ سے امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز صفدرؒ نے اجازت حدیث فرمائی کئی بیانات سن کر تصویب فرمائی...... خواجہ خواجگان خواجہ خان محمدؒ نے کئی امور و عملیات کی اجازت عنایت فرمائی۔

خطیب اسلام کے بارے میں حضرت حکیم العصر کے تاثرات:

اکابر علماء کی خدمت میں حاضری دے کر ان سے فیض حاصل کرنا...... اور اسلاف کا ذکر خیر کرنا...... حضرت والد صاحب کا بہترین عمل ہے...... بندہ نے دیکھا کہ ایک موقع پر محدث جلیل مولانا عبد المجید لدھیانوی کی محفل میں اسلاف کا ذکر ہوا...... تو حضرت آب دیدہ ہو گئے...... اور فرمایا حضرت ندیم صاحب! آپ نے کیسا ذکر چھیڑ دیا محفل کیسی خوبصورت رہی۔ ذکر حبیب کچھ کم نہیں۔ وصال حبیب سے

خطیب اسلام کے بارے میں اہل علم کے تاثرات:

بہر کیف اللہ رب العزت نے حضرت والد محترم دامت برکاتہم العالیہ کو بہت اچھی صفات کے ساتھ متصف کیا ہے...... ان تمام خوبیوں میں سے جو نمایاں خوبی ہے...... وہ حضرت کی خطابت ہے...... حضرت کو زمانہ طالب علمی ہی سے خطابت کا فرط شوق تھا...... جو کئی علماء کرام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا...... ایک موقع پر سید ابوذر بخاریؒ نے فرمایا...... کہ یہ نوجوان اپنے وقت کا ایک عظیم خطیب ہوگا...... ایسے ہی ان کے ایک استاد حضرت مولانا عبد القیومؒ نے زمانہ طالب علمی میں صلاحیتیں دیکھ کر دعاء دی تھی...... مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید نے جامعہ عبد اللہ بن مسعودؓ خان پور کے ایک اجتماع میں فرمایا...... کہ خانپور جہاں اہل اللہ اور اہل علم کا مرکز ہے...... وہاں خوشی کی بات ہے...... کہ مولانا عبد الکریم ندیم جیسا خطیب اس شہر میں موجود ہے...... جس نے کم

عمری میں اپنی علمی خطابت کالوہا پورے ملک میں منوایا ہے......زمانہ شباب سے لے کر تا حال حضرت اس منصب کو بخوشی سرانجام دے رہے ہیں......اور انشاءاللہ تا زیست نبھاتے رہیں گے۔

حضرت خطیب اسلام اور وسعت مطالعہ:

حضرت والد محترم کی خطابت ایک معرکۃ الآراء خطابت ہے......جس کو اپنے بھی مانتے ہیں اور غیر بھی......! حضرت جو بھی بات کرتے ہیں وہ بغیر تحقیق کے نہیں کرتے......الحمدللہ ہر بات بحوالہ بیان کرتے ہیں......حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ نے اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین بنالیا تھا......اور فرمایا کرتے تھے......کہ اس نوجوان کی اپنی محنت ہے...... یہ وقت کا بہت بڑا خطیب بنے گا...... کیوں کہ اس کا مطالعہ بہت ہی وسیع ہے......اور اس کی تحقیق بہت ہی کمال درجہ کی ہے......اور چشم فلک نے دیکھا......کہ وہی مربی، مشفق، محسن، استاد، جن کی توجہ سے حضرت والد محترم اس مقام پر پہنچے ہیں......اور حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ نے اسلامی مشن بہاول پور میں خود اسٹیج سیکٹری کے فرائض سرانجام دیے......اور ان الفاظ سے دعوت خطاب دی فرمایا......کہ اب خطیب آرہا ہے......ادیب آرہا ہے......عجیب آرہا ہے......لبیب آرہا ہے......گلشن رسالت کا عندلیب آرہا ہے......آپ سب کے قریب آرہا ہے......خوش نصیب آرہا ہے...... یہ حضرت دین پوریؒ کا اپنے ایک لاڈلے خطیب کو دعوت کا انداز ہی نہیں...... بلکہ اس مرد درویش کی دعا تھی...... جو آج دنیا پوری ہوتی ہوئی دیکھ رہی ہے......الحمدللہ ان بزرگوں کی دعاؤں کی وجہ سے حضرت ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہیں......ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

حضرت والد محترم کے تعلق داروں میں ایک نام مولانا شبیر حیدر فاروقی صاحب کا ہے......جو بہت ہی قابل اور علماء اور طلباء میں محبوب ہیں......مولانا شبیر حیدر فاروقی صاحب بہت ہی با صلاحیت اور قلب سلیم کے مالک ہیں......انہوں نے والد صاحب کی کتاب خطبات ندیم کی ترتیب اور نشر و اشاعت کا انتظام کر رکھا ہے......اور الحمدللہ بہت ہی اچھے انداز میں اس کو نبھاتے رہیں گے۔انشاءاللہ میری دعا ہے......کہ اللہ تعالیٰ مولانا شبیر حیدر فاروقی صاحب اور باقی تمام حضرات کو جو اس کار خیر میں مصروف ہیں......ان کو صحت و عافیت سے رکھے۔آمین ثم آمین۔

خاکپائے اہل حق ؛ بندہ محمد احمد ندیم ابن خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب

خطیب اور خطابت

مولانا شبیر حیدر فاروقی

الفاظ کی پھواریں:

الفاظ کا نرالا پن اور جملوں کی کاٹ، واقعات کی لڑیاں پرونے، درد اور احساسات کو زبان دینے، تخیل کو دوسروں تک پہنچانے، ہاتھوں کے اشارات سے سامعین کے قلوب کو مسخر کرنے، احادیث و براہین کے پھول برسانے، خیالات کو عظمت و فراز تک لے جانے میں جو کمال خطیب کو حاصل ہوتا ہے...... وہ کسی اور کے بس کی بات نہیں ہے...... جب الفاظ کی پھواریں پڑتی ہیں...... جب زبان کی چاشنی رنگ دکھاتی ہے...... جب انداز شعلہ نوائی اپنا سکہ جماتی ہے...... جب کلمات کی ادائیگی اپنی سطوت دکھاتی ہے...... جب ٹھہراؤ پن نکھر نکھر کے سامنے آتا ہے...... جب تبسم دل آواز روحوں میں سرایت کرنے لگتا ہے...... تو سامعین انگشت بدنداں اور حیران و ششدر رہ جاتے ہیں،

خطیب کسے کہتے ہیں:

خطیب اس کو کہتے ہیں...... کہ ادب جس کی جیب میں رہتا ہو...... نت نئے الفاظ کی پیوندکاری اس کا مشغلہ ہو...... نرالا انداز قلب و حمیت کو جلا بخشنے والا ہو...... اس کی آواز قوت سماعت میں رس بھی گھولتی ہو اور نشتر بھی چلاتی ہو...... جس کی ایک ہی چنگھاڑ سے دل سہم جائیں...... دریا رک جائیں...... زلزلے تھم جائیں...... اور طیور نغمات کی گہرائی سے آگاہ ہوں...... اس کا انداز نوا اس قدر بلند ہو کہ اس کی گرجدار گونج ایوانوں کو ہلا دے...... سطوت اور جاہ و حشمت بٹھا دے...... اس کی شعلہ نوائی سے عدو کانپیں اور اسلام کے ازلی وابدی دشمن لرزہ براندام ہوں...... اس کو ہم خطیب کہتے ہیں یہ تو اس کی آواز کے عکس کی آواز ہے۔

خطیب کا کردار:

اس کی زبان چلنے کے ساتھ ساتھ خطیب کا کردار بھی ارفع ہوتا ہے ......اس کی جلوتوں میں مصطفائی مہکتی ہو......اور اسکی خلوتوں میں کبریائی ٹپکتی ہو......وہ صبر کا معدن ،صدق کا منبع ،خاکساری کا نمونہ ،اخلاص کا پیکر،للّٰہیت کا بحر بیکراں،خیالات کا جوہری،زبان کا ابوالکلام ،فصاحت کا سحبان،ادب کا حالی،فکر کا اقبال ،تصوف کا بایزید،حکمت کا تھانوی،متانت کا مفتی،ریاضت کا ھادی،عبادت کا خان،جرات کا مدنی،استقامت کا جھنگوی،مطالعہ کا فاروقی،دانش کا مرقع اور اخلاق حسنہ کی زندہ و جاوید تصویر ہو......تب جا کر وہ خطیب بنتا ہے...... پھر اس کے کپڑوں پہ نہیں...... بلکہ اس کے کردار سے عطر ولوبان کی مہکاریں آتی ہیں...... پھر اس کی ٹوپی سے نہیں...... بلکہ جبین نیاز سے للّٰہیت کا جذبہ ٹپکتا ہے...... پھر اس کے الفاظ زبان سے نہیں...... بلکہ دل کی کال کوٹھڑیوں سے نکل کر بانگ درا بن کے گونجا کرتے ہیں...... پھر اس کا قول نہیں...... بلکہ عقل سلیم سامنے ہوتی ہے...... پھر اس کا فعل نہیں...... بلکہ لائق تقلید عمل ہوتا ہے......تب جا کر وہ معاشرہ کو سدھارنا......اخلاقیات کا درس دینا...... رواداری و محبت ،امن و پارسائی امید اور ترنگت کے جلوے دکھلانا......اس کی محبوب ادائیں بن جاتی ہیں...... پھر جب ایسے خطیب کی آواز سناٹوں کو چیرتی ہوئی خلاق عالم کے دربار میں پہنچتی ہے......تو عرش خداوندی پہ متمکن فرشتے جھوم اٹھتے ہیں......پھر وہ جدھر اشارہ کرتا ہے......روحیں اس کی ہمرکاب ہوتی ہیں......قلب اس کا ہمدرد ہوتا ہے......خیالات اس کے ہمنوا ہوتے ہیں...... پھر زمانے کو وہ چلاتا جاتا ہے......پھر ہمت اس کے پاؤں دابتی ہے......اور صبر واستقلال اس کے حدی خواں ہوتے ہیں...... پھر رعب وداب اور شان وشوکت اس کے رکاب چومتی ہے...... پھر وہ اپنے طرز خطابت میں فکر کی گہرائیاں سموتا ہوا سامعین کے قلوب پر راج کرتا ہے......اور انہی صفات سے متصف لوگوں کو ہم خطیب کہتے ہیں......اور انہی خطباء میں سے ایک حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب مدظلہ کی ذات اقدس ہے...... یہ شخصیت

یقیناً کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے وہ ملک کے نامور خطیب ہیں......ادب سے ان کو خاص لگاؤ ہے......اس کے علاوہ فصاحت و بلاغت میں انہیں حد درجہ کا مقام حاصل ہے۔

خطابت اور بات میں فرق:

جس کے بیاں سے شعلوں کا سا سوز ٹپکتا ہو...... درد جس کی گہرائیوں میں پنہاں ہوتا ہو...... لطافتوں کی دھمک ......نزاکتوں کی شوخیاں ...... الفاظ کی جادوگری...... مطالعہ کی وسعت اور جملوں کی بارش خطابت کے نام سے موسوم ہے......خطابت اور بات میں بہت فرق ہے...... خطابت شعلہ نوائی کے گر کو کہا جاتا ہے...... جس میں الفاظ نہیں شعلے برسیں......زبان نہیں تلوار چلے......خیال نہیں جذبے ٹپکیں......امنگیں نہیں عمل دمکے...... ستارے نہیں الفاظ چمکیں ...... پھول نہیں جملے مہکیں...... آنسو نہیں خون کے قطرے ٹپکیں......بات تو وہ ہوتی ہے......جس میں انداز ہو کم اور وقار ہو زیادہ۔

لیکن وقار اور سنجیدگی...... کردار اور عمل کی پھبن باتوں سے خطابت میں زیادہ چمکتی ہے...... پھر دل کا پھر جانا...... کردار و سیرت کے بجائے بدلنا...... جذبوں کو حرارت دینا اور عمل کی آگ سے جذبات کو جلا بخشنا روز مرہ کا معمول بن جاتا ہے...... ہمت کی داد اور حوصلوں کی جلن......نکھر نکھر کے خطابت سے سنورا کرتی ہے......پھر انوکھے موضوع پر لب کشائی...... البیلے الفاظ کا انتخاب ...... چاشنی دار زبان کی کاٹ ......اچھوتے انداز کی جھلک......حوالوں کی بھر مار......لحن داؤدی کے زمزمے زباں پر آشکار ہوتے ہیں...... پھر یہ خطابت رنگ بدلتی ہے......آواز میں سوز جاگتا ہے......ذہن چلتا ہے زبان ترجمانی کرتی ہے......دل ساتھ دیتا ہے...... ہمت دوڑتی ہے......حوصلے ملتے ہیں سامعین سے آنکھیں دوچار ہوتی ہیں اور پھر ماحول بدل جاتا ہے۔

کسی کی خطابت میں آنکھوں سے سیل رواں جاری ہوتے ہیں......تو کسی کی خطابت

جذبات کو ابھارتی ہے...... کسی کی خطابت کردار کو سینچتی ہے...... تو کسی کی خطابت عمل کو بیدار کرتی ہے...... آشفتہ مزاجی ہنسانہیں کرتی...... بلکہ اسے ہنسایا جاتا ہے...... پھر مجمع روتا نہیں ہے رلاتا ہے...... تڑپتا نہیں تڑپاتا ہے...... جلتا نہیں جلاتا ہے...... کیونکہ خطیب کی خطابت کے زیر اثر ان کی آنکھوں سے ٹپکنے والا پانی ان کے چہروں پہ ہلچل کرتی امیدیں...... ان کے دلوں میں ٹھاٹھیں مارتے خیالات آنکھوں ہی کو معاون سمجھ کر وہاں سے امل پڑتے ہیں...... پھر خطابت ہی وہ ہوئی جو جلا کر رکھ دیتی ہے...... خطابت کے جوہر کھلتے ہیں تو انداز وموشگافیاں...... دریاؤں کی دھاریں اور جذبوں کی روانیاں صاف اور شفاف خشکیوں پہ چلتی دکھائی دیتی ہیں...... خطابت ہی وہ فن ہے جو دلوں کو موہ لیتا ہے۔

خطیب اور خطابت زمانے کیلئے:

خطیب اور خطابت یہ زمانے کے لئے جزو لازم ہے...... وہ خطابت ہی تھی جس نے عرب کی بے آب وگیاہ سرزمین پر نور ہدایت کے چشمے رواں کر دیئے۔

وہ بھی خطابت ہی تھی...... کہ جس نے سوچ و پرکھ کے زاویے بدل کر عقل و دانش کے مرقع انسانوں کو زمانے میں آشکارا کیا...... خطابت محض شعلہ نوائی نہیں...... بلکہ حقیقت کی ترجمانی ہے...... لیکن خطابت میں ایک جز وہ بھی ہے...... جو ہدایت کا پیغام دینے والے خطیب اعظم کو طائف کی گلیوں میں خون ناحق بہانے پر مجبور کر دیتا ہے...... خطابت محض انداز وشائستگی نہیں...... بلکہ جرأت وعزیمت کی داستانوں کی ابتداء بھی ہے...... اور خطابت کے انمول انداز میں سے ایک انداز ندیم بھی ہے...... جو کہ اس کتاب خطبات ندیم میں بکھرے ہوئے قیمتی زمرد یاقوت ہیں ان کا انداز خطابت نیا نہیں ہے بلکہ وہ ہے...... کہ جو دلوں کو موہ لیتا ہے تقاریر کا ذخیرہ پیش خدمت ہے جو کہ میدان خطابت کے لئے ایک فقید المثال کتاب ثابت ہوگی اس کتاب کے مطالعہ سے خطیب بھی نکھرے گا اور خطابت بھی!

ذکر اللہ وجنت کی کنجی

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... ۝ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ......وَقَالَ فِیْ مَوْضِعٍ آخَرَ...... وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ...... عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَؓ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ...... كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَیْهِ لَالَهٗ اِلَّا اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْذِكْرُ اللّٰهِ...... عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَایَذْكُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ(۱) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ (۲)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَنْ یُّدْعٰی اِلَی الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِی السَّرَّآءِ (۳) وَالضَّرَّآءِ (٤)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ (٥)

---

(۱)وعن ام حبیبہؓ مشکوۃ ص ۱۹۸، ترمذی ص ۲۸۹ ج ۳ بیروت ابن ماجه ص ۲۹۵ بیروت ، مسند ابی یعلی ص ۱٦۲ ج ٦

(۲)وعن ابی موسیؓ مشکوۃ ص ۱۹٦ ج ۱ بخاری ، مسلم مسند ابی یعلی ص۲۲۹ ج ٦ وعن جابرؓ مشکوۃ ص ۲۰۱ ترمذی ص ۱۷٤ ج ۲

(۳)وعن ابن عباسؓ مشکوۃ ص ۲۰۱ بحواله بیهقی وفی شعب الایمان (٤)عن معاذؓ مسند احمد ص ۲٤۲ ج٥

(٥)لحته ابو نعیم ص ۳۸ ج ۲ نهایه ابن کثیر ص ۳٦۷ ج ۲ مجمع الزوائد ص ۸۲ ج ۱۰، کنز العمال ص ۱۸۲٥ لبدایه والنهایه ص ۱۰۱ ج٥ ، مشکوۃ ص ٤۰، کلمة الاخلاص ص ۱٤ جامع الصغیر بحواله فضائل اعمال ص ٥٦۷ کامل ابن عدی ص ۲۱٤۲ ج ٦

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ ...... وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمَ o وَنَحۡنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ oوَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

اشعار:

یہ عبث ہی میں نے گذار دی مزا زندگی کا نہ پا سکا
کٹی عمر فسق میں اے خدا تیرے آگے سر نہ جھکا سکا
رہا ذکر سے تیرے بے خبر جو غذا ہے روح کی سربسر
غم زندگی میں الجھ گیا غم آخرت نہ جگا سکا
میری آرزوئے طویل نے مجھے غفلتوں میں پھنسا دیا
یہ حیات مثل حباب ہے' یہ خیال میں بھی نہ آ سکا
میری زندگی کے ہزارہا شب و روز آئے گزر گئے
کبھی آہ ونیم شبی سے میں دل خفتہ کو نہ جگا سکا
میں بھلا کے مقصد زندگی ہوا ایسا محو معاش میں
نہ چراغ علم جلا سکا نہ دیا جہل کا بجھا سکا
جو تلاش آب حیات میں تجھے چھوڑ کر پھرا دربدر
کبھی تشنگی نہ بجھا سکا نہ وہ دل کا غم ہی مٹا سکا
نہ سکوں نصیب ہوا اسے کٹی بے قراری میں زندگی
تیری راہ سے جو بھٹک گیا وہ حیات ہی نہ پا سکا
اور میرا اس میں کوئی ہنرنہیں تیری ذات پاک کا ہے کرم
دل شاد میں کبھی اے خدا کوئی دوسرا نہ سما سکا



کر ذکر خداوند عالی دا اس سب خلقت دے والی دا
اس باغ چمن دے والی دا کہو لاالہ الااللہ
ایہو افضل ذکر ہے ذکراں توں جیویں عطر گلاب ہے عطراں تو
کرے پاک پلک وچ فکراں توں کہو لاالہ الااللہ
نت بیٹھیں مجلس لا کے جی رکھیں دل نوں صاف سجا کے جی
جتھے دل بر بیٹھے آ کے جی کہو لاالہ الااللہ

تمہید:

قابل صد اعزاز و تکریم!

واجب الاحترام!

بزرگو!......دوستو!

نوجوانو!......اور بھائیو!

گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں...... میں نے علم کی فضیلت پر گفتگو کی تھی...... علم انسانیت کا سب سے بڑا امتیاز ہے...... انسان مسجود ملائک اگر ہے...... تو وہ علم کی وجہ سے ہے...... فرشتوں میں اس کو عظمت اللہ نے عطا فرمائی ہے...... تو علم کے سبب سے عطا فرمائی ہے......

علم اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک خاصہ ہے...... اللہ کی ایک صفت کبریائی ہے...... جس آدمی میں یہ علم منتقل ہوتا ہے...... طبعاً فطرتاً اس آدمی میں یہ کبریائی والی صفت بھی ساتھ منتقل ہو جاتی ہے۔

ذکر اللہ کا عظیم فائدہ:

انسان میں علم آئے یہ اس کی عظمت ہے...... اور کبریائی آئے یہ اس کے لئے نقصان دہ

ہے......اب اس کی اس کبریائی والی کیفیت کو ختم کرنے کے لئے ...... اور یہ صفت پیدا کرنے کیلئے کہ علم کے ساتھ ساتھ اس میں تواضع' انکساری' منکسر مزاجی رہ جائے...... اعتدال اور میانہ روی رہ جائے......علم کے ساتھ ذکر کو لازمی قرار دیدیا ہے......کہ آدمی اللہ کی یاد میں مصروف رہے......ذکر کرتا رہے ہر وقت اللہ کی ذات کا اس کو تصور ہو......اپنے آپ کو اپنے مالکِ حقیقی کے سامنے تصور کرے۔

جب ایک بادشاہ کا تصور آدمی کے ذہن میں ہو......کہ میرا مقتدا' میرا حاکم اور میرا سردار مجھے دیکھ رہا ہے......اور میں اس کے سامنے اپنی نقل وحرکت کر رہا ہوں......تو یقینی بات ہے......کہ کسی قسم کی کوئی ناشائستہ حرکت کرنے کے لئے آدمی تیار نہیں ہوتا۔

اللہ کی ذات کا تصور انسان کے ذہن میں آجائے......تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے گناہوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔

علامہ شبلی نعمانیؒ کا قول وخوف خدا:

غالباً علامہ شبلی نعمانیؒ کا یہ قول ہے......کہ گناہ اس جگہ پہ کر...... جہاں تجھے خدا نہ دیکھے......اور جب تو گناہ کرنا چاہے......تو اس جگہ پر کر جو اللہ کی جگہ نہ ہو...... تیری اپنی ذاتی ملکیت ہو......اور جب تو گناہ کرے......تو اس وقت کم از کم خدا کا دیا ہوا رزق تو نہ کھائے۔

آدمی ان تینوں چیزوں کو اپنے ذہن میں رکھے ...... کہ کوئی جرم کرتے ہوئے......اللہ کا رزق نہ کھائے اور گناہ کرلے......کیا یہ ممکن ہے......؟''

اللہ کی زمین پر نہ رہے اور پھر گناہ کرلے......کیا یہ ممکن ہے......؟

اس طریقہ پر ایسی کوئی جگہ تلاش کرے...... جہاں اللہ اس کو نہ دیکھے......یہ بھی ناممکن ہے۔

جب یہ تینوں تصور آدمی کے ذہن میں آ جائیں......تو پھر یقینی بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو گناہوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں......اللہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

کسی اللہ والے سے تعلق رکھنے کا فائدہ:

ہمارے ہاں ایک عام مزاج ہے......کہ لوگ کہتے ہیں......کہ کسی اللہ والے سے تعلق ہو کسی بزرگ سے ہو......اس کے حلقہ ذکر میں جا کر بیٹھو

اُن کی محفل اور مجلس میں جا کر بیٹھو......مدعی اور مقصد ایک ہی ہوتا ہے

جب بار بار اللہ کی ذات کا تذکرہ ہوگا......اس کا ذکر آئے گا......اس کا نام آئے گا۔

اس کا تصور آدمی کے ذہن میں آئے گا......تو یقیناً اس کے اثرات یہ مرتب ہوتے ہیں ......کہ آدمی گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے......اس کا آپ مشاہدہ کر سکتے ہیں......!

کہ کسی نیک صالح کی صحبت میں بیٹھنے کے بعد آدمی جب اٹھ کر دوسری محفل میں جاتا ہے......تو اس پر اس صحبت کے اثرات مرتب ہوتے ہیں......آدمی یہ سوچتا ہے......کہ اب میں ایک عظیم انسان کو مل کر آ رہا ہوں......کچھ تو شرم کرنا چاہئے......اللہ والوں کی محفل میں بیٹھنے سے یہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

کتنے عجیب اثرات مرتب ہوتے ہیں......کہ حلقہ ذکر میں شرکت کرنے سے...... ذاکرین کا قرب حاصل کرنے سے......آدمی گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے اور نیک لوگوں کی محفل میں جانے سے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے نیکی کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں اس لئے قرآن مجید نے مختلف مقامات پر عبادات میں وہ انداز اختیار کئے ہیں۔

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ

رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو

یعنی جہاں پر نیک لوگ عبادت اور ذکر کر رہے ہیں......تم بھی وہاں پر جا کر عبادت کیا

کرو...... کہ ایک تو تمہارے اندر یقیناً اپنی عبادت کا انداز پیدا ہوگا...... اللہ اس کی نیکی تمہارے اندر ڈالیں گے۔

دوسرا جب اس حلقہ میں جا کر بیٹھو گے...... جہاں نیک اور صالح لوگ بیٹھے ہوں گے...... تو ان کے اثرات بھی چونکہ تم پر مرتب ہوں گے...... اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر تمہیں اچھا صلہ عطا فرمائیں گے۔

صحابہ کرام ؓ کو سب سے بڑا اعزاز ملنے کی وجہ:

حضرات صحابہ کرام ؓ کو جو شرف سب سے زیادہ ملا ہے...... یا ان کو جو اعزاز ملا ہے...... وہ اس بات پر نہیں ملا کہ وہ لوگ نمازیں زیادہ پڑھتے تھے

یا وہ روزے زیادہ رکھتے تھے

یا وہ حج زیادہ کرتے تھے یا وہ تسبیحات زیادہ پڑھتے تھے

یہ تمام تر عبادات تو وہ ہیں...... میں اگر یہ جملہ کہہ دوں...... تو بے جا نہ ہوگا...... کہ امت میں سے ہزاروں آدمی ایسے ہوں گے...... کہ جنہوں نے نوافل کے لحاظ سے نبی کے صحابہ سے زیادہ نفلیں پڑھی ہوں گی۔

تلاوت کرنے کے لحاظ سے ...... صحابہ سے بھی زیادہ قرآن کی تلاوت کر لی ہو گی ...... صدقہ و خیرات کرنے کے لحاظ سے ...... صحابہ کرام ؓ سے بھی زیادہ خیرات کی ہو گی...... انکی عظمتوں کا مقابلہ نہیں ...... ایک صحابیِ رسول ؓ ایک دراہم خرچ کرتا ہے...... ایک اور آدمی نے ہزار دراہم خرچ کر دیئے ہیں...... یہ ساری عبادتیں ان لوگوں نے کیں...... لیکن صحابہ ؓ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔

صحابہ کرام ؓ حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں:

حتیٰ کہ حدیث پاک میں آتا ہے...... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... تم میں سے کوئی

شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے..... اور میری جماعت یعنی میرے صحابہ جنہوں نے میرا دور دیکھا ہے..... اگر وہ ایک مٹھی بھر ''جو'' خرچ کر دیں..... تو تمہارا احد پہاڑ کا سونا ان کی مٹھی بھر ''جو'' کا مقابلہ نہیں کر سکتا......(۱)

اس کا سبب کیا ہے.....؟ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہے..... ہمیں وہ صحبت نصیب نہیں ..... انہیں آقا ﷺ کا قرب نصیب ہے..... آقا ﷺ کی مجلس میں بیٹھنا نصیب ہے۔

ایک جملہ کہتا ہوں..... کہ تمام لوگوں کو ساری عظمتیں ان کی عبادت کی وجہ سے ملی ہیں ..... اور پیغمبر ﷺ کے صحابہؓ کی خصوصیت یہ ہے..... کہ انہوں نے اپنے یار کا چہرہ دیکھا ہے' رسول اللہ ﷺ کی محفل کو حاصل کیا ہے..... محبوب کی مجلس میں بیٹھے ہیں..... تو مجلس میں بیٹھنے کی جو سعادت نصیب ہوتی ہے..... جو قرب نصیب ہوتا ہے..... وہ ایسے نہیں ملتا۔

حضرت بلالؓ کی نظر دیکھئے.....! کہ ایک نگاہ سیدنا بلال ؓ کی مسجد نبوی میں اذان دیتے ہوئے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے ہوئے..... نظر کھول کر جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر ڈالتے ہیں..... وہ آپ لوگوں کی ہزار سال کی عبادت ایک طرف ..... اکیلے بلال کی اس نگاہ کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

اس لئے کہ یہ نگاہ جو نبوت کے چہرے پر گئی ہے..... پیغمبر ﷺ کا قرب جسے نصیب ہوا ہے..... اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی عبادت نہیں کر سکتی۔

ذکر کسے کہتے ہیں:

پھر اس قرب کو قیامت تک کے لئے لے کر چلیں..... جو آقا ﷺ کے قریب رہے......

---

(۱) لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل اُحُدٍ ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه عن ابی سعیدؓ مشکوٰۃ ص ۵۵۳ ج ۲

پھر جوان کے قریب ہوں گے......وہ دوسروں سے افضل ہوں گے......پھر جو ان کے قریب ہوں گے......وہ بعد میں آنے والی نسل سے افضل ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے......کہ نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھو......اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھو......ولیوں کے پاس جایا کرو......نیک بزرگوں کے پاس جایا کرو۔

یہ ہم سے پہلے ہیں......ان کو بڑوں کا قرب نصیب ہوا ہے۔

انہوں نے ان چہروں کو دیکھا ہے......جن کو میں اور آپ نہیں دیکھ سکے

یہ ان کی مجلس میں بیٹھے ہیں......جن کی محفل میں میں اور آپ نہیں بیٹھ سکے......انہوں نے ان سے وہ باتیں سنی ہیں......جن سے میں اور آپ......دین کی باتیں نہیں سن سکے......

جس طرح قرب ان کو تقویٰ اور طہارت کے لحاظ سے نصیب ہوا ہے......وہ اس دور میں مجھ کو اور آپ کو نصیب نہیں ہو سکتا۔

اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے......کہ اللہ کے کسی نیک بندے کے ساتھ ہمارا تعلق ہو جائے......اس کو ذکر کہا جاتا ہے۔

اپنے دل کی جلاء اور صفائی کے لئے آدمی اس کے قریب رہ کر اس سے کچھ یاد کرے اور سیکھے......وہ بتائے کہ تم نے اعمال صالحہ کس طریقے سے کرنے ہیں......تسبیح وتہلیل کیسے کرنی ہے......اللہ کا قرب کیسے حاصل کرنا ہے......اور پھر آدمی ان میں مصروف رہے......اسی کو ذکر کہتے ہیں۔

بندے کا فرشتوں میں تذکرہ:

توجہ کریں میں بتانا چاہتا ہوں......کہ اللہ کا ذکر کتنی قیمتی چیز ہے......اللہ فرماتے ہیں......فَاذْكُرُونِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِیْ وَلَاتَكْفُرُوْنَ

اے میرے بندو! تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا......تم میرا ذکر کرو میں

تمہارا ذکر کروں گا حدیث قدسی ہے...... کہ اللہ نے فرمایا

مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً وَیَقِیْنِیْ بِقُرْبِ الْاَرْضِ خَطِیْئَةً لَا یُشْرِكُ رَبِّیْ شَیْئًا لَقِیَةً بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً ...... (۱)

جب میرا بندہ میرے قریب ایک بالشت آتا ہے...... تو میری رحمت ایک ہاتھ اسکے قریب آجاتی ہے...... وہ ایک ہاتھ چل کر قریب آتا ہے...... میری رحمت ایک گز چل کر اس کے قریب جاتی ہے...... وہ اگر چل کر آتا ہے...... تو میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر جاتی ہے...... وہ اگر خلوت میں یاد کرے...... تو اللہ اپنے عرش میں اپنے قرب میں اسے یاد کرتے ہیں...... اور اگر وہ خدا کو بندوں کی محفل میں یاد کرے...... تو اللہ اس سے بہتر محفل یعنی فرشتوں میں اس بندے کا تذکرہ کرتے ہیں۔

سلطان الہند کہنے کی وجہ:

ہمارے ہاں ایک مشہور بات ہے...... کہ حضرت خواجہ نظام الدین دہلویؒ کو لوگ سلطان العارفین کے نام سے یاد کرتے ہیں...... اور بعض لوگ انہیں سلطان الہند کہتے ہیں...... کہ وہ ہند کا بادشاہ تھا...... حالانکہ وہ کوئی بڑا بادشاہ نہیں تھا...... اس کی کوئی جاگیر نہیں تھی...... کوئی رقبہ نہیں تھا...... کوئی جائیداد نہیں تھی...... لیکن ہند کا بادشاہ کیوں تھا......؟

محبت کا اعلان:

علماء نے لکھا ہے...... کہ اس کا سبب یہ تھا کہ جب بھی کوئی شخص اللہ کے قریب ہو جاتا ہے...... حدیث میں آتا ہے کہ اللہ اس کے قرب کا اعلان فرشتوں میں کر دیتے ہیں...... حاملین عرش فرشتوں کو اللہ کہتے ہیں...... کہ اس بندے نے میرا قرب حاصل کیا ہے

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۹۶ ج ۱ صحیح المسلم ص ۳۴۲ ج ۲

میں اس سے محبت کرتا ہوں......تم بھی اس سے محبت کرو......وہ فرشتے آسمان دنیا کے فرشتوں میں اعلان کر دیتے ہیں ...... کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آدمی سے محبت کی ہے......ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں......تم بھی اس سے محبت کرو۔

وہ اگلے فرشتوں میں اعلان کر دیتے ہیں......وہ زمین پر اعلان کر دیتے ہیں...... کہ اے زمین والو! اللہ فلاں انسان سے محبت کرتا ہے۔

حاملین عرش فرشتے بھی محبت کرتے ہیں

آسمان والے فرشتے بھی محبت کرتے ہیں

لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو......پھر زمین پر جتنی بھی چیزیں ہیں......ان تمام چیزوں میں اعلان کیا جاتا ہے۔

درندے بھی اس انسان سے محبت کرتے ہیں

پرندے بھی اس انسان سے محبت کرتے ہیں

جانور بھی اس انسان سے محبت کرتے ہیں

حیوانات بھی اس انسان سے محبت کرتے ہیں

درخت بھی اس انسان سے محبت کرتے ہیں

پہاڑ بھی اس انسان سے محبت کرتے ہیں

یہی وجہ ہے...... کہ کچھ ایسے نیک اور صالح لوگ جن کی فطری محبت ہمارے دلوں میں پیوست ہو جاتی ہے......ہم نے ان کو دیکھا نہیں......ان کی محفل میں بیٹھے نہیں

ان کی مجلس میں ہم گئے نہیں......ان کا ہمیں قرب نصیب نہیں ہوا

لیکن صرف وہی اعلان جو اللہ کی طرف سے ان کی محبت کا ہوا ہے......اس وجہ سے ہم ان پر فریفتہ ہو جاتے ہیں......دیوانے ہو جاتے ہیں...... مجھے کوئی گالی دے میں برداشت کرلوں گا......ماں بہن کی کوئی گالی دے وہ برداشت ہو جاتی ہے......لیکن کسی اللہ والے کو

نیک صالح آدمی...... بزرگ کو کوئی گالی دے...... آدمی سے وہ برداشت نہیں ہوسکتی...... اس لئے کہ میری محبت...... یا میرے سینہ میں میری اولاد کی محبت یہ ایک ذاتی فطرت کی وجہ سے ہے...... اس اللہ والے بزرگ کی محبت اللہ کی عطاء کی وجہ سے ہے...... یہ وہ فطری محبت ہے...... جس کا اعلان اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

اللہ والوں کی حکومت:

کیونکہ اللہ والے دلوں پر حکومت کیا کرتے ہیں...... یہ بادشاہ جسموں پر حکومت کرتے ہیں...... اہل اللہ دلوں پر حکومت کرتے ہیں...... جسم فانی ہوتا ہے...... اس لئے شاہوں کی سلطنت بھی فانی ہوتی ہے...... دل میں اللہ کا ذکر باقی رہتا ہے...... اس لیے ان کی سلطنت بھی باقی ہوتی ہے۔

اہل اللہ روحانی طور پر اقتدار کرتے ہیں...... اہل دنیا جسمانی طور پر اقتدار کیا کرتے ہیں...... اور جس کے پاس ظاہری طور پر طاقت و کرسی ہے' اس کی عزت ہے...... اگر اس کو کرسی سے ہٹا دو اس کی عزت ختم ہو جاتی ہے...... لیکن روحانی طور پر جو شخص اقتدار کرتا ہے...... اس کا اقتدار ایسا ہے...... وہ زندہ ہے...... تب بھی قابل قدر ہے۔

وہ بیمار ہے...... تب بھی احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

وہ بستر مرگ پر پڑا ہے...... تب بھی احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اگر وہ قبر میں چلا جائے...... تو زندگی سے زیادہ احترام کیا جاتا ہے۔

تمام عبادت کا خلاصہ:

اللہ نے فرمایا لوگو! تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ

تم میرا ذکر کرو...... میں تمہارا ذکر کروں گا۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ......اللہ کا ذکر سب سے بڑی عبادت ہے۔

ہر عبادت کا خلاصہ اللہ کا ذکر ہے

نماز اس لئے عبادت ہے...... کہ اس میں اللہ کی یاد ہے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ......اے اللہ تو پاک ہے

وَبِحَمْدِكَ...... تیری تعریف ہے

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ ......اور تیرا نام برکت والا ہے

وَتَعَالٰى جَدُّكَ ...... بزرگی تجھ کو زیب ہے

وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ......تیرے سوا کوئی معبود نہیں

یہ آپ جتنی عبادت کرتے ہیں...... یہ اللہ کی تعریف ہوتی ہے

نماز کی عظمت:

نماز کی عظمت اس لئے ہے...... کہ اس میں اللہ کا ذکر موجود ہے...... ورنہ تو ظاہری نماز ایک پریکٹس اور اٹھنے بیٹھنے کا نام ہے۔

روزہ عبادت اس لئے ہے...... کہ اس میں ذکر ہے......اور اس میں ذکر بھی قلبی زیادہ ہے...... کہ ہر وقت حضور قلب ہوتا ہے......اللہ کی ذات کا تصور رہ جاتا ہے...... کہ روزہ سے ہوں......اللہ دیکھ رہا ہے......تنہا ہے کوئی آدمی موجود نہیں......کھانے پینے کی ساری چیزیں موجود ہیں......لیکن یہ کھاتا پیتا نہیں......اسے کوئی کہے تو تب بھی وہ نہیں مانتا۔

افطاری کے وقت سارا سامان رکھا ہوا ہوتا ہے...... ہاتھ اس طرف نہیں بڑھتا...... یہ کیا بات ہے؟ یہ وہی ہے کہ اللہ کا تصور آدمی کے ذہن میں ہے......اس کے باوجود یہ اللہ کا ذکر درحقیقت روزے کی عظمت کا سبب ہے......اگر خدا کا ذکر روزے سے نکل جائے......تو پھر یہ بھوک و پیاس کو برداشت کرتا ہے......روزہ نہیں ہوگا۔

ہر عبادت میں ذکر اللہ:

زکواۃ ہے تو اس میں بھی درحقیقت اللہ کا ذکر ہے...... اگر دنیا کے دکھلاوے کے لئے کوئی شخص مال خیرات کرتا ہے...... اللہ کی رضا مقصود نہیں...... اللہ کا ذکر مقصود نہیں...... تو وہ شخص اپنے آپ کو دنیا کے لحاظ سے تو سخی کہلوا سکتا ہے...... لیکن خدا کے حکم کا فرمانبردار نہیں بن سکتا۔

حج ہے اگر اس میں اللہ کا ذکر نہیں
کعبے کے طواف میں اگر اللہ کا ذکر نہیں
عرفات کے وقوف میں اللہ کا ذکر نہیں
مزدلفہ اور ملتزم کو چمٹ کر دعائیں مانگنے میں اللہ کا ذکر نہیں

ان تمام عبادات میں اگر اللہ کا ذکر نہیں...... تو یہ سیر و سیاحت ہوگی...... حج نہیں کہلوائے گا...... حج تب ہے جب اس کے اندر اللہ کا ذکر موجود ہو...... ہر عبادت کا نچوڑ اللہ کی یاد ہے...... ہر عبادت کا خلاصہ اللہ کا ذکر ہے۔

تمام عبادات میں افضل عبادت:

اور یہ تمام ذکر جتنے بھی ہیں...... تسبیحات پڑھی جاتی ہیں...... درود شریف پڑھا جاتا ہے...... استغفار کیا جاتا ہے...... ان میں سب سے زیادہ فضیلت کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو حاصل ہے...... جس کو ہم افضل الذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں۔

سب سے بڑھ کر فضیلت اس ذکر کو ہے...... اس لئے کہ یہی وہ ذکر ہے...... کہ آدم سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمیت ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ میں سے ہر پیغمبرؑ نے اس کلمہ کا وردامت کو بتایا ہے...... اسی کلمہ کی تلقین کی ہے...... ہر پیغمبرؑ نے یہی کہا ہے

...... کہ......

يَا اَيُّهَاالنَّاسُ قُوْلُوْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ تُفْلِحُوْنَ

لوگو اللہ کو ایک مان لو! کامیاب و کامران ہو جاؤ گے

جناب آدمؑ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبیؑ کے کلمہ کے دوسرے حصے تبدیل ہوئے ہیں' ...... پہلا حصہ تبدیل نہیں ہوا...... کہ ہر پیغمبرؑ کے دور میں صرف ایک ہی اعلان ہوتا رہا...... کہ اللہ کو ایک مانو...... اس کی توحید کا اقرار کرو۔

لفظ الٰہ میں وسعت:

لَااِلٰـــہَ اِلَّاالـــلّٰـــہُ اس کے بغیر کوئی الٰہ نہیں...... اور الٰہ کے لفظ میں ہی بڑی وسعت ہے...... الٰہ اس کا ہم عام ترجمہ کرتے ہیں...... کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں...... پھر معبود خود عربی زبان کا لفظ ہے...... معبود کا معنی ہے جس کی عبادت کی جائے...... پھر عبادت خود عربی زبان کا لفظ ہے...... عبادت کا لفظ عبد سے ہے...... عبد پھر عربی زبان کا لفظ ہے...... چونکہ عبد کا معنی ہوتا ہے غلام...... اب ذرا جوڑ ملا کر معنی کرو......! لَااِلٰہَ اِلَّاالـلّٰہُ...... کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں...... جس کی غلامی قبول کر لی جائے۔

علامہ اقبال کا کانپ جانا:

یہ ذہن میں تصور آ جائے کہ ایک ہستی ہے...... جس کے ہم غلام ہیں...... اور کسی کے نہیں۔

نبی ﷺ ہے...... تو اللہ کا غلام ہے

صحابی رضی اللہ عنہ ہے...... تو اللہ کا غلام ہے

ولی ہے ...... تو اللہ کا غلام ہے

غوث ہے...... تو اللہ کا غلام ہے

قطب ہے...... تو اللہ کا غلام ہے

ابدال ہے......تو اللہ کا غلام ہے

میں اور آپ ہیں تو اللہ کے غلام ہیں

مخلوق کی غلامی نہیں صرف خالق کی غلامی ہو......یہی ایک فلسفہ لَاۤ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہُ ہے

......اسی کو اقبال مرحوم نے کہا تھا۔

......کہ

چوں مے گویم مسلمانم بلرزم کہ دانم مشکلات لاالہ را

جب میں کہتا ہوں...... لَاۤ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہُ ......اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوں تو لرز جاتا ہوں......کانپ جاتا ہوں......میرے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے......اس لئے کہ میں جانتا ہوں......کہ لَاۤ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہُ......کے کہنے پر کتنی مشکلات آئی ہیں......جن پیغمبروں نے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی دعوت دی تھی......قوم نے مخالفت کی تھی۔

اسی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... کہنے کی وجہ سے کبھی حنظلہؓ بن صفوان کنویں میں زندہ درگور ہوتا ہوا نظر آیا۔

اسی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... کہنے کی وجہ سے کبھی خلیلؑ آگ کے بیچ میں نظر آیا

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... کہنے پر یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں نظر آئے

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... کہنے پر سیدنا یوسفؑ ملک بدر ہوتے ہوئے نظر آئے

لَاۤ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہُ ...... کہنے پر سیدنا موسیٰ کلیمؑ بڑے لمبے سفر کرتے ہوئے مشکلات برداشت کرتے نظر آئے۔

یہی لَاۤ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہُ ہے......جس کلمہ کی وجہ سے زکریاؑ سر سے پاؤں تک آرے میں چرتے ہوئے نظر آئے۔

اسلامی تاریخ میں مشکلات:

اقبال کہتا ہے......''جب میں اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوں......تو میں لرز جاتا ہوں ......کہ اس کلمہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے بعد سب کا تصور ختم کرنا پڑتا ہے......

ایک اللہ کے وجود کو صرف ذہن میں رکھنا پڑتا ہے......کہ ایک ہی الہ ہے......ایک ہی معبود ہے۔

......اور پھر......

جس نے یہ کلمہ پڑھا......اسے وطن چھوڑنا پڑا

جس نے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا......اسے گھر چھوڑنا پڑا

جس نے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا......بیویوں کو چھوڑنا پڑا

جس نے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا......بچوں کو چھوڑنا پڑا

زنیرہؓ کی آنکھیں نکلی ہیں...... لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

لبینہؓ کی چمڑی ادھیڑی گئی...... لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

بدر کے میدان میں چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے......لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

احد کے پہاڑوں میں ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے......لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

بیر معونہ میں چونسٹھ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے...... لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

غزوہ تبوک میں بائیس صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے...... لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

حنین کے معرکہ میں انیس صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے......لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

خیبر کی جنگ میں اٹھارہ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے......لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ کی پسلیاں ٹوٹی ہیں......لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

بلال رضی اللہ عنہ کو انگاروں پر لٹایا گیا......لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

بلال رضی اللہ عنہ کے سینے پر پتھر آئے ہیں......لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی وجہ سے

اللہ کے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف جاتے ہوئے

کعبہ کی طرف رخ کر کے کعبہ کو مخاطب ہوتے ہیں

......کہ......

اے کعبہ! تجھے چھوڑنے کو دل نہیں کرتا...... مگر کیا کروں؟ یہاں کے ظالم لوگ مجھے رہنے نہیں دیتے......!

صفات پیغمبر ﷺ:

یہی وہ شخص ہے...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم جسے صادق کہا جاتا تھا...... امین کہا جاتا تھا ......حتیٰ کہ اس وقت بھی امانتیں آپ کے پاس موجود تھیں...... نکالا اس لئے گیا...... کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے تھے...... یہ کلمہ بڑا مشکل کلمہ ہے...... اس کے الفاظ آسان ہیں...... لیکن مفہوم سمجھنا اور عمل کرنا بڑا مشکل ہے۔

سب بہاریں تیرے سبب سے:

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں...... اس پر غور کریں......! پہلے لَآ اِلٰہَ نفی ہے...... کہ کوئی نہیں۔

کیا مطلب......؟ اس لَا میں ہر چیز کا انکار کرو...... کہ کوئی نہیں۔

زمین......بھی نہیں

آسمان......بھی نہیں

کائنات......بھی نہیں

انسان...... بھی نہیں

فرشتے......بھی نہیں

جنات......بھی نہیں

میں ......بھی نہیں

تم ......بھی نہیں

دنیا میں کوئی کچھ نہیں

جب کوئی نہیں تو پھر کہو......اِلَّا اللّٰہُ......صرف ایک اللہ ہے...... جب وہ ایک ہے تو پھر یہ سب کچھ ہے اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا......وہ ایک ہے......وہ ایسا ایک ہے......جس کا دوسرا کوئی نہیں۔

امام اعظمؒ کا ایک دہریہ سے دلچسپ مناظرہ:

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ایک دہریہ (منکر خدا) سے مناظرہ ہوا تھا...... میں وہ مناظرہ نہیں دہراتا...... چونکہ اتنا وقت نہیں ہے...... بڑے عجیب وغریب سوال وجواب ہوئے......

دہریہ امام صاحب سے کہنے لگا......تم کہتے ہو کہ اللہ ہر جگہ پر موجود ہے اور ہر موجود چیز کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ ضرور ہوتی ہے۔

بتایئے اللہ کہاں ہے......؟

امام صاحب نے فرمایا...... یہاں سے دودھ مل جائے گا......؟

اس دہریہ نے کہا......ضرور مل جائے گا' چنانچہ امام صاحب نے دودھ منگوایا......اور اس دہریہ سے پوچھا بتا اس دودھ میں گھی ہے......؟

دہریہ نے کہا...... بالکل اس دودھ میں گھی ہے......؟

امام صاحب نے فرمایا...... بتا اس میں گھی کہاں ہے......؟

دہریہ کہنے لگا گھی کی دودھ میں کوئی مخصوص جگہ نہیں ہوتی...... بلکہ دودھ کے ہر قطرے میں گھی ہے۔

امام صاحب نے فرمایا...... جب ختم ہونے والی چیز (مکھن) دودھ کے ہر قطرے کے ہر حصہ میں ہوسکتی ہے......تو خالق ارض وسما ہر جگہ کیوں نہ ہوگا......؟

دہریہ کہنے لگا اچھا یہ بتاؤ کہ خدا تعالیٰ کا رخ کس طرف ہے......؟

امام صاحب نے ایک چراغ منگوا کر جلایا اور جلا کر اس دہریہ سے پوچھا کہ اس مشعل روشن کا رخ کس طرف ہے...... دھریہ کہنے لگا اس کا رخ چاروں طرف ہے

امام صاحب نے فرمایا...... تو اس کا جواب بھی ہو گیا کہ جب مجازی روشنی کی جانب متعین نہیں ہے...... تو نور حقیقی کا رخ کیسے متعین ہو سکتا ہے اور جب مجازی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے...... تو نور حقیقی بطریق اولیٰ ہر جگہ موجود ہے۔

پھر دہریہ شرمندہ ہو کر کہنے لگا...... کہ خدا کیا کر رہا ہے۔

امام صاحب نے فرمایا...... یہ سوال بڑا اہم ہے...... اس کا جواب میں آپ کی جگہ پر آ کر دینا چاہتا ہوں...... آپ میری جگہ پر آ جائیں...... چنانچہ وہ دہریہ تخت سے نیچے اتر آیا...... امام صاحب تخت پر چلے گئے۔

امام صاحب نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اب یہ کام کیا ہے...... کہ تیرے جیسے بے دین کو تخت سے اٹھا کر مجھ جیسے مومن کو بٹھا دیا۔

ان تمام سوالوں کے آخر میں جب وہ مان گیا...... کہ اللہ ہے تو اس نے آگے سے ایک سوال کیا...... کہ تم کہتے ہو کہ اللہ ہے...... میں بھی مان لیتا ہوں کہ اللہ ہے...... لیکن یہ دیکھیں انسان ہیں...... انسانوں سے پہلے جن تھے...... جنوں سے پہلے فرشتے...... اور فرشتوں سے پہلے اللہ تو اسی ترتیب سے یہ ساری مخلوق آئی ہے...... لیکن آپ بتائیں کہ اللہ سے پہلے کون تھا......؟

امام صاحب نے اس دہریہ سے کہا...... کہ تجھے گنتی آتی ہے......؟

اس نے کہا بالکل گنتی آتی ہے......!

امام صاحب نے فرمایا...... دس سے نیچے کی گنتی کرو......؟

چنانچہ اس دہریہ نے گنتی کرنا شروع کر دی...... جب ایک پر آیا تو رک گیا...... امام صاحب نے فرمایا...... کہ ایک سے نیچے بھی گنو......!

دہریہ کہنے لگا......ایک ایک ہے ایک سے پہلے کچھ نہیں

امام صاحب نے فرمایا......کہ وہ اللہ بھی ایک ہے......اس سے پہلے بھی کچھ بھی نہیں۔

سب کچھ ایک کے بعد ہے......ایک سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے

اس لئے کہا......لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ......کہ صرف ایک ہے......اور کوئی نہیں

جب وہ ایک ہے......تو عرش ہے

وہ ہے......تو کرسی ہے

وہ ہے......تو زمین ہے

وہ ہے......تو آسمان ہے

وہ ہے......تو نظام کائنات ہے

ایک پہلے ہے......دہائی بعد میں ہے......اکائی پہلے ہے......ارب کھرب بعد میں ہیں ......اکائی پہلے ہے ہزاروں کے عدد بعد میں ہیں......اکائی پہلے ہے سینکڑہ بعد میں ہے ......اگر اکائی نہ ہو......تو ارب اور کھرب نہیں بن سکتے۔

ایسے ہی وہ ایک ہے......اگر وہ ایک دنیا میں نہ ہوتا......تو دنیا میں اور کسی چیز کا وجود نہ ہوتا......ہر نبی نے یہی کہا......کہ وہ ایک ہے......اس ایک کو مانو۔

اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ:

ہر پیغمبرؑ نے یہی کہا کہ......لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ......کوئی معبود نہیں......کوئی عبادت کے لائق نہیں......کوئی اس قابل نہیں......جس کو اپنا آقا اور مولا مانا جائے......کوئی اس قابل نہیں ......جس کے سامنے جھکا جائے......اِلَّا اللّٰـہُ وہ صرف ایک ذات ہے......جس کو اللہ کہتے ہیں......ایک ہی اللہ ہے......جو اس قابل ہے......یہ کہنے کے بعد کلمہ کا وہ دوسرا حصہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے......کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ زندگی کا مقصد ہے......میری زندگی کا مقصد صرف یہی ہے......کہ میں اللہ کو راضی کرلوں......اسی کا بندہ بن جاؤں......اور میں اس مقصد کو حاصل کیسے کروں گا......؟اس مقصد کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے......کہ محمد رسول اللہ ﷺ پیغمبر کی بات مانو گے......تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے......آپ نے اگر کسی گرونانک کی بات مان لی......اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے......آپ اگر کسی مندر میں چلے گئے......کہ اس راستہ سے اللہ کا قرب مل جائے گا......اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد آپ نے کسی اور نبیؑ کا کلمہ پڑھ لیا......تب بھی خدا نہیں ملتا......اللہ ملے گا......تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ پر ملے گا۔

جہلانہ عقیدہ:

یہ ہمارے ہاں جہالت ہے......بعض لوگ کہتے ہیں......کہ ہر ایک کا اپنا اپنا عقیدہ ہے......ہر آدمی اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرتا ہے......قبول تو اس نے ہی کرنی ہے

کوئی یوں عبادت کر لیتا ہے...... جیسے ہندو
کوئی یوں عبادت کر لیتا ہے......جیسے عیسائی
کوئی یوں منالیتا ہے......جیسے مجوسی
کوئی یوں منالیتا ہے......جیسے سکھ

خدا یوں یوں نہیں مانتا......اللہ کو منانے کا صرف واحد ہی طریقہ ہے......جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

اطمینان قلب کا سبب:

اللہ اگر راضی ہوتا ہے...... تو صرف اپنے محبوب کے طریقے سے ہوتا ہے...... اور کسی طریقے سے نہیں ہوتا...... اس لئے سب سے افضل ترین ذکر یہی کلمہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بتایا گیا ہے...... اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ......(۱) سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے...... اس لئے یہ جتنی کثرت سے ہو سکے کیا کرو...... اور یہ ذکر اطمینان قلب کا سبب ہے...... اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

لوگو! دلوں کا اطمینان چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کیا کرو

توجہ کریں! ایک ہے ہماری ظاہری عبادت...... جس سے ہمارے جسم کے ظاہر کو سکون ملتا ہے...... اور یہ ذکر ہے دل کی عبادت اس سے دل کو سکون ملتا ہے...... اس لئے ذکر قلبی کی طرف بھی توجہ دیا کریں...... صرف زبان نہ ہلے...... دل میں سوچیں...... کہ یہ میرا دل اللہ، اللہ کر رہا ہے...... ہر وقت اللہ کے نام کا تذکرہ ہو۔

علامات قیامت:

لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ(۲)

اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ایک شخص بھی زمین پر اللہ کا نام لینے والا باقی ہو...... اللہ کا نام اس دنیا کے وجود کا سبب ہے...... جب تک خدا کا نام ہے...... اس وقت تک قیامت نہیں آ سکتی۔

اللہ کا نام باقی...... تو...... جہان باقی۔

جس دن اللہ کا نام دنیا سے ختم ہو جائے گا...... مخلوق میں خدا کا نام لینے والا کوئی نہیں رہے

---

(۱) وعن جابر مشکوۃ ص ۲۰۱ ج ۱ (۲) عن انسؓ مشکوۃ ص ۴۸۰ ج ۲ وفی روایۃ مسلم قال لا تقوم الساعۃ علی احد یقول اللہ اللہ (صحیح مسلم)

گا......تو اس وقت اللہ قیامت کو برپا فرمادیں گے......قیامت قائم ہوگی......اور پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

جنت کی چابی رسول خدا کی زبانی:

میں نے آپ کے سامنے خطبہ میں ایک حدیث پڑھی تھی......مَفَاتِیحُ الْجَنَّةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضور ﷺ نے فرمایا یہ جنت کی چابیاں ہیں......ایک چابی نہیں چابیاں ہیں

اس لئے کہ جتنے ہم اعمال کرتے ہیں......ان اعمال کی قبولیت کا دارومدار بھی کلمہ پر ہے

اگر کلمہ صحیح ہے......تو......نماز قبول ہے

اگر کلمہ صحیح ہے......تو...... حج قبول ہے

اگر کلمہ صحیح ہے......تو......آپ کی زکوٰۃ قبول ہے

آپ کا کلمہ صحیح ہے...... تو......آپ کی تمام عبادات قبول ہیں

اور اگر آپ کا کلمہ صحیح نہیں......تو......آپ کی کوئی چیز قبول نہیں

ابواب الجنۃ اور ان کے نام:

اب جنت کے جتنے دروازے ہیں......حضور فرماتے ہیں......

کسی کا نام......باب الصوم ہے

کسی کا نام......باب الریان ہے

کسی کا نام...... باب الجہاد ہے

کسی کا نام......باب الزکوٰۃ ہے

کسی کا نام......باب الصدقہ ہے

کہیں سے زکواۃ والے لوگ جنت میں داخل ہوں گے

کہیں سے روزے والے لوگ ...... جنت میں داخل ہوں گے
کہیں سے نماز والے لوگ ...... جنت میں جائیں گے
کہیں سے صدقہ والے لوگ ...... جنت میں داخل ہوں گے

لیکن ان تمام اعمال کی اصل چابی جو تمام دروازوں کو لگتی ہے...... وہ ایک ہی ہے...... لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ...... اس لئے اسی کو کہا...... مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ

بایزید بسطامیؒ کہنے کی وجہ:

ایک عجیب واقعہ ذہن میں آ گیا ہے...... جس کو علماء کرام نے کتابوں میں لکھا ہے...... موضوع کی مناسبت سے وہ واقعہ آپ کو بتا دیتا ہوں...... کہ اللہ والوں کی صحبت اور لا الہ کی برکت کتنی ہوتی ہے......؟ حضرت بایزید بسطامیؒ بڑے مشہور بزرگ ہیں...... آپ سب لوگ ان کا نام جانتے ہیں...... بایزید ان کا نام نہیں...... اصل لفظ ابو یزید بسطامی ہے...... بسطام یہ ان کا علاقہ تھا...... ابو یزید یہ کنیت تھی...... اسی کنیت پر یہ زیادہ مشہور ہوئے تھے...... لیکن اس میں اتنی تخفیف کی گئی...... کہ لوگوں نے بایزید کہنا شروع کر دیا...... حالانکہ یزیدان کے ایک لڑکے کا نام تھا...... اس کی وجہ سے یہ اپنی کنیت ابو یزید رکھتے تھے۔

اور یہ بھی یاد رکھیں! کہ لفظ یزید نام کی حیثیت سے یہ کوئی برا نام نہیں...... کسی کے شخصی کردار کی وجہ سے ہم کسی نام کی توہین کریں...... یہ کوئی اچھی بات نہیں۔

خیر الاسماء:

عبدالرحمٰن ابن ملجم یہ سیدنا علیؓ کا قاتل تھا...... اب کوئی شخص یہ کہے...... کہ عبدالرحمٰن نام ہی برا ہے...... دنیا میں کوئی آدمی نام نہ رکھے...... حالانکہ یہ غلط بات ہے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... تَسَمُّوْا بِاَسْمَآءِ الْاَنْبِيَآءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَآءِ اِلَى اللّٰهِ وَ عَبْدُاللّٰهِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ (ابو داؤد) سب سے بہترین نام عبداللہ وعبدالرحمٰن ہیں۔ اب پیغمبر ﷺ

جن ناموں کو بہترین کہہ رہے ہیں......تو ان بہترین ناموں میں سے ایک نام عبدالرحمٰن ہے......اگر عبدالرحمٰن نام کا کوئی شخص غلط کام کرے...... یہ شخص تو برا ہے......لیکن نام تو برا نہیں ہے۔

ابو یزید بسطامیؒ کو اللہ کی طرف سے الہام:

حضرت بایزید بسطامیؒ کو اللہ کی طرف سے القاء ہوا......اور اہل اللہ کا الہام یا القاء حق پر ہوتا ہے......اور اس کو ولیوں کی کرامت بھی کہا جاتا ہے......ان کو الہام ہوا...... کہ فلاں جگہ یہودیوں کا ایک بہت بڑا جشن ہو رہا ہے......ایک عظیم اجتماع ہو رہا ہے...... آپ اس اجتماع میں تشریف لے چلیں......اور جایئے بھی اس لباس میں...... کہ اپنا اسلامی لباس پہن کر نہیں...... بلکہ اس لباس میں جائیں......جس لباس میں وہ لوگ وہاں پر بیٹھے ہیں...... تاکہ وہ آپ کو پہچان نہ سکیں......حضرت بایزید بسطامیؒ جب اس محفل میں آئے......تو بہت بڑا اجتماع تھا۔

بایزیدؒ کا راہب خطیب سے دلچسپ مناظرہ:

وہاں پر اسی ہزار یہودیوں کا مجمع تھا......اور ان کا بہت بڑا پادری کھڑے ہو کر ان کو خطاب کر رہا تھا......اور اپنے انداز میں بہت اچھی گفتگو کر رہا تھا...... ہزاروں کا مجمع تھا...... اس پورے مجمع میں اس نے کھلبلی مچا رکھی تھی...... چونکہ وہ بڑا خطیب تھا......اس کی گفتگو کے درمیان حضرت بایزیدؒ جا کر اس محفل کے درمیان میں بیٹھ گئے......اور بیٹھنے کے بعد اپنی روحانی توجہ اس پر ڈال دی...... جونہی توجہ ڈالی......تو ایک دم اس کی زبان بولنا بند ہو گئی...... مجمع میں کھلبلی مچ گئی......کہ یہ کیا بات ہو گئی ہے......؟ ان عیسائیوں نے کہا......آقا وعظ کیجئے......ہم آپ کو سننے آئے ہیں۔

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ راہب کی زبان چپ ہو گئی...... انہوں نے

کہا...... کہ آپ بولتے کیوں نہیں...... اتنا بڑا اجتماع آپ کو سننے کے لئے اکٹھا ہوا ہے...... آپ کیوں نہیں بولتے...... اس کی زبان پر یہ ایک جملہ آیا...... کہنے لگا...... قَدْ دَخَلَ فِيْكُمْ مُحَمَّدِیّ...... اس مجمع میں کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والا آ گیا ہے...... اس محمد رسول اللہ ﷺ کے دیوانہ کے کلمہ کی طاقت اتنی ہے...... کہ جس نے میری زبان کو روک دیا ہے...... میں نہیں بول سکتا...... انہوں نے کہا...... پھر اگر آپ نہیں کہہ سکتے...... تو آپ اشارہ کیجئے! کہ وہ کون ہے......؟ ہم اس کی گردن قلم کرتے ہیں...... اس نے کہا کہ گردن نہیں قلم ہوگی...... بلکہ میرا اور اس کا مناظرہ ہوگا...... اور پھر اس نے وہاں پر کھڑے ہو کر ایک جملہ کہا...... کہ محمدی جس پیغمبر ﷺ کا تو کلمہ پڑھتا ہے...... جس اللہ کا تو حکم مانتا ہے...... میں اس کا واسطہ دیتا ہوں...... اس پورے اجتماع میں جہاں پر تو بیٹھا ہے...... وہاں پر کھڑا ہو جا...... بھرے مجمع میں بایزید بسطامیؒ اٹھ کر کھڑے ہو گئے...... جتنے عیسائی وہاں پر موجود تھے...... پورا مجمع اس کی طرف لپکنے لگا...... تو اس راہب نے کہا...... خبردار...... اس کو کچھ مت کہنا...... میں نے اور اس نے خود آپس میں گفتگو کرنی ہے...... مجمع کو روک دیا گیا...... وہ وہاں کھڑے ہیں...... اور راہب اپنے اسٹیج اور منبر پر کھڑا ہے...... اس نے بایزیدؒ سے کہا...... میرے ایک ایک سوال کا جواب دینا ہوگا...... بایزید بسطامیؒ نے کہا...... کہ سوال کر...... جواب دوں گا...... جس پر راہب نے سوال کرنے شروع کئے۔

کہنے لگا...... ایسا ایک بتاؤ...... جس کے دو نہ ہوں؟ وہ کون سی چیز ہے...... جو ایک ہے دوسرا نہیں......؟

بایزیدؒ نے کہا...... اَللّٰهُ وَاحِدٌ لَاثَانِیَ لَهٗ...... قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ
ایسا ایک جس کا دوسرا نہیں...... وہ اللہ واحد قہار ہے۔

پادری کہنے لگا...... ایسے دو بتاؤ جن کا تیسرا نہیں......؟

بایزید نے کہا...... ایسے دو جن کا تیسرا نہیں وہ رات اور دن ہیں

پادری کہنے لگا...... ایسے تین بتاؤ جن کا چوتھا نہیں......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ ایسے تین جن کا چوتھا نہیں...... وہ عرش و کرسی اور قلم ہیں

پادری کہنے لگا.....ایسے چار بتاؤ جن کا پانچواں نہیں.....؟

بایزیدؒ نے کہا.....ایسے چار جن کا پانچواں نہیں.....وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چاروں کتابیں ہیں.....یعنی تورات، زبور، انجیل اور قرآن پاک یہ چار ہیں.....ان کا پانچواں نہیں

پادری کہنے لگا.....کہ ایسے پانچ بتاؤ جن کا چھٹا نہیں.....؟

بایزیدؒ نے کہا.....کہ ایسے پانچ جن کا چھٹا نہیں وہ پانچ نمازیں ہیں

پادری کہنے لگا.....کہ ایسے چھ بتاؤ جن کا ساتواں نہیں.....؟

بایزیدؒ نے کہا.....کہ ایسے چھ جن کا ساتواں نہیں وہ چھ دن ہیں.....جن کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام میں ذکر فرمایا ہے

''ہم نے پیدا کیا آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دنوں میں''

پادری کہنے لگا.....ایسے سات بتاؤ جن کا آٹھواں نہیں.....؟

بایزیدؒ نے کہا.....ایسے سات جن کا آٹھواں نہیں وہ سات آسمان ہیں، یہ سات ہیں ان کا آٹھواں نہیں

پادری کہنے لگا.....ایسے آٹھ بتاؤ جس کا نواں نہیں.....؟

بایزیدؒ نے کہا.....حاملین عرش فرشتے آٹھ ہیں.....ان میں نواں کوئی نہیں.....چنانچہ فرمان الٰہی ہے.....کہ..... وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَه

پادری کہنے لگا.....کہ ایسے نو بتاؤ جن کا دسواں نہیں.....؟

بایزیدؒ نے کہا.....ایسے نو جن کا دسواں نہیں تو وہ نو شخص تھے.....جو شہر میں فساد پھیلاتے تھے.....جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے.....وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ

پادری کہنے لگا.....عشرہ کاملہ کے بارے میں بتاؤ.....؟

بایزیدؒ نے کہا.....کہ عشرہ کاملہ سے مراد وہ دس دن ہیں.....جن میں متمتع ہدی نہ

ہونے کی صورت میں روزہ رکھتا ہے...... چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے......

فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

پادری کہنے لگا...... ہمیں گیارہ کے بارے میں بتائیں......؟

بایزیدؒ نے کہا...... تمہارا سوال گیارہ کے بارے میں برادران یوسفؑ ہیں...... جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے جناب یوسفؑ کی جانب سے حکایت فرمایا...... اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

پادری کہنے لگا...... بارہ کے بارے میں بتائیں......؟

بایزیدؒ نے کہا...... بارہ کے متعلق تمہارے سوال کی مراد بارہ مہینے ہیں...... جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے...... اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ

پادری کہنے لگا...... تیرہ کے بارے میں بتایئے ان سے کیا مراد ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... تیرہ کے متعلق تمہارے سوال سے مراد جناب یوسف کا خواب ہے...... جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ

پادری کہنے لگا...... بتلایئے وہ کون سی قوم تھی...... جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی...... اور وہ کون سی قوم تھی...... جس نے سچ بولا اور جہنم میں گئی......؟

بایزیدؒ نے کہا...... تمہارا سوال ایسی قوم کے بارے میں کہ جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی...... وہ حضرت یوسفؑ کے بھائی تھے...... جنہوں نے یہ کہا تھا......

اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ

یہ بات انہوں نے جھوٹ کہی تھی...... لیکن پھر بھی وہ جنت میں گئے کیونکہ علماء نے لکھا ہے...... کہ انہوں نے توبہ کرلی تھی...... اور وہ قوم جس نے سچ بولا پھر بھی جہنم میں گئی...... تو وہ یہود ونصاریٰ ہیں...... جنہوں نے یہ کہا...... وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصَارٰی عَلٰی

شَیْئٌ وَقَالَتِ النَّصَارٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْئٌ

انہوں نے یہ بات تو سچ کہی......لیکن پھر بھی جہنم میں گئے......اس لئے کہ وہ نبی ﷺ آخرالزمان پر ایمان نہیں لے آئے تھے۔

پادری کہنے لگا......بتلایئے کہ انسانی جسم میں اس کے نام رہنے کی جگہ کہاں ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا......کہ تمہارا یہ سوال تمہارے جسم میں تمہارے نام رہنے کی جگہ کہاں ہے ......تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارے نام رہنے کی جگہ تمہارے کان ہیں۔

پادری کہنے لگا...... ذَارِیَاتِ ذَرْوًا سے کیا مراد ہے......؟

بایزیدؒ کہنے لگا...... ذَارِیَاتِ ذَرْوًا سے مراد چاروں ہوائیں ہیں

پادری کہنے لگا......حَامِلَاتِ وِ قْراً سے کیا مراد ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... حَامِلَاتِ وِ قْراً سے مراد بادل ہیں......

پادری کہنے لگا...... جَارِیَاتِ یُسْراً سے کیا مراد ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا......کہ جَارِیَاتِ یُسْراً سے مراد دریاؤں میں چلنے والی کشتیاں ہیں

پادری کہنے لگا...... مُقَسِّمَاتِ اَمْراً سے کیا مراد ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... مُقَسِّمَاتِ اَمْراً سے مراد وہ فرشتے ہیں......جو نصف شعبان سے اگلے نصف شعبان تک مخلوق کی روزی تقسیم کرنے پر مقرر ہیں۔

پادری کہنے لگا......ان چودہ کے بارے میں بتلایئے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے کلام کیا......؟

بایزیدؒ نے کہا......وہ چودہ جنہوں نے خدا تعالیٰ سے کلام کیا......وہ چودہ طبق یعنی وہ ساتوں زمین اور ساتوں آسمان ہیں......جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعاً اَوْ كَرْهاً قَالَتَا اَتَیْنَا طَائِعِیْنَ

پادری کہنے لگا......وہ قبر بتائیں......جو اپنے مردے کو لئے پھرتی رہی......؟

بایزید ؒ نے کہا...... کہ ایسی قبر جو اپنے مردہ کو لئے پھرتی رہی...... وہ مچھلی ہے...... جس نے حضرت یونس کو نگل لیا تھا...... اور ان کو دریا میں لئے پھرتی رہی......

پادری کہنے لگا...... وہ چیز بتلائیے...... جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے......؟

بایزید ؒ نے کہا...... ایسی چیز جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے وہ صبح ہے...... جسے اللہ فرماتے ہیں...... وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ

پادری کہنے لگا...... ایسا پانی بتلائیے جو نہ زمین سے نکلا ہو اور نہ آسمان سے برسا ہو......؟

بایزید ؒ نے کہا...... ایسا پانی جو نہ زمین سے نکلا اور نہ آسمان سے برسا...... اس سے مراد گھوڑے کا پسینہ ہے...... جسے ملکہ بلقیس نے قارورہ میں رکھ کر جناب سلیمان ؑ کے پاس ان کا امتحان لینے کے لئے بھیجا تھا

پادری کہنے لگا...... ان چار کے بارے میں بتلائیے...... جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے......؟

بایزید ؒ نے کہا...... ایسے چار جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ان میں سے ایک حضرت اسماعیل ؑ کے فدیہ میں آنے والا مینڈھا ہے...... اور دوسری چیز حضرت صالح ؑ کی اونٹنی ہے...... جس کو اللہ نے پہاڑ سے پیدا کیا تھا...... تیسری چیز جناب آدم ؑ ہیں...... جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے...... اور چوتھی چیز اماں حوا ؑ ہیں...... جو جناب آدم ؑ کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئی...... یہ چار چیزیں مراد ہیں

پادری کہنے لگا...... کہ بتلائیے کہ زمین پر سب سے پہلا خون کون سا بہایا گیا......؟

بایزید ؒ نے کہا...... کہ وہ خون جو سب سے پہلے زمین پر بہایا گیا وہ ہابیل کا خون ہے...... جسے ان کے بھائی قابیل نے قتل کر دیا تھا

پادری کہنے لگا...... وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور پھر خرید لیا؟

بایزیدؒ نے کہا.....ایسی چیز جس کو خدا نے پیدا کیا اور خود ہی خرید لیا وہ مومن کا نفس ہے.....جیسے اللہ نے فرمایا..... اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

پادری نے کہا.....وہ چیز بتلائے جسے اللہ نے پیدا کیا پھر اس کو برا بتلایا؟

بایزیدؒ نے کہا.....ایسی چیز جس کو خدا نے پیدا کیا اور پھر اس کو برا بتلایا وہ گدھے کی آواز ہے.....جسے اللہ نے فرمایا.....اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ

پادری کہنے لگا.....وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور بڑا بتلایا.....؟

بایزیدؒ نے کہا.....ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر بڑا بتلایا.....وہ عورتوں کا مکر اور چالاکی ہے.....جسے اللہ نے فرمایا..... اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ

پادری کہنے لگا.....کہ وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور اس کے بارے میں خود ہی سوال کیا.....؟

بایزیدؒ نے کہا.....ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کے بارے میں خود ہی سوال کیا.....وہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی ہے.....جسے اللہ نے کہا.....وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ

پادری کہنے لگا..... بتلائیے عورتوں میں سے سب سے افضل عورتیں کون کون سی ہیں.....؟

بایزید نے کہا.....عورتوں میں سب سے افضل حضرت حواؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت آسیہؓ اور حضرت مریم بنت عمرانؓ ہیں

پادری کہنے لگا.....دریاؤں میں سے سب سے افضل دریا کون سے ہیں.....؟

بایزیدؒ نے کہا..... کہ دریاؤں میں سے سب سے افضل دریا سیحون، جیحون، دجلہ، فرات اور نیل ہیں

پادری کہنے لگا...... پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ کون سا ہے؟

بایزیدؒ نے کہا...... پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ طور ہے

پادری کہنے لگا...... چوپایوں میں سب سے افضل چوپایہ کون سا ہے؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ چوپایوں میں سب سے افضل گھوڑا ہے

پادری کہنے لگا...... مہینوں میں سب سے افضل مہینہ کونسا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ مہینوں میں سب سے افضل رمضان المبارک کا مہینہ ہے

پادری کہنے لگا...... راتوں میں سب سے افضل رات کونسی ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ سب سے افضل رات لیلۃ القدر کی ہے

پادری کہنے لگا...... طامہ کسے کہتے ہیں......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ طامہ قیامت کے دن کو کہتے ہیں

پادری کہنے لگا...... کہ ایسا درخت بتلایئے کہ جس میں بارہ ٹہنیاں ہوں...... اور ہر ٹہنی پر تیس پتے ہوں...... اور ہر پتے پر پانچ پھول ہوں...... جو کہ دو دھوپ میں کھلتے ہوں اور تین سائے میں کھلتے ہوں؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ ایسا درخت جس میں بارہ ٹہنیاں ہوں وہ سال ہے...... اور ہر ٹہنی پر تیس پتے ہوں وہ مہینہ ہے...... اور ہر پتے پر پانچ پھول ہوں وہ پانچ نمازیں ہیں...... ان میں سے دو دھوپ میں کھلتے ہوں اور تین سائے میں...... دو دھوپ والی ظہر اور عصر کی نمازیں ہیں...... اور تین سائے والی فجر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں...... جو کہ سائے میں پڑھی جاتی ہیں

پادری کہنے لگا...... کہ وہ چیز بتلایئے جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور حج کیا...... حالانکہ نہ اس پر حج فرض تھا نہ اس میں روح تھی

بایزیدؒ نے کہا...... اس سے مراد حضرت نوحؑ کی کشتی ہے

پادری کہنے لگا...... بتلائیے کہ اللہ نے کتنے انبیاءؑ بھیجے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے

پادری کہنے لگا...... کہ ان میں کتنے رسول ہیں......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ ان میں سے تین سو تیرہ کو اللہ نے رسول بنایا

پادری کہنے لگا...... ایسی چار چیزیں بتلائیے کہ جن کا ذائقہ اور رنگ مختلف ہیں اور ان سب کی اصل ایک ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... ایسی چار چیزیں جن کا ذائقہ اور رنگ الگ ہے...... اور ان سب کی اصل ایک ہے...... وہ آنکھ، ناک، کان اور منہ ہے...... کیونکہ آنکھوں کا پانی کھارا ہوتا ہے...... منہ کا پانی میٹھا ہوتا ہے...... ناک کا پانی کھٹا اور کان کا پانی کڑوا ہوتا ہے...... اور ان سب کا مرکز سر ہے

پادری کہنے لگا...... نقیر، قطمیر اور فتیل کے بارے میں بتلائیے...... کہ کسے کہتے ہیں......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ نقیر کھجور کی گٹھلی کی پشت پر جو نقطہ ہوتا ہے...... اسے کہتے ہیں...... اور قطمیر کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو باریک چھلکا ہوتا ہے اسے کہتے ہیں...... اور فتیل کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک بتی کو کہتے ہیں

پادری کہنے لگا...... بتلائیے سبد اور لد کیا چیز ہوتی ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... سبد اور لد بھیڑ، دنبہ اور بکری کے بالوں کو کہتے ہیں

پادری کہنے لگا...... بتلائیے ظم اور رم سے کیا مراد ہے......؟

بایزید نے کہا...... ان سے مراد ہمارے جد امجد جناب آدم سے پہلے کی مخلوق ہے

پادری کہنے لگا...... بتلائیے کہ کتا جب بھونکتا ہے تو کیا کہتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کتا کہتا ہے...... وَيْلٌ لِّأَهْلِ النَّارِ مِنْ غَضَبِ الْجَبَّار

پادری کہنے لگا...... گدھا جب بولتا ہے تو کیا کہتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ گدھا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے...... لَعَنَ اللّٰهُ الْعَشَّارَ

وَهُوَ الْمُكَاسُ

چنگی پر محصول لینے والے پر خدا کی پھٹکار ہو

پادری کہنے لگا...... بیل کیا بولتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ بیل کہتا ہے...... سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

پادری کہنے لگا...... گھوڑا ہنہناتے وقت کیا کہتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ گھوڑا کہتا ہے...... سُبْحَانَ حَافِظِیْ اِذَا الْتَقَتُ الْاَبْطَالُ وَ اشْتَغَلَتِ الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ

پادری کہنے لگا...... کہ اونٹ کیا کہتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ اونٹ کہتا ہے...... حَسْبِیَ اللّٰهُ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

پادری کہنے لگا...... کہ بتلایئے مور کیا گاتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ مور کہتا ہے...... اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى

پادری کہنے لگا...... بلبل چہچہاتے وقت کیا گاتی ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ بلبل کہتی ہے...... سُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ

پادری کہنے لگا...... مینڈک اپنی تسبیح میں کیا کہتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ مینڈک کہتا ہے...... سُبْحَانَ الْمَعْبُوْدُ فِى الْبَرَارِىْ وَالْقِفَارِىْ سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْجَبَّارُ

پادری کہنے لگا...... بتلایئے ناقوس سے کیا آواز آتی ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... ناقوس سے آواز نکلتی ہے...... سُبْحٰنَ اللّٰهِ حَقاً حَقاً اُنْظُرْيَا اِبْنَ آدَمَ فِیْ هٰذَا الدُّنْيَا شَرْقاً وَّ غَرْباً مَاتَرىٰ فِيْهَا يَبْقىٰ

(ترجمہ) اللہ پاک ہے وہ سچ اور حق ہے اے ابن آدم اس دنیا میں بنظر عبرت مشرق و مغرب کی طرف دیکھ تجھے اس میں کوئی بھی باقی نظر نہیں آئیگا۔

وَهُوَ الْمُكَاسُ

چنگی پر محصول لینے والے پر خدا کی پھٹکار ہو

پادری کہنے لگا...... بیل کیا بولتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ بیل کہتا ہے...... سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

پادری کہنے لگا...... گھوڑا ہنہناتے وقت کیا کہتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ گھوڑا کہتا ہے...... سُبْحَانَ حَافِظِيْ إِذَا الْتَقَتِ الْاَبْطَالُ وَ اشْتَغَلَتِ الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ

پادری کہنے لگا...... کہ اونٹ کیا کہتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ اونٹ کہتا ہے...... حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

پادری کہنے لگا...... کہ بتلایئے مور کیا گاتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ مور کہتا ہے...... اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى

پادری کہنے لگا...... بلبل چہچہاتے وقت کیا گاتی ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ بلبل کہتی ہے...... سُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ

پادری کہنے لگا...... مینڈک اپنی تسبیح میں کیا کہتا ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... کہ مینڈک کہتا ہے...... سُبْحَانَ الْمَعْبُوْدُ فِي الْبَرَارِيْ وَالْقِفَارِيْ سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْجَبَّارُ

پادری کہنے لگا...... بتلایئے ناقوس سے کیا آواز آتی ہے......؟

بایزیدؒ نے کہا...... ناقوس سے آواز نکلتی ہے...... سُبْحٰنَ اللّٰهِ حَقًّا حَقًّا اُنْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ فِيْ هٰذَا الدُّنْيَا شَرْقًا وَّ غَرْبًا مَاتَرٰى فِيْهَا يَبْقٰى

(ترجمہ) اللہ پاک ہے وہ سچ اور حق ہے اے ابن آدم اس دنیا میں بنظر عبرت مشرق و مغرب کی طرف دیکھ تجھے اس میں کوئی بھی باقی نظر نہیں آئیگا۔

پادری کہنے لگا...... ایسی قوم بتلائیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جانب وحی فرمائی......
حالانکہ نہ وہ انسان ہے نہ جنات نہ فرشتے......؟
بایزید ؒ نے کہا...... ایسی قوم جس کی جانب اللہ نے وحی کی حالانکہ وہ نہ انسان ہیں نہ جنات نہ فرشتے......! وہ شہد کی مکھی ہے...... جس کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں...... وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ
پادری کہنے لگا...... بتائیے کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے اور جب رات آتی ہے...... تو دن کہاں رہتا ہے......؟
جب پادری اتنے سوالات کر چکا تو حضرت بایزید ؒ نے کہا...... اور کچھ پوچھنا ہے......؟
پادری کہنے لگا نہیں...... اور کچھ نہیں پوچھنا آپ صرف اس آخری سوال کا جواب صحیح صحیح دے دیجئے......!
حضرت بایزید بسطامیؒ نے پھر یاد دہانی کراتے ہوئے فرمایا...... کہ اگر میں تمام باتوں کے درست جوابات دیدوں...... تو تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آ ؤ گے......
تمام بولے ہاں...... ہم ضرور ایمان لے آئیں گے......
حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا...... اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الشَّاهِدُ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ
اے اللہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں تو اس پر گواہ رہنا......!
بایزیدؒ نے کہا...... رہا اس سوال کا جواب کہ جب دن آتا ہے...... تو رات کہاں ہوتی ہے...... اور جب رات آتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے......؟
اس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں...... یہ راز نہ کسی نبی و رسول پر کھلا اور نہ کوئی مقرب فرشتہ اس پر مطلع ہوا۔
ان تمام سوالوں کے جوابات دینے کے بعد حضرت بایزید بسطامی ؒ نے فرمایا کوئی اور سوال ہے......؟ سب نے کہا کہ اب کوئی سوال باقی نہیں رہا

حضرت بایزیدؒ نے فرمایا...... اچھا اب میری ایک بات کا جواب دو...... یہ بتلاؤ کہ آسمانوں اور جنت کی کنجی کیا ہے......؟

بڑا پادری اس پر خاموش رہا...... مجمع میں سے آواز آئی کہ تم نے اتنے سوالات کئے انہوں نے ان سب کا جواب دیدیا...... یہ کیا بات ہے کہ انہوں نے تم سے صرف ایک بات پوچھی......اور تم اس کا جواب نہیں دے پا رہے......؟

پادری بولا کہ میں ان کی بات کا جواب دینے سے عاجز نہیں ہوں...... مجھے خطرہ ہے اگر میں نے ان کی بات کا جواب دے دیا......تو تم میری موافقت نہیں کرو گے...... وہ بولے ہم آپ کی موافقت کیوں نہیں کریں گے؟......آپ ہمارے بڑے ہیں......آپ نے جب بھی کچھ کہا......ہم نے سنا اور آپ کی موافقت کی ہے۔

اعلان توحید:

پادری نے کہا......لو پھر سنو! آسمانوں اور جنت کی کنجی...... لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے......جب انہوں نے یہ بات سنی......تو سب کے سب مسلمان ہو گئے...... اور گرجے کو گرا کر اس جگہ مسجد بنا دی......اور سب نے اپنی اپنی زناریں توڑ ڈالیں...... حضرت بایزید بسطامیؒ کو غیب سے آواز آئی...... کہ اے بایزید تم نے ہماری رضا کی خاطر ایک زنار باندھی تھی......ہم نے تمہاری خاطر پانچ سو زناروں کو توڑ دیا......اب تم سب بتاؤ جنت کی کنجی کیا ہے......؟

لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

......وقت ختم ہوا اب میں انہیں الفاظ پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں......

وَآخِـرُ دَعْـوَانَـا اَنِ الْـحَـمْـدُلِلّٰـهِ رَبِّ الْـعَـالَـمِـيْـنَ



فضیلت آیت الکرسی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ......اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ إِلَّا بِإِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ أَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِهٖ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (۱)......وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سورةُ البقرة، فیها آیة سیدة آی القُرآن، لا تُقرأ فی بیتٍ فیه شیطان إلا خَرَجَ منه، آیة الکرسی (۲)......صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم......!واجب الاحترام بزرگو، دوستو اور بھائیو! آج کے خطبہ میں قرآن مجید کی معروف ترین آیت مبارکہ جس کو آیت الکرسی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

---

(۱) سورۃ البقرۃ ۲: ۲۵۵ (۲) امام حاکم نیشاپوری، مستدرک حاکم، ص ۲/۲۸۵ بحوالہ المکتبة الشاملة و امام طبرانی، المعجم الکبیر، ص ۴/۱۶۲

وہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے...... اس آیت کریمہ کی فضیلت اس کی اہمیت اور اس کا مختصر سا مفہوم، معنی اور مطلب عرض کرنا چاہتا ہوں...... اس لئے کہ یہ آیت مبارکہ تقریباً اکثر مسلمانوں کو یاد ہوتی ہے...... جب کسی آدمی کو کوئی پریشانی لاحق ہو...... کسی اللہ والے کے پاس، کسی عالم کے پاس جائے...... عام طور پر بتایا جاتا ہے...... بھائی آیت الکرسی پڑھ لیا کرو...... ٹھیک ہو جاؤ گے۔

آیت الکرسی کے فوائد:

سفر میں آیت الکرسی پڑھو...... تو سفر آسانی سے کٹتا ہے...... ویسے پڑھ لیا تو حالات ٹھیک رہتے ہیں...... یہ عام طور پر ہم ایک بات سنتے رہتے ہیں...... احادیث مبارکہ میں بھی اس کے بہت سارے فائدے بیان کئے گئے ہیں۔

قرآن کریم میں سب سے عظمت والی آیت:

حدیث پاک میں آتا ہے...... نبی کریم ﷺ کا مقدس ارشاد ہے...... کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی کا اہتمام کرتا ہے...... اس کے اور جنت کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہے......(۱) کیا مطلب؟...... کہ جونہی اسے موت آتی ہے...... اللہ اسے ایمان کی سعادت کی موت عطا کرتے ہیں...... اس کے پڑھنے والے پر وقت موت ہی سے جنت کے اثرات مرتب ہو جاتے ہیں...... اور اس کے لئے جنت کے راستے کھلنا شروع ہو جاتے ہیں اور جنت کی خوشبو آنا شروع ہو جاتی ہے...... یہ اس آیت مبارکہ کی سے بڑی عظمت اور فضیلت ہے...... حدیث پاک میں آتا ہے...... ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے معروف ترین صحابی

---

(۱) معارف القرآن ص۶۱۲ ج۱ سنن النسائی، المعجم الکبیر ص۱۱۴ ج۸، المعجم الاوسط ص۹۲ ج۸، الاحکام لشرعیۃ الکبری ص۲۹۳ ج۲

رسول سیدنا ابی ابن کعب انصاریؓ جو رسول اللہ ﷺ کی جماعت میں سب سے اچھا قرآن پڑھنے والے تھے...... اوران کے متعلق مشہور تھا اَقرأھم ابی ابن کعب الانصاری۔(۱)

حضور ﷺ نے فرمایا...... میری ساری امت میں سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا یہ شخص ہے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا...... کہ ابی کیا تو جانتا ہے......؟ کہ اللہ کے قرآن میں سب سے بڑی عظمت والی آیت کونسی ہے......؟ انہوں نے کہا اللہ کے محبوب ﷺ وہ آیت الکرسی ہے...... تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تیرا علم تجھے مبارک کرے...... تو نے سچ کہا ہے۔(۲) اس صحابی کے لئے رسول اللہ ﷺ نے علم کے اضافہ کی بھی دعا مانگی...... اور اس کی برکت کی بھی دعا مانگی اور فرمایا یہ واقعی آیت الکرسی ہی ہے جس کی یہ عظمت اور فضیلت ہے۔

آیت الکرسی پڑھنے والا جنت کا وارث:

پڑھتے سارے ہیں...... کہتے سب ہیں...... بتاتے سب کے سب ہیں...... لیکن اس آیت الکرسی کے وہ الفاظ جو ہم ادا کرتے ہیں...... ان کے مفہوم کی وسعت کو دیکھنا چاہئے کہ آخر اس میں اتنا بڑا وزن کیوں ہے...... کہ اس کے پڑھنے والا جنت کا وارث ہے...... اس کے صدقہ سے اتنی بڑی نعمت اور فضیلت کیوں ملتی ہے...... کہ جو شخص اس کو پڑھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں...... اس کو جنت عطا فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کا رات کو آیت الکرسی پڑھ کر سونے کا معمول:

حتیٰ کہ حدیث پاک میں آتا ہے...... رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا...... کہ رات کو

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص ۵۶۶ ج ۲ (۲) یاابالمنذر اتدری ای آیۃ من کتاب اللہ تعالی معک اعظم قلت اللہ ورسولہ اعلم قال یاابالمنذر اتدری ای آیۃ من کتاب اللہ تعالی معک اعظم قلت اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم قال فضرب فی صدری وقال یھنک العلم یاابالمنذر (صحیح المسلم ص ۲۷۱ ج ۱، مشکوۃ المصابیح ص ۱۸۵ ج ۱، فضائل القرآن، معارف القرآن ص ۶۱۲ ج ۱

آپ ﷺ سونے سے پہلے جومختلف چیزیں پڑھا کرتے تھے......ان میں آپ سورت ملک کی تلاوت بھی فرماتے تھے......اسی طریقہ سے آپ ﷺ کی یہ عادت شریفہ تھی...... کہ آپ ﷺ چاروں قل قل یا ایھا الکافرون، قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس۔ ان کو پڑھنے کے بعد آیت الکرسی پڑھتے......اور پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پہ یہ دم کرتے اپنے سر مبارک سے پاؤں مبارک تک سارے جسم پر اللہ کے محبوب یوں ہاتھ پھیرتے۔......(۱)ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص اس کو گھر کے اندر پڑھے گھر کی حفاظت، سفر کے اندر پڑھے سفر میں محفوظ، صبح وشام اس کے پڑھنے کا اہتمام کرے......اس کی جان محفوظ اور پھر اگر اولاد کی نیت سے اس کو پڑھتا ہے...... چھوٹے بچوں پر پڑھ کر اس کو دم کرتا ہے......اللہ بچوں کی حفاظت فرماتے ہیں......اس آیت میں اتنا وزن کیوں ہے......؟ اس کی یہ خوبیاں کیوں ہیں......؟ اس میں یہ صلاحیتیں اللہ نے کس لئے رکھی ہیں؟

آیت الکرسی میں بنیادی مسئلہ کی وضاحت:

اس کا اصل سبب یہ ہے...... کہ اس آیت میں سب سے بڑا وہ بنیادی مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جس مسئلہ کے لئے اللہ نے آدم علیہ السلام سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو مبعوث فرمایا...... ہر پیغمبر نے آ کر اس مسئلہ کی وضاحت کی...... امت کو دعوت دی......اپنی اپنی قوموں کو ہدایت کی طرف بلایا......یہی وہ مسئلہ تھا جس کو مسئلہ توحید کہتے ہیں......اور اس آیت کریمہ میں سب سے زیادہ عقیدۂ توحید کو کھولا گیا ہے۔

اس مختصر سے وقت میں مَیں اسی عقیدۂ توحید ہی پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس آیت

(۱) السنن الکبری لنسائی ص ۱۳ ج ۵، التبویب الموضوعی للاحادیث ص ۱۴۹۳۳ ج ۱

کریمہ یعنی آیت الکرسی میں اللہ کی دس صفات کا تذکرہ ہے......اس کے ذاتی نام کے ساتھ ساتھ دس صفتوں کو بیان کرنے کے بعد نچوڑ کے طور پر ایک بات کہی گئی ہے کہ جس کی یہ صفات ہوں جس کی یہ ذات ہو''لا الہ الا ہو''، پھر وہی ایک ذات ایسی ہے جس کی عبادت کی جائے......اس کے علاوہ عبادت کے قابل اور کوئی نہیں ہے۔

لفظ اللہ' اللہ کا ذاتی اور باقی سب صفاتی:

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم سب سے پہلے اللہ کا ذاتی نام لایا گیا کہ اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں......علماء نے لکھا ہے کہ اللہ' اللہ کا اسم ذات ہے...... یہ ذاتی نام ہے......باقی سب صفاتی نام ہزاروں کی تعداد میں ہیں......عام طور پر قرآن مجید کے دائیں بائیں ''۹۹'' اسماء گرامی لکھے ہوتے ہیں۔

اللہ کے نام میں مزے:

ھو اللہ الذی لا ......الہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن...... یہ سب کے سب جو ہم پڑھا کرتے ہیں یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے صفاتی نام ہیں......بعض علماء نے ساڑھے تین ہزار اسماء مختلف کتابوں میں نقل کئے ہیں اور ہر قوم کے لوگ ہر زبان کے لوگ اپنی اپنی زبان سے اپنے اپنے انداز اللہ کی صفات کو سمجھنے کے بعد پھر وہ جو اس کا نام اپنی زبان میں لیتے ہیں وہ بھی اللہ کے اسماء صفاتی ہیں لیکن ذاتی نام عرب میں بھی عجم میں بھی ہر ایک زبان میں ایک ہی نام ہے جو اس کا ذاتی نام آتا ہے اور وہ نام ہے اللہ...... ہمارے شیخ درخواستی فرماتے تھے اللہ ہو کے بڑے مزے جو چاہے چکھ لے......اللہ کے نام کی بڑی تاثیر ہے۔

آیت الکرسی میں اللہ کی صفات کا ذکر:

جب آدمی اللہ کہتا ہے یقیناً پورا جسم اس کا ہل جاتا ہے......ایک عجیب کیفیت اس پہ طاری ہو جاتی ہے......اس لئے آیت الکرسی کو جب شروع کیا اللہ کی صفات بیان کرنے سے پہلے اللہ نے اپنے ذاتی نام کا تذکرہ کیا کہ جس کی صفتیں تم ابھی پڑھو گے کہ وہ حی بھی ہے قیوم بھی ہے......زمین وآسمان کا مالک بھی ہے، سونے اور اونگھ اور نیند کرنے سے پاک بھی ہے......پوری کائنات کا علم اس کے قبضہ قدرت میں ہے......ہر چیز اس کے احاطہ میں ہے......اس کی کرسی بڑی وسیع ہے......وہ بڑے علم والا ہے......وہ بڑے حلم والا ہے......وہ بڑی قدرت والا ہے......وہ بڑی عظمت والا ہے...... یہ ساری صفات جس کو اب تم سننے والے ہو......جس کی صفات کی گفتگو ہے......وہ ہستی کونسی ہے...... یہ ذات کونسی ہے...... اس ذات کا ایک ہی نام ہے......جس کو اللہ کہتے ہیں......

صفاتی ناموں کا کوئی نہ کوئی معنیٰ:

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ......ایک بات یہاں پر بڑی عجیب ہے اس پر غور کریں...... دیکھیں صفاتی نام اللہ کے جتنے ہیں ان سب ناموں کا کوئی نہ کوئی معنی ہے......الرحمٰن، بہت بڑا مہربان......الرحیم، نہایت رحم کرنے والا......الکریم، کرم کرنے والا......الستار، عیبوں پر پردہ ڈالنے والا......غفار گناہوں کو بخشنے والا۔

حیرت وپریشانی میں مبتلا کرنے والا نام:

ہر نام کا کوئی نہ کوئی معنی ہے......اللہ کا کیا معنیٰ ہے......؟ یہ ذاتی نام ہے اللہ کا اس کا کیا معنیٰ ہے......؟ اللہ کس کو کہتے ہیں......؟ یہ عجیب بات ہوگی کہ بھائی ہم ہر نام کا معنیٰ یاد کرتے ہیں اور جب کوئی پوچھے اللہ کا کیا معنی؟ یہ تو جی اس کا ذاتی نام اللہ اللہ ہی

ہے...... اللہ کا کیا معنیٰ؟ یہ کے ہم ٹال دیتے ہیں...... حالانکہ میں سمجھانے کے لئے کہتا ہوں...... کوئی نام ہو...... عبدالغفار ایک نام ہے...... حافظ بن رہا ہے...... تو حافظ عبدالغفار ہے...... قاری بن رہا ہے...... تو قاری عبدالغفار ہے...... عالم بن رہا ہے...... تو مولانا عبدالغفار ہے...... یہ ساری صفات آپ اس کی بیان کریں...... لیکن آپ کو کوئی پوچھے عبد الغفار کا معنی کیا ہے؟ تو آپ کہیں گے یہ اس کا نام ہے...... بھائی اس نام کا کوئی معنی تو ہوگا...... جیسے حافظ ہونا اس کی صفت ہے...... قاری ہونا اس کی صفت ہے...... عالم ہونا اس کی صفت ہے...... اس کے نام میں بھی تو کوئی خوبی ہوگی؟ اس کے نام کا بھی تو کوئی مفہوم ہوگا...... اللہ کس کو کہتے ہیں؟ اللہ کے نام کا معنیٰ کیا ہے؟ علماء نے اس کے دو معنی لکھے ہیں...... جن کی طرف میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں...... ایک تو علامہ بیضاویؒ نے لکھا ہے کہ اللہ اس ہستی کو کہتے ہیں جس کا نام زبان سے نکلتے ہی اس کا نام آتے ہی اس نام کو سنتے ہی انسانیت حیرت میں ڈوب جاتی ہے...... ششدر ہو جاتی ہے...... پریشان ہو جاتی ہے...... جس کا نام حیرت و پریشانی میں مبتلا کردے وہ اللہ ہے...... زمین کس نے بچھائی ہے؟ (اللہ نے) حیران ہو جاتا ہے...... آدمی یہ کہہ کے کہ اللہ نے اتنی بڑی زمین کیسے بچھادی۔

آسمان کس نے بنایا؟ (اللہ نے) اس لئے اللہ نے کسی جگہ جب بھی کافروں سے سوال کیا ہے تو وہاں یہی سوال ہے کہ پیغمبر آپ ان سے پوچھئے کہ زمین و آسمان کا خالق کون ہے...... آپ ان سے پوچھئے! کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ آپ ان سے پوچھئے! کہ اس کائنات کا نظام کون چلاتا ہے؟ آپ ان سے پوچھئے سورج کو طلوع وغروب کون کرتا ہے؟ آپ ان سے سوال کیجئے اور ہر سوال کے جواب میں قرآن یہی کہتا ہے کہ یہ یہی کہیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے...... عبادت بے شک کسی اور کی کرتے ہیں...... سجدے بے شک کسی غیر کے آگے کرتے ہیں...... منتیں اوروں کی مانتے ہیں...... لیکن یہ ماننے پر مجبور

ہیں کہ ان سارے نظام و کائنات کو چلانے والی ذات کا نام کیا ہے؟ (اللہ) اللہ حیرت کنندہ جو سب کو حیرت میں ڈال دے...... جس کے نام کی عظمت اتنی ہے...... جب زبان پہ نام آئے...... آدمی حیرت میں ڈوب جاتا ہے...... اس کا تخیل نہیں کر سکتا...... اس کا تصور نہیں کر سکتا...... اسے اپنے ہاتھوں میں محفوظ نہیں کر سکتا...... اس کا احاطہ نہیں کر سکتا...... سوچتا رہتا ہے...... کہ میری سوچ کی انتہاء ہے...... اللہ کی کوئی انتہا نہیں...... میری فکر ختم ہے...... اللہ کی ذات اس سے بھی عظیم ہے...... میرا تدبر ختم ہے...... اللہ کی ذات اس سے بھی عظیم ہے...... میں جتنی بلندی پہ سوچوں...... میرا رب اس سے بھی عظیم ہے...... اللہ ایک معنی تو یہ ہے کہ حیران کرنے والا۔

وہ نام جس میں تمام صفات بدرجہ اتم بیک وقت پائی جائیں:

اور دوسرا معنی اللہ کے نام کا بڑا عجیب ہے...... اللہ اس ہستی کو کہا جاتا ہے...... واللہ علم علی الاصح للذات الواجب الوجود المستجمع لجمع صفات الکمال ......(۱) جس میں اس کی تمام صفات سب کی سب اکٹھی بیک وقت بدرجہ کمال موجود ہوں...... اور جمع ہوں...... اس کو اللہ کہتے ہیں...... ہر آدمی میں کئی صفتیں ہوتی ہیں...... مثلاً سمجھانے کے لئے کہتا ہوں میں بول رہا ہوں...... یہ بولنا بھی ایک صفت ہے...... آپ چپ کر کے بیٹھے ہیں...... چپ رہنا بھی انسان کی ایک صفت ہے...... دونوں اکٹھی نہیں ہو سکتیں...... یا بولتے ہوں گے...... یا آپ چپ ہوں گے...... دونوں میں سے ایک ہوگا...... دونوں اکٹھی نہیں ہو سکتیں...... غصہ بھی انسان کی ایک صفت ہے...... پیار، نرمی، محبت بھی انسان کی ایک صفت ہے...... دونوں چیزیں اکٹھی جمع نہیں ہوتیں...... کہ

---

(۱) شرح التهذيب

جس وقت وہ شدید غصہ مین ہو اس وقت وہ محبت میں بھی ہو...... جب آدمی کو غصہ آتا ہے تو بیٹا بھی باپ کے سامنے بات نہیں کرتا...... کہ ابا آج جلال میں بیٹھا ہوا ہے...... اس وقت اس کے غصہ کی وجہ سے پریشان ہو جاتا ہے...... حتیٰ کہ بیوی اپنے شوہر کے سامنے بات نہیں کرتی...... اس وجہ سے کہ اس کو غصہ ہے...... اگر میں کوئی اور بات کروں تو یہ غصہ میں آجائے گا...... اس کی حالت کو کیفیت کو دیکھ کر اسی کے مطابق گفتگو کرنی چاہئے...... جس وقت وہ جلال میں ہو...... اس وقت اسے جمال نہیں آتا...... جس وقت وہ جمال میں ہو...... اس وقت اسے جلال نہیں آتا...... جب پیار، نرمی اور محبت کی گفتگو ہو رہی ہو...... اس وقت فوری طور پر غصہ نہیں آیا کرتا...... یہ دو صفتیں علیحدہ علیحدہ ہیں...... آدمی میں یہ صفتیں بیک وقت جمع نہیں ہوتیں...... ایک موجود ہوگی تو دوسری معدوم ہوگی...... اگر بولتا ہے تو خاموش نہیں...... خاموش ہے تو بولتا نہیں...... غصہ میں ہے تو پیار نہیں...... پیار میں ہے تو غصہ نہیں

وہ ذات جو اپنی تمام صفات پہ بدرجہ کمال قائم:

اللہ! وہ ہستی جس میں اس کی تمام صفات بدرجہ کمال بیک وقت جمع ہوتی ہیں...... کیا مطلب؟ جس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات رحمان ہے رحیم ہے...... جس وقت اس کی مہربانی کی انتہاء ہے...... اس وقت وہی اللہ قہار بھی ہے...... جس وقت وہ اللہ کی ذات کریم ہے...... اسی وقت وہ جبار بھی ہے...... قہار بھی اس وقت ہے...... رحمان بھی اسی وقت ہے...... کریم بھی اسی وقت ہے...... یہ ساری صفات اس کے اندر بیک وقت اکٹھی ہیں...... جس وقت وہ نافع دنیا کو نفع پہنچا رہا ہے...... اس وقت اس میں صفت ضار بھی موجود ہے...... تو بیک وقت وہ نقصان بھی دیتا ہے...... نفع بھی دیتا...... بیک وقت وہ زندہ بھی کرتا ہے...... مارتا بھی ہے...... یہ تمام صفات جو مختلف قسم کی ہیں...... ایجابی ہوں...... یا سلبی ہر قسم کی صفات ساری کی ساری اکٹھی کر لی جائیں...... اگر کسی ذات میں یہ جمع کی جائیں تو

وہ ایک ہی ذات ہے......جس کو اللہ کہتے ہیں......اللہ وہ جو اپنی تمام صفات پہ بدرجہ کمال قائم ہے......اور اس کی ہر صفت اس میں موجود ہے......اس کو اللہ کہتے ہیں......اب ایسی ہستی دنیا میں کوئی نہیں......جس میں ساری صفتیں جمع ہوں......وہ صرف اللہ ہے......

عبادت کے لائق:

جب وہ اللہ ہے......تو قرآن کہتا ہے الله لا اله الا هو الحی القیوم ''عبادت ہر ایک کی نہیں کی جاتی......عبادت کے لائق ہی وہی ذات ہے جس میں تمام صفات جمع ہوں......اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کوئی عبادت کے لائق نہیں'' ...... "لا اله الا هو" "اله" کوئی نہیں ''الہ'' کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے ''الہ'' کا معنی میں اور آپ عام طور پر معبود کرتے ہیں......معبود کا لفظ عبادت سے ہے......اور عبادت عبد سے ہے......عبد کا معنی بندہ ہونا غلام ہونا...... ''الہ'' یعنی وہ ہستی جس کے سامنے جھکا جائے......وہ ہستی جس کا کہا مانا جائے......وہ ہستی جس کی غلامی کی جائے......وہ ہستی جس کے آداب تسلیم کیے جائیں...... وہ ہستی جس کے سامنے اپنے آپ کو پیش کر دیا جائے......وہ ہستی جس کے سامنے کوئی چیز پر نہ مار سکے......وہ ہستی جو سب پہ قدرت رکھتی ہو......وہ ایک ہی ہستی ہے......جس کا نام اللہ ہے...... اس کے سوا کوئی معبود نہیں...... کیا مطلب؟ خالق کوئی نہیں...... مالک کوئی نہیں......رازق کوئی نہیں......مشکل کشا کوئی نہیں......داتا کوئی نہیں......عبادت کے لائق کوئی نہیں وہ صرف ایک ہی ہستی ہے الله لا اله الا هو ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔

دس صفات کا مجموعہ:

جو آگے صفات بیان کی جا رہی ہیں دس صفتیں قرآن نے بیان کی ہیں......اللہ کہتا ہے......کبھی دنیا میں نگاہ دوڑا کے دیکھ لینا......جس میں یہ صفات جمع ہوں......اس کی

عبادت کرنا جس میں جمع نہ ہوں وہ عبادت کے قابل نہیں......ان میں سب سے پہلی صفت ہے......''الحی'' اللہ وہ ہے جو زندہ ہے، کیا ہے؟ (زندہ ہے) آپ بھی تو زندہ ہیں؟ سمجھئے زندگی کیسی ہے؟ ''حی'' اس زندگی کو کہتے ہیں جو ہمیشہ سے ہو ہمیشہ تک رہے...... ہمیشہ کی بھی کوئی حد ہے......اس کی زندگی کی کوئی حد نہیں...... جب کچھ نہیں تھا......تو وہ تھا...... جب زمین نہیں تھی تو تب بھی زندہ تھا......آسمان نہیں تھا تو تب بھی زندہ تھا......عرش کرسی لوح و قلم نہیں تھے تو تب بھی زندہ تھا......جن فرشتے انسان نہیں تھے......تو تب بھی زندہ تھا......نظام کائنات نہیں تھا تب بھی زندہ تھا......اور اب سب کچھ ہے وہ اب بھی زندہ ہے اور کل آنے والے میں جب اللہ سب کو فنا کر دیں گے...... پوری کائنات میں قیامت برپا ہو جائے گی...... زمین و آسمان ختم ہو جائیں گے...... چاند سورج ستارے ختم ہو جائیں گے......مخلوق کو فنا کر دیا جائے گا......حتیٰ کہ دنیا میں کوئی چیز باقی نہیں رہے گے......فرشتے ختم کر دئے جائیں گے...... وہ ملک الموت جس کے قبضہ میں موت ہے...... وہ صور اسرافیل پھونکنے والا......اسرافیل فرشتہ موت کا فرشتہ اس کو بھی ختم کر دیا جائے گا...... جب کچھ نہیں تھا اس وقت بھی اللہ تھا...... جب یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اس وقت بھی اللہ ہو گا۔

اپنی قدرت کے ساتھ زندہ:

''الحی'' اپنی قدرت کے ساتھ زندہ......ایک بات، اس زندگی میں وہ کسی کا محتاج بھی نہیں ''الحی'' ہم زندگی میں کتنے محتاج ہیں......کھانے میں محتاج ہیں...... پینے میں محتاج ہیں......صحت میں محتاج ہیں...... بیوی بچوں میں محتاج ہیں...... دیکھنے میں آنکھوں کے محتاج ہیں......بولنے میں زبان کے محتاج ہیں...... سننے میں ہم کانوں کے محتاج ہیں......کام کاج میں ہاتھوں پیروں کے محتاج ہیں......سوچنے میں دل اور دماغ کے محتاج ہیں...... گفتگو میں ہم دوستوں کے عزیزوں کے رشتہ داروں کے......اور قرابت داروں کے محتاج ہیں......ہم

سب زندہ ہیں......احتیاجی کے ساتھ وہ زندہ ہے...... بے نیازی کے ساتھ "الحی" ایسا زندہ ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں۔

اللہ وہ جو کسی کا محتاج نہیں:

ایک بات بتاتا ہوں سمجھنا! اللہ ایسے زندہ ہیں......ہم دیکھنے میں محتاج زندگی میں وہ دیکھتا ہے مگر آنکھوں کا محتاج نہیں......توجہ کریں! میں اور آپ دیکھتے ہیں......آنکھوں کے محتاج ہیں......"اللہ سمیع" سنتے ہیں کانوں کے محتاج نہیں......"بصیر" دیکھتے ہیں آنکھوں کے محتاج نہیں......ہمارے کان نہ ہوں ہم سن نہیں سکتے......کان کا پردہ پھٹ جائے سن نہیں سکتے......آنکھ میں کوئی تکلیف ہو جائے دیکھ نہیں سکتی......اس کے اوپر کوئی پردہ آ جائے یہ دیکھ نہیں سکتی......اس کی وقت اور بینائی والی وہ طاقت اگر ختم ہونا شروع ہو جائے ہم کہتے ہیں اتنے نمبر کا چشمہ لگا لیا ہے......اور اس کی بینائی ختم ہو رہی ہے......ہم زندہ ہیں...... آنکھوں کے محتاج ہیں......زندہ ہیں کانوں کے محتاج ہیں......زندہ ہیں کھانے پینے کے محتاج ہیں......کام کاج کے محتاج ہیں......زندہ ہیں ان ساری احتیاجیوں میں پھنسے ہوئے ہیں تیری میری کیا زندگی ہے جو محتاجی کی ہے اللہ وہ زندہ ہے جو کسی کا بھی محتاج نہیں۔

دو عجیب صفتیں:

"حی و قیوم" یہ اللہ کی دو عجیب صفتیں ہیں "حی" نے ثابت کیا کہ وہ واجب الوجود ہے......اس کا وجود ہے جب کچھ نہیں تھا تو وہ تھا اور جب کچھ نہیں ہوگا تو وہ ہوگا تو اللہ سے پہلے کیا تھا؟ اللہ ہی تھا یہ کوئی نہیں کہہ سکتا......اس سے پہلے کوئی اور چیز تھی کب سے ہے؟ اس کو قرآن نے کھول کر کہا "ھو الاول والآخر والظاھر والباطن" "سب سے اول ہے سب سے آخر ہے......سب سے ظاہر ہے سب سے باطن ہے......" وہ ظاہر اتنا ہے کہ

اس کی قدرت کے نظارے ہر چیز میں نظر آتے ہیں...... وہ باطن اتنا ہے کہ تم اسے تلاش کرنا چاہو...... تو وہ تمہیں نظر نہ آئے وہ اول اتنا ہے کہ جب کچھ نہیں تھا تو تب بھی وہ تھا...... وہ آخر اتنا ہے...... کہ جب سب کچھ ختم ہو جائے گا...... اس وقت وہی رہے گا اول بھی آخر بھی ظاہر بھی باطن بھی!۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ایک دھریہ سے مناظرہ:

امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ ہمارے بزرگوں میں بہت بڑے عالم اور امام گزرے ہیں ان کا ایک دہریہ اور بے دین سے مناظرہ ہو گیا...... دہریہ اسے کہتے ہیں جو سرے سے اللہ کے وجود کا منکر ہو وہ کہتا ہے اللہ ہے ہی نہیں نظام خود بخود چل رہا ہے...... ایسے پاگل بھی زمین پر ہیں یہ بھی بیوقوف ہیں جو اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک کرتے ہیں...... لیکن وہ ان سے بھی بڑے بیوقوف کہ نظام خود بخود چل رہا ہے...... اب جو یہ کہے کہ نظام خود بخود چل رہا ہے...... اللہ کو نہیں مانتا آپ کے قرآن کو کیسے مانے گا جو اللہ کو نہیں مانتا...... وہ نبی کو حدیثوں کو کیا مانے گا...... جو اللہ کے وجود کا قائل نہیں وہ فرشتوں کو کیا مانے گا؟ جو اللہ کو نہیں مانتا وہ جنت جہنم کو کیا مانے گا؟ جو کہتا ہے میں نہ مانوں اسے ہم منوا ہی نہیں سکتے...... لیکن اللہ نے جن کو یہ عظمت دی ہے وہ منوایا کرتے ہیں...... امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ جس کو محدثین ''سراج علامت'' کہتے ہیں...... جو امت کے محدثین میں استاد المحدثین تھے یہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ جتنی کتابیں کے مصنف ہیں یہ سب کے سب بالواسطہ بلاواسطہ ابوحنیفہؒ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں...... بہت بڑے عظیم آدمی تھے دہریہ سے بات ہوئی مناظرہ طے ہو گیا...... وقت سے تھوڑا سا دیر سے آئے اس نے کہا یہ مسلمانوں کا مولوی ہے...... طے یہ ہوا تھا آیا اب ہے وقت پر نہیں آیا...... فرمایا غصہ میں نہ آؤ کم از کم مجھ سے پوچھو! تو سہی دیر سے کیوں آیا ہوں...... اس نے کہا بتاؤ کیوں

دیر کی ہے؟ فرمایا میں آ رہا تھا راستہ میں دریا تھا بڑی نہر تھی پار کرنا تھا...... بڑا پریشان تھا...... تیرا کی مجھے نہیں آتی...... کشتی میرے پاس نہ تھی۔ وہاں پر کوئی چیز نہ تھی...... میں ہکا بکا کنارہ پر کھڑا کہ دوسری طرف جاؤں کیسے؟ تم تک پہنچوں کیسے؟ اچانک کھڑے کھڑے دیکھتا ہوں......ایک درخت نیچے گرتا ہے......گرنے کی دیر تھی...... وہ ٹوٹ کے زمین پر گر پڑا...... پھر اس کے بعد میں دیکھ ہی رہا تھا...... کہ میری آنکھوں نے عجیب نظارہ دیکھا...... کہ وہ چڑنا شروع ہوگیا...... صاف ہونا شروع ہوگیا...... اس کے تختے بننے شروع ہوگئے؟ ساتھ ہی وہ تختے آپس میں جڑنا شروع ہوگئے...... ان تختوں میں میخیں ٹھکنا شروع ہوگئیں...... پھر میخیں ٹھک کے کشتی بننا شروع ہوگئی...... آخر وہ کشتی تیار ہوتی ہے...... وہ خشکی پہ کھڑی تھی...... میں بڑا پریشان کہ اب اس کو چلاؤں گا...... کیسے وہ خود بخود اٹھ کے دریا میں آجاتی ہے...... اور پھر میرے قریب آکر رک جاتی ہے...... جب وہ میرے قریب آئی...... تو میں چھلانگ لگا کر اس میں بیٹھا...... تو میں حیران ہوگیا کہ وہ خود بخود چلنا شروع ہوگئی...... دوسرے کنارے پہ آئی اب اتر کے آگیا ہوں بات کرو کیا کہنا چاہتے ہو۔

کائنات کے نظام کی کشتی:

اس نے کہا مناظرہ بعد میں ہوگا...... پہلے یہ بتاؤ! تمہارا مولوی کتنا بڑا جھوٹا آدمی ہے...... حد ہوتی ہے جھوٹ کی...... درخت کو گرائے کوئی نہ خود بخود گر جائے...... اس کو پھاڑے کوئی نہ خود بخود تختے چر جائیں ان کو جوڑے کوئی نہ خود بخود جڑ جائیں...... ان کی کشتی کوئی بنائے نہ خود بخود بن جائے...... اسے کوئی چلائے نہ چل جائے...... عقل اس بات کو نہیں تسلیم کرتی...... یہ نہیں ہوسکتا...... تو جھوٹ بولتا ہے...... فرمایا یہی تو میں تجھے بتانا چاہتا تھا...... بدبخت! دنیا کی کشتی بنانے والے کے بغیر نہ بن سکتی ہے...... نہ چل سکتی ہے...... تو کائنات کے نظام شمسی بھی اللہ کے بغیر نہ بن سکتی ہے...... نہ چل سکتی ہے...... اس کشتی کو

چلانے والا کون ہے؟ (اللہ) اس نے کہا چلو یہ مان لیتا ہوں...... وہ بادشاہ ماننے والے تھے...... یہ ہمارے اکھڑ مزاج ہوتے ہیں جو نہیں مانتے...... اس نے کہا مانتا ہوں چلو ہے...... لیکن دکھاؤ کہاں ہے؟ یہ بھی تو ہے...... ''حتی نری اللہ جھرۃ'' موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا تو طور پہ جاتا ہے اللہ سے باتیں کر کے آتا ہے...... ہمیں بھی تو دکھا رب ہے کہاں؟ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں تو مانیں؟ دیکھا تو کلیم اللہ نے بھی نہیں تھا...... ہمیں دکھاؤ کہاں ہے؟ اور یہ عقل کے اندھے ہیں ان کو پتا نہیں بہت ساری چیزیں بن دیکھے آپ بھی مانتے ہیں...... سر میں کسی کو درد پڑ جائے...... اس کا سر کھول کے رکھ دو...... دکھاوہ درد کہاں ہے؟ یہ درد ایک چیز ہے مانتے ہو...... نظر نہیں آتی...... ہوا ہے...... پتے ہلتے نظر آتے ہیں...... کبھی کسی نے ہوا دیکھی ہو...... تو بتائیں؟ سر سے پاؤں تک سارا جسم ہے...... چلتا پھرتا حرکت کرتا ہے...... روح نکل جاتی ہے...... آنکھیں ہیں دیکھتی نہیں...... زبان ہے بولتی نہیں ہاتھ پاؤں ہیں...... کام کاج نہیں کرتے۔

تو دل میں آتا ہے پر نظر نہیں آتا:

یہ کیا چیز تھی؟ جو اس جسم کو چلا رہی تھی...... یہ ایک روح ہے...... روح کسی نے نہیں دیکھی...... تیرے جسم کو چلانے والی روح تو نظر نہیں آتی...... کائنات کو چلانے والا خدا تمہیں کیسے نظر آئے گا؟ حضرت نانوتویؒ نے عیسائی کو یہی جواب دیا تھا...... امام اعظمؒ کہنے لگے چل میں بھی تجھے جواب دیتا ہوں...... دودھ کا پیالہ ہاتھ میں اٹھا کر فرمایا بتا اس دودھ میں مکھن ہے؟ دودھ میں مکھن ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے؟ (ہوتا ہے) مگر یہاں نہیں ہوتا...... مکھن وہاں ہوتا ہے...... جہاں خالص دودھ نکال کر لایا گیا ہو...... کہا دودھ میں مکھن ہے کہ نہیں؟ اس نے کہا جی ہے...... امام صاحبؒ فرمانے لگے دکھا کہاں ہے؟ کس کونے میں ہے...... کس جگہ ہے دکھا؟ وہ کہتا ہے، ہے تو سہی دیکھنے کے لئے وقت چاہئے...... اس

دودھ کا دہی بنے گا دہی کی لسی بنے گی پھر اس کے بعد جا کے اس میں سے مکھن نکلے گا......

فرمایا اللہ ہے اس کے دیکھنے کے لئے بھی وقت چاہئے...... اللہ والوں کو جوتیوں میں آنا پڑے گا...... اللہ اللہ کرنا پڑے گا...... اللہ کی قدرت کے دلائل وعجائبات کو سمجھنا پڑے گا...... پھر نظر آئے گا کہ اللہ بھی ہے۔

تو دل میں آتا ہے پر نظر نہیں آتا
بس جان گئے ہم تیری پہچان یہی ہے

مومن کے دل میں سمونے والی ذات:

مولانا دین پوریؒ مرحوم ایک جملہ کہا کرتے تھے...... بڑا پیارا فرماتے تھے...... لوگو! تم اگر اللہ کو تلاش کرنا چاہو تو تمہارے راکٹ، طیارے، میزائل پھٹ جائیں گے اللہ نظر نہیں آئے گا...... اور اگر واقعی تم اس کی قدرت کے نظارے دیکھنا چاہتے ہو تو تم آنکھیں بند کرو تو تمہارے دل میں اب بھی ڈیرہ ڈال کے بیٹھا ہے...... اللہ خود فرماتے ہیں...... زمین وآسمان میں کہیں نہیں سماتا سوائے مومن کے دل کے یہ دل میرا مرکز ہے...... جب یہ مجھے یاد کرتا ہے تو میرا سب سے بڑا ڈیرہ ایمان والے کے دل میں ہوتا ہے...... اب تیسری بات اس نے کہا یہ بھی مانا کہ ہے اور یہ بھی مان لیتا ہوں کہ نظر نہیں آتا...... لیکن دیکھیں! میں آپ کو دیکھتا ہوں...... آپ مجھے دیکھتے ہیں...... اللہ کس کو دیکھتا ہے؟ بیک وقت ہر طرف تو آدمی نہیں دیکھ سکتا...... میری نظر آپ کی طرف آپ کی نظر میری طرف...... مجھے پیچھے کا پتہ نہیں آپ کو اپنی پشت کا پتہ نہیں تو اللہ بیک وقت سب کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟ چراغ جلایا روشن کیا...... فرمایا بتاؤ! اس کی روشنی کا رخ کس طرف ہے؟ اس نے کہا چاروں طرف ہر طرف فرمایا یہ تمہارا مصنوعی نور ہے یہ ہر طرف "الله نور السموت والارض" جو پوری کائنات کی روشنی کا خالق ہے...... اس کا نور بھی ہر طرف ہے...... اس نے کہا چلو یہ بھی سمجھ لیا کہ ہر

طرف ہے...... یہ بھی سمجھ لیا کہ نظر نہیں آتا...... اس نے پھر سوال کیا جس پر میں گفتگو کر رہا تھا...... اس نے کہا یہ بتاؤ ہر چیز سے پہلے کوئی چیز ہوتی ہے...... اللہ سے پہلے کون تھا؟ ہم مانتے ہیں ''حی'' زندہ ہے...... اس سے پہلے کون ہے؟ عجیب جواب دیا فرمایا تمہیں گنتی آتی ہے...... فرمایا دس سے پیچھے گنو؟ اس نے گنے دس، نو، آٹھ، سات، چھ، پانچ، چار، تین، دو، ایک جب ایک پہ آ کر رکا تو امام صاحب نے فرمایا...... ایک سے پیچھے بھی تو گن؟ ایک ایک ہی ہوتا ہے ایک سے پہلے کیا ہوتا ہے؟ فرمایا پاگل! اگر اس ایک سے پہلے کوئی نہیں تو اس ایک سے پہلے بھی کوئی نہیں...... ایسا ایک ہے جس سے پہلے کوئی نہیں۔

واحد اور احد میں فرق:

اس لئے قرآن نے جب اللہ کی وحدانیت کی صفت بیان کی ہے تو فرمایا قل ھو الله احد ''پیغمبر کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے......'' واحد اور احد میں بڑا فرق ہے...... واحد اس کو کہتے ہیں جس کا تثنیہ اور جمع ہو احد اس ایک کو کہتے ہیں جس کا تثنیہ اور جمع بھی نہیں ہوتا...... واحد اس کو کہتے ہیں جو اجزاء اور حصوں میں تقسیم ہو...... احد اس کو کہتے ہیں جس کے کوئی اجزاء اور حصے نہیں ہوتے...... وہ ایسا اکیلا ہے جس کا تثنیہ کوئی نہیں...... وہ ایسا اکیلا ہے جس کا جمع کوئی نہیں...... وہ ایسا اکیلا ہے جس کے ماں باپ کوئی نہیں...... وہ ایسا اکیلا ہے جس کے بیوی بچے کوئی نہیں...... وہ ایسا اکیلا ہے جس کا قریب کوئی نہیں...... وہ ایسا اکیلا ہے جس کا بڑا اور چھوٹا کوئی نہیں...... وہ ایسا اکیلا ہے جس کا ثانی کوئی نہیں ایسا اکیلا ہے۔

خود قائم ہے اور اوروں کو قیام عطاء کرنے والی ذات:

کہ ''لا تاخذہ سنۃ ولا نوم'' ''الحی'' زندہ بھی ہے...... قدرت کے ساتھ ''القیوم'' دنیا کو وجود بھی عطا کرتا ہے...... اور ایسا وجود عطا کرنے والی اکیلی وہ ہستی ہے جسے

کبھی اونگھ بھی نہیں آئی...... اسے کبھی نیند بھی نہیں آئی...... ''الحی'' زندہ ہے...... اگلی صفت ہے کہ ''القیوم'' قیوم سمجھو کیا ہے؟ ''حی'' کا معنی خود زندہ توجہ سے سمجھنا! خود بخود زندہ ہم زندگی میں بھی تو محتاج ہیں...... خود پیدا ہونے میں ہم محتاج تھے...... ماں باپ نہ ملتے تو ہم کہاں سے آتے...... وہ خود بخود ہے...... اس احتیاطی سے پاک زندہ ہے ''الحی'' نے بتایا کہ واجب الوجود ہے خود ہے ''القیوم'' نے بتایا کہ صرف اس کا اپنا وجود نہیں...... بلکہ ''القیوم'' واجب والوجود بھی ہے...... کہ دنیا کو وجود بخشتا ہے لوگوں کو قائم رکھتا ہے...... خود قائم ہے اوروں کو قیام عطا کرتا ہے...... زمین کو اس نے بچھایا ہے اس کا وجود عطا کرتا ہے...... آسمان کو وجود عطا کیا ہے...... چاند، سورج، ستاروں کو وجود عطا کیا ہے...... شمس وقمر، زہرا، عطارد، مشتری، سیاروں، ستاروں، کو وجود بخشا ہے...... ''القیوم'' اس کو کہتے ہیں جو ہر ایک کو زندگی بخشنے والا...... فرشتوں کو وجود دینے والا...... جنوں کو وجد دینے والا...... انسانوں کو جسم بخشنے والا...... کائنات کو وجد عطا کرنے والا...... خود اپنی قدرت کے ساتھ قائم ہے...... اور پوری کائنات کو اس نے اپنی قدرت کے ساتھ قائم رکھا ہوا ہے۔

سب کو زندگیاں بخشنے والی ذات:

القیوم ''اس نے سب کو قائم کیا ہوا ہے''...... سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں غزوہ بدر کی رات میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ پوری رات اللہ کے نبی نے اپنی پیشانی پتھر پہ رکھی...... اور پوری رات رسول اللہ ﷺ روتے رہے لیکن کہتے کیا ہیں...... میں نے قریب جاکے دیکھا کہ حضور ﷺ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو پوری رات پیغمبر ﷺ کی زبان پہ یہی جملہ تھا ''یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم...... (۱) اے اللہ تو ہی زندہ ہے تو ہی زندگیاں

(۱) معارف القرآن ص ۶۱۲ ج ۱ مصنفہ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

بخشنے والا ہے تو خود بھی زندہ ہے...... تیری قدرت سے سارا نظام زندہ ہے...... تو خود قائم ہے تیری قدرت سے سارا نظام قائم ہے...... اے اللہ جب تیرے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے تو جس کو چاہے زندگی بخشے جس کو چاہئے ختم کردے...... اے اللہ میں یہ تین سو تیرہ نہتے لے کے آیا ہوں...... میرے مولیٰ مجھ محمد ﷺ کی دعا کے صدقے ان کو بقا عطا کر دے...... ان کے مخالفین کو فنا عطا کردے...... "الحی القیوم" جو خود زندہ ہے دوسروں کو قائم رکھتا ہے وہ ایسا زندہ ہے جسے فنا نہیں...... فنا اسی کو آتی ہے جس کو موت آئے اور یہ نیند جو ہے یہ موت نہیں...... لیکن اس کو "اخت الموت" کہا گیا ہے...... کہ موت کی بہن ہے یہ بات یاد رکھیں! جسے موت کی بہن ملے اسے موت ضرور آتی ہے...... اس لئے اللہ کی صفت بیان کی کہ اللہ نے پورے نظام کو اپنی قدرت سے ایسا تھاما ہے کہ "لا تاخذہ سنۃ ولا یوم" "اللہ وہ ہستی ہے کہ جسے کبھی اونگھ بھی نہیں آئی اسے کبھی نیند بھی نہیں آئی"...... اگر اس کو اونگھ اور نیند آجائے تو نظام ختم ہو جائے گا...... موسیٰ علیہ السلام نے حجت میں کہہ دیا تھا کہ اے اللہ تو نظام کو چلا رہا ہے...... ایک دن ہمیں بھی دیدے...... اللہ نے کہا یہ تیرے اختیار میں نہیں...... یہ میرے قبضہ قدرت میں ہے تم نے تو ہر ایک کو اختیارات اللہ کے دیئے ہوئے ہیں...... یہاں سے لکڑی نہ توڑنا کوئی چیز تمہارا نقصان نہ کردے...... ان پیروں کا یہی کام باقی رہ گیا ہے...... اس قبرستان کی فلاں چیز کو ہاتھ نہ لگانا...... کہیں تمہارا ہاتھ نہ ٹوٹ جائے...... کیا اللہ والوں کا یہی کام ہے...... جہالت دیکھئے...... لا تاخذہ سنۃ ولا نوم "اونگھ بھی نہیں نیند بھی نہیں"...... اللہ بتانا چاہتا ہے کلیم! یہ اختیارات ہمارے ہیں تمہارے نہیں...... اللہ نے کہا چل رات کو پانی کا پیالہ لے کے کھڑے ہو جا! صبح کو پی لینا! تقاضے کے مطابق رات ڈھلتی گئی نیند کا غلبہ ہوتا چلا گیا...... جب رات کے بارہ، ایک، دو بجے نیند کا جھٹکا آیا...... جب نیند آتی ہے تو اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں...... اعضاء ڈھیلے ہو

جائیں تو آدمی کو اپنے حواس کا بھی پتہ رہتا...... ہاتھ ہلا پانی کا پیالہ زمین پر جا گرا...... پانی سارا گر گیا...... آنکھ کھلی بے تاب ہوئے پریشان ہوئے سوچا! اللہ کو صبح کیا جواب دوں گا؟ پوچھا اللہ نے کلیم علیہ السلام! وہ پیالہ کہا گیا؟ اس نے کہا مولیٰ مجھے رات کو اونگھ آئی ہے پیالہ گر گیا ہے...... اب سمجھ گیا ہوں اگر تو سو جائے تو نظام ہی ختم ہو جائے اس لئے "لا تاخذہ سنۃ ولا نوم" اسے اونگھ بھی نہیں آتی اسے نیند بھی نہیں آتی۔

بیت اللہ کے دروازے رات کو کھلے اور مسجد نبوی کے دروازے بند کیوں؟

ہمارے استاد تھے حافظ القرآن والحدیث شیخ الاسلام مولانا عبد اللہ درخواستی بڑے عظیم آدمی تھے...... ایک سال حج پہ تشریف لے گئے...... عرب کے بڑے بڑے جید علماء موجود تھے ان علماء نے ایک سوال کیا...... ان میں سے ایک عربی نے آ کر پوچھا اور یہ عجیب اتفاق تھا کہ بڑے بڑے عرب کے اور پاکستان کے اس وقت کے محدثین میں مولانا ادریس کاندھلویؒ علامہ یوسف بنوریؒ مفتی محمد شفیع یہ سب بڑے بڑے جبال العلم لوگ تھے...... علم وعمل کے پہاڑ تھے...... تشریف فرما تھے تو انہوں نے کہا علماء پاکستان اس سوال کا جواب دو...... تم کہتے ہو قرآن ایسی کتاب ہے کہ تبیان لکل شیء "اللہ نے ہر چیز اس میں کھول کر بیان کر دی ہے"...... آپ ہمیں ایک سوال کا جواب قرآن سے دیں...... بیت اللہ کے دروازے رات کو کیوں کھلے رہتے ہیں...... مسجد نبوی کے دروازے عشاء کے بعد کیوں بند ہو جاتے ہیں...... قرآن سے جواب دو؟ علماء نے کہا کہ اس سوال کا تعلق قرآن سے نہیں...... مسجد نبوی کے دروازے بنے بعد میں اس لئے رات کو پہلے یہ کھلے رہتے تھے۔ نورالدین زنگی بادشاہ کے دور میں عیسائیوں نے بدمعاشی کی رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کو نکالنے کی سازش کر رہے تھے...... اس سازش کا انکشاف ہوا...... بادشاہ نے سیسہ پگھلا کے چاروں طرف دیوار میں نیچے زمین میں ڈال دیا...... تاکہ کوئی بدمعاش آگے نہ پہنچ سکے......

پھر رات کو دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں...... تاکہ اندر جانے کی کوئی جسارت نہ کرے...... سبب یہ تھا اس کے علاوہ اور کوئی سبب نہیں...... انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے...... تم کہتے ہو قرآن میں سب کچھ ہے...... اس سوال کا جواب قرآن سے چاہتا ہوں...... یہ بتاؤ کہ مسجد نبوی کے دروازے کیوں بند ہوتے ہیں؟ کعبہ کے دروازے کیوں کھلے رہتے ہیں؟ سید بنوریؒ نے حضرت درخواستیؒ کو دیکھ کر کہا...... آپ کو لوگ حافظ الحدیث کہتے ہیں...... آپ جواب دیں!

حضرت فرمایا کرتے تھے جب کوئی حدیث مشکل ہو سمجھ نے آئے روضہ اطہر پر نگاہ پڑے تو حدیث حل ہو جاتی ہے...... اور جب قرآن مجید کی آیت سمجھ میں نہ آئے...... تو کعبہ اللہ کو دیکھتا ہوں تو قرآن کی آیت سمجھ آجاتی ہے...... شیخ کی نگاہ اٹھی...... بیت اللہ کی طرف یوں دیکھا بے ساختہ زبان پہ یہ آیت کریمہ جاری ہوئی 'اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم" یہ پڑھا اور پڑھ کر فرمایا اللہ قرآن میں کہتے ہیں اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے وہ قیوم ہے پورے نظام کائنات کو اس نے تھاما ہوا ہے لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ''اس کو اونگھ بھی نہیں آتی نیند بھی نہیں آتی''...... سونا مخلوق کی صفت ہے جاگنا اس کا خاصہ ہے...... آقا مخلوق ہے...... اللہ خالق ہے مدینہ نبی کی جگہ ہے...... کعبہ رب کا گھر ہے...... مخلوق سوتی ہے...... رات رب نے سونے کے لئے بنائی ہے...... جو سو جائے اس کے دروازے رات کو بند ہوتے ہیں...... جو جاگتا رہتا ہے...... اس کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔

لا تاخذہ سنۃ ولا نوم 'اونگھ بھی نہیں آتی اسے نیند بھی نہیں آتی''''لہ ما فی السموت وما فی الارض ''''اللہ وہ قدرت والی ذات ہے زمین وآسمان میں جو کچھ ہے اس کے قبضہ قدرت میں ہے''...... 'لہ ما فی السموت وما فی الارض' دیکھئے اللہ نے

دلائل ہی ایسے پیش کئے ہیں'' کہ دنیا میں کوئی مشرک ان کا رد پیش کر ہی نہیں سکتا...... کسی سے پوچھو! ''حی'' جو ہمیشہ سے ہو......اور ہمیشہ رہے کبھی اس کو فنا نہ آئے...... کسی بڑے سے بڑے کافر سے بھی پوچھو کہ وہ کون ہے......تو کیا کہے گا؟ (اللہ) نہ ماننے والے ملحد بے دین سے پوچھو! وہ بھی کہے گا اللہ، یہودی سے پوچھو! وہ بھی کہے گا اللہ، عیسائی سے پوچھو! تو وہ بھی کہے گا اللہ، سکھوں سے پوچھو! تو وہ بھی کہیں گے یہ اللہ ہے...... گائے کا پیشاب پینے والے کافر سے پوچھو کہ وہ ہستی کون ہے کہ جب کوئی نہ تھا وہ تھا جب کچھ نہیں ہوگا وہ ہوگا تو یہ بھی کہے گا وہ اللہ ہے...... یہ پوچھو! کہ زمین وآسمان کو کس نے سمیٹا ہوا ہے...... کس نے اپنی قدرت سے تھاما ہوا ہے تبارك الذی بیده الملك ''کونسی ہستی ہے''......''قل اللهم مالك الملك توتی الملك من تشاء و تنزع الملك ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدك الخیر انك علی كل شیء قدیر'' ''جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے...... جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے...... جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے......اپنے قبضہ قدرت میں سارے نظام کو رکھا ہوا ہے......اپنے کنڑول میں رکھا ہوا ہے......سب کو وجود عطا کیا ہوا ہے...... جب تک چاہتا ہے دیتا ہے...... جب چاہتا ہے واپس لے لیتا ہے''۔

ایسی کائنات میں کونسی ہستی ہے؟ مشرک بھی کہے گا اللہ کے سوا اور کوئی نہیں پھر پوچھو! بڑے سے بڑا پیر ہو قطب، ولی ہو، غوث ہو، ابدال ہو اور نبی امام الانبیاء کیوں نہ ہوں...... رات آتی ہے تو سوتے ہیں...... اماں عائشہؓ کہتی ہیں حضور ﷺ سوتے تھے...... نبوت کو جب نیند آتی تو نیند میں ہلکے سے خراٹے کی آواز محسوس ہوتی تھی پتہ چلتا تھا کہ حضور ﷺ اب گہری نیند میں ہیں...... یہ کائنات کا سردار بھی سو گیا ہے......لیکن مالک مختار نہیں سوتا کہ ''لا تاخذه سنة و لا نوم'' کسی دشمن سے مشرک سے پوچھو! ایسی کونسی ہستی ہے جس کو

کبھی نیند نہ آتی ہو...... اس کو نہ اونگھ آئے نہ نیند آئے...... وہ بھی کہے گا کہ وہ ایک ہی ہستی ہے...... جس کو اللہ کہتے ہیں...... ہم نے تو مردوں کو پوجنا شروع کیا کہ آنکھوں کے سامنے مرتے ہیں...... ان کو کفن پہناتے ہیں...... زمین میں دفن کرتے ہیں پھر ان کو مشکل کشا مانتے ہیں...... اللہ کہتے ہیں جو دنیا میں تمہارے سامنے سو رہے تھے ان کو نیند آ جاتی تھی ان کو اس دنیا کے حالات کی خبر نہیں ہوتی تھی وہ مرنے کے بعد تمہارا مشکل کشا کیسے بن سکتا ہے؟

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا ہے

"لہ ما فی السموت وما فی الارض" کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ زمین و آسمان پہ میری مالکیت میرا قبضہ ہے...... تو یہ کہے گا یہ گھر میرا ہے چوہدری یہ کہے گا یہ زمین میری ہے...... امیر کہہ سکتا ہے یہ فیکٹری میری ہے...... سربراہ یہ کہہ سکتا ہے یہ مملکت میری ہے...... لیکن دنیا میں آج تک کسی مائی کا ایسا لال نہیں پیدا ہوا جو یہ کہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے میرا ہے وہ ایک ہی ہے جو کہتا ہے "لہ ما فی السموت وما فی الارض" جب وہ اتنی بڑی ہستی ہے سب کچھ اسی کا ہے...... وجود وہ دیتا ہے قبضہ اسی کا ہے...... سب کو زندہ بھی وہ کرتا ہے...... قبضہ میں بھی اسی کے ہے...... تو اب اس کے سامنے کون ہے...... جو دم مارکے یوں کہے...... اس کو ایسے کیوں بنایا ہے اور اس کو ایسے کیوں بنایا ہے؟

اللہ کے سامنے بغیر اجازت سفارش:

"من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ" "خبردار! اللہ کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کا کسی کا کوئی حق نہیں" ہمارے جاہل کہہ دیتے ہیں بعض دفعہ میں ان کی جہالت کے واقعات نہیں سناتا...... قیامت والے دن پیران پیر کہے گا اللہ میاں اس کی بخشش کر...... ورنہ میں خفا ہو کے جا رہا ہوں اللہ منت کر کے کہے گا...... اچھا میں اس کی

منت کر کے مانتا ہوں...... جو یہ کہتا ہے اس کی مانو! جہالت کی باتیں ہیں...... "من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ".

سارے لوگ حضور ﷺ کے پاس:

اور حدیث میں آتا ہے: جس وقت شفاعت کبریٰ کا وقت آئے گا...... ساری انسانیت جمع ہو کے ابا آدم کے پاس جائے گی...... پیغمبر آدم کہہ دے گا اللہ کا جلال غالب ہے...... سفارش نہیں کرتا...... نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے نبی جواب دیدیں گے...... خلیل علیہ السلام کے پاس جائیں گے...... پیغمبر جواب دے دیں گے...... اسماعیل علیہ السلام کے پاس جائیں گے نبی جواب دے دیں گے...... اللہ سے ہم کلام ہونے والے کلیم کے پاس جائیں گے...... کلیم علیہ السلام جواب دے دیں گے...... عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ جواب دے دیں گے...... سارے دروازوں سے مایوسی ہو جائے گی...... پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرے بعد ختم الرسل نے آنا تھا آؤ امام الانبیاء کے پاس چلتے ہیں...... سارے نبی بھی ساری انسانیت جمع ہو کر حضور ﷺ کے پاس آئیں گے محبوب آپ سفارش کریں۔(۱)

علماء نے لکھا ہے: پیغمبر ﷺ بھی اللہ کی جلالت کی وجہ سے اللہ کے رعب کی وجہ سے اللہ کی عظمت اور کبریائی کی وجہ سے خاموش ہوں گے...... چپ ہوں گے...... پھر پیغمبر ﷺ فرمائیں گے لیکن میں اپنے رب کو راضی کرنے کا ایک طریقہ استعمال کرتا ہوں......

حدیث میں آتا ہے: آپ مقام محمود پر پہنچیں گے سر سجدہ میں رکھیں گے...... ایک ہفتہ کی مقدار تک میرا اور تیرا محبوب نبی سر سجدہ میں ڈال کر اللہ کی کبریائی بیان کریں گے......

---

(۱) معارف القران ص٦١٤ ج١ مشکوۃ المصابیح ص٤٨٨ ج٢ عن انس؛ صحیح البخاری ومسلم

اس کی عظمت بیان کریں گے...... اس کی جلالت بیان کریں گے...... اس کا تقدس بیان کریں گے اس کی الوہیت اور ربوبیت بیان کریں گے...... اور حضور ﷺ فرماتے ہیں اس وقت فرماتے ہیں اس وقت میں اپنے مالک کی وہ تعریف کروں گا جو میں نے اس دنیا میں بھی نہیں کی ہوگی...... اور جب میری تعریف کی انتہاء ہوگی اس کا جلال جمال میں بدلے گا...... اس کا غصہ پیار میں بدلے گا۔

سفارش محمد ﷺ کی قبولیت:

پھر رب مجھے کہے گا محبوب "ارفع راسك و سل تعطه و اشفع تشفع" (۱)

"محبوب تو سر اٹھا سوال کر جواب دینا چاہتا ہوں مانگنا شروع کر عطا کرنا شروع کرتا ہوں...... سفارش کر میں قبول کرتا ہوں تمنا کو پوری کرتا ہوں ہاتھ اٹھا دعاؤں کو پورا کرتا ہوں"...... ارفع راسك "سر تو اٹھا تو کہنا شروع کر میں سننا شروع کرتا ہوں"...... اشفع تشفع "محمد تو اب سفارش کر رب تیری سفارش قبول کرے گا"...... جو مختار کل ہوتا ہے وہ ہفتوں سجدے نہیں کرتا یہ اتنی دیر گڑگڑانے کے بعد رونے کے بعد رب کہے گا...... اب تو سر اٹھا اور اب بھی یہ اختیار نہیں...... جس کو چاہوں جنت میں بھیج دوں...... جس کو چاہوں جہنم میں بھیج دوں...... نہیں ایک ہی سفارش ہوگی...... اللہ آج اس بھرے میدان میں ساری انسانیت سسکتی کھڑی ہے...... نفسا نفسی کا عالم ہے...... ہر آدمی اپنے پسینہ میں غرق ہے...... میرے مالک اتنا تو کر ان کا حساب لے نیکوں کو نیکی کی جزا دے بروں کو برائی کی سزا دے فیصلہ کر جنت میں کون جائے گا؟ جہنم میں کون جائے گا؟ اس کو شفاعت کبریٰ کہتے ہیں۔

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص۴۸۹؛ صحیح البخاری و مسلم و سنن ابن ماجہ ص ۳۲۰

اللہ کے سامنے کوئی چیز مخفی:

من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ○ ’’اللہ وہ ہستی ہے، زمین والو! جو کچھ تمہارے سامنے ہے وہ بھی جانتا ہے جو کچھ تم سے مخفی ہے وہ بھی جانتا ہے اللہ کے سامنے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں‘‘ ......’یعلم ما بین ایدیھم وماخلفھم‘ ’’جس کو ہم دیکھتے ہیں اس کو بھی وہ دیکھتا ہے جسے ہم نہیں دیکھتے اسے بھی وہ دیکھتا ہے‘‘ ......یوں نہیں ہے کہ کوئی چیز اللہ کے سامنے ظاہر ہے کوئی چیز مخفی ہو۔

اللہ کا علم تام مخلوق کا علم ناقص:

عالم الغیب والشھادۃ ’’حاضر وغیب کو جاننے والا ہے‘‘ ......یہاں بھی معنی یہی ہے کہ جو تمہارے سامنے ظاہر ہے اس کو بھی جانتا ہے جو ہم سے چھپا ہوا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے ایک بات یاد رکھو! اللہ کا علم، علم کلی ہے مخلوق کے پاس جز ہے اللہ کا علم ذاتی ہے...... مخلوق کے پاس صفاتی ہے اللہ کا علم تام ہے.....مخلوق کا علم ناقص ہے......اللہ کہتے ہیں۔

رب کے علم کا احاطہ:

"وما اوتیتم من العلم الا قلیلا" ’اللہ کہتے ہیں از اول تا آخر اس قیامت کے آنے تک جتنے انبیاء اولیاء صدیقین شہداء صالحین سب کے سب ان سب کو میں نے جتنا علم دیا ہے ان سب کے سارے علم کو جمع کر دو "الا قلیلا" اللہ کے علم کے مقابلے میں تھوڑا ہے......کتنا تھوڑا ہے......علماء نے کہا جیسے سمندر ہو......بحر بے گراں ہو چلتے ہوئے سمندر سے سوئی ڈبو کے نکالو......اس سوئی کے نکے پہ جتنا پانی لگتا ہے......تو مخلوق کے علم اور اللہ کے علم میں یہی تفاوت ہے......اللہ کا علم سمندر بے کنار ہے......مخلوق کا علم اس سوئی کی نوک پر لگے ہوئے پانی کے برابر ہے......یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون

بشیء من علمہ الا بما شاء ٥ رب کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا مگر اللہ جس کو کچھ چاہتے ہیں دے دیتے ہیں...... علماء کو علم دیا ہے...... قرآن کا علم، سنت کا علم، احکام کا علم، فرشتوں کو علم عطا کیا ہے کہ فلاں کو موت فلاں وقت فلاں جگہ دینی ہے...... فلاں جگہ فلاں کام کرنا ہے...... یہ علم اللہ نے تقسیم کیا ہے...... لیکن "الا بما شاء" جس جس کو جتنا تھوڑا تھوڑا چاہا دیا...... سارا علم اللہ کے پاس ہے...... اتنا علم کسی کے پاس نہیں وسع کرسیہ السموت والارض "اللہ کی کرسی زمین وآسمان سے وسیع ہے"...... یہ کرسی کیا چیز ہے؟ اس کے دو معنی علماء نے لکھے ہیں ایک معنی تو یہ ہے کہ اللہ کی حکومت زمینوں وآسمانوں پر ہے زمین وآسمان سے بھی بڑی وسعت والی حکومت ہے آج کسی کو تحصیل کا اختیار مل جائے وہ کتنا خوش ہوتا ہے ضلع کے اختیارات مل جائیں اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے گورنر بن جائے اس کا کیا حال ہوتا ہے...... صدر بن جائے...... وہ ویسے بھی زمین پر نہیں سماتا۔

کرسی سے مراد اللہ کا اقتدار:

یہ کرسی نہیں جس پہ بیٹھ کے ہاتھ مار کے کہا ہماری کرسی بڑی مضبوط ہے وہ کرسی جو زمین و آسمان سے بھی وسیع ہے حدیث میں آتا ہے کہ ساتویں آسمان پر وہ کرسی ہے اور یہ سارے آسمان وزمین کے نظام کو محیط ہے...... (۱) اور کرسی کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ اللہ اس کرسی پر بیٹھ جاتا ہے اگر اللہ اس کرسی پر بیٹھے تو اس کا معنی کرسی اللہ سے بڑی ہوگئی اللہ اس میں سما گئے پھر تو اس کرسی سے بھی چھوٹے ہوگئے اس لئے کہ ظرف میں جب کوئی چیز آجائے تو ظرف بڑا ہوتا ہے مظروف چھوٹا ہوتا ہے یہاں یہ معنی نہیں بلکہ جیسے کہا جاتا ہے یہ کرسی فلاں کی ہے یعنی فلاں کا اقتدار ہے آج حکومت کے اقتدار کی کرسی پر فلاں بیٹھا ہے یہاں مراد اللہ کا اقتدار ہے۔

---

(۱) معارف القرآن ص ۶۱۵ ج ۱

نظام کائنات چلانے میں تھکاوٹ:

''وسع کرسیه السموت والارض ولا یؤدہٗ حفظھما'' کیا قدرت ہے اس زمین وآسمان کے چلانے میں نظام کائنات کے چلانے میں اللہ کبھی تھکتے نہیں تم تین گھنٹے کام نہیں کر سکتے اگر رات کو دو گھنٹے کام نہیں کر سکتے اگر رات کو دو گھنٹے پہرہ دیں تو صبح کو آرام کرتے ہیں...... کہ رات کو جاگتے رہے ہیں اور جس کی حالت یہ ہے کہ چھ چھ گھنٹے آرام کرے اس کو مشکل کشا مانتے ہو...... اور زمین وآسمان کا نظام جب سے بنا ہے اس وقت سے چل رہا ہے...... اور اس کی حفاظت سے جو ذات تھکتی نہیں عبادت کے لائق بھی وہی ہے...... ''ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم'' اللہ ''العلی'' بہت بلند وبرتر اعلیٰ جہاں تمہارا تصور نہ پہنچ سکے وہاں اللہ کی کبریائی ہے...... ''العظیم'' بڑی عظمت والی ذات ہے...... کبریائی والی ذات ہے عظمت والی ذات ہے...... اس لئے جو اتنا عظیم ہے اتنا بڑا ہے...... وہ اس قابل ہے...... کہ عبادت اسی کی کی جائے اور جتنی صفات اس آیت کریمہ میں اللہ نے بیان کیں...... اگر ہم ان صفات پر غور کریں...... تو اللہ گواہ ہے...... اللہ کی ذات کے علاوہ یہ صفات کسی میں نہیں پائی جاتیں...... جب کسی میں نہیں پائی جاتیں...... تو عبادت کے لائق بھی کوئی نہیں کسی سے پوچھو ''حی'' کون ہے...... وہ کہے گا اللہ ''قیوم'' کون ہے...... وہ کہے گا اللہ! زمین وآسمان پر قبضہ کس کا ہے؟ اللہ کا اس پہ قدرت کس کی ہے اللہ کی! اس کا علم سب سے وسیع ہے...... اس کی قدرت کا تذکرہ، اللہ کے علم کا تذکرہ، اللہ کے اقتدار کا تذکرہ، اللہ کی حاکمیت کا تذکرہ، اللہ کے واجب الوجود ہونے کا تذکرہ، اللہ کے کائنات کا وجود بخشنے کا تذکرہ، اللہ کی کبریائی اور عظمت کا تذکرہ، یہ تمام صفات کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کو اختیار نہیں کہ سفارش کر سکے...... اللہ کے سامنے کسی کو طاقت نہیں کہ دم مار سکے...... جو اللہ اتنی قدرت والی ذات ہے۔

اللہ کے سوا عبادت کے لائق

اللہ کہتا ہے:"اللہ لا الہ الا ھو " اے انسان تجھے کیا ہو گیا.....تو اس رب کو چھوڑ کے ان کے دروازوں پہ جھکتا ہے..... جو اپنے آپ کے مالک نہیں ان کے سامنے جھکتا ہے جو نیند کرتے ہیں.....ان کے سامنے جھکتا ہے جو سارا دن اونگھتے ہیں ان کے سامنے جھکتا ہے جو کام کاج کریں.....تو تھک جاتے ہیں.....تو ان کے سامنے جھکتا ہے..... جو خود چلنے میں محتاج ہیں جن کے اندر اتنی احتیاجی ہے..... جب تیرا خالق و مالک کہتا ہے..... تیرا مشکل کشا کہتا ہے.....عبادت سجدہ تعظیم و تکریم اس رب کو زیب دیتی ہے..... جو ان تمام صفات کا مالک ہے اور ان صفات کا مالک اکیلا اللہ ہے.....اس لئے اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں جب آدمی اس جذبہ سے اس آیت الکرسی کو پڑھے کیسے جن اس کے پاس آئے؟ کیسے شیطان اس کے پاس آئے..... کیسے کوئی مصیبت اس کے پاس آئے کیونکہ اس نے اللہ کی کبریائی کا تذکرہ کیا ہے.....اپنے مالک کی امان میں آ گیا ہے.....اپنے خالق کی حفاظت میں آ گیا ہے.....جس کو اتنا بڑا القدس مل جائے..... اس پر کوئی چیز حملہ نہیں کر سکتی.....اس لئے میرے پیغمبر ﷺ نے فرمایا یہ ''آیت الکرسی'' اتنی عظمت والی چیز ہے کہ جو آدمی اس کو پڑھتا ہے پڑھنے کی عادت بنا لے ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھ لے.....اللہ اس حفاظت فرماتے ہیں.....رات کو پڑھ لے تو صبح سے پہلے صبح کو پڑھ لے تو شام سے پہلے اگر اس دوران اس کی موت آ جائے اللہ اس کو سیدھا جنت میں بھیجیں گے..... (۱) ہر نماز کے بعد پڑھ کے اپنے آپ پر دم کر لیا کرے اللہ اس کی جان کی بھی حفاظت کرتے ہیں.....مال پر پڑھے مال کی بھی حفاظت کرتے ہیں اولاد کو سکھا دے

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص ۱۸۵ ج ۱

اللہ اس کی اولاد کی بھی حفاظت کریں گے...... اس لئے کہ 'ولا یؤدہ حفظہما وھو العلی العظیم' 'تم تھک جاتے ہو...... تمہارے چوکیدار تھک جاتے ہیں رات کو تمہارے چوکیدار کھڑے ہوتے ہیں...... پھر بھی تمہارا مال چوری ہو جاتا ہے اس لئے کہ تھک جاتے ہیں ان کو اونگھ آتی ہے نیند آتی ہے......"ولا یؤدہ حفظہما وھو العلی العظیم"وہ پورے نظام کائنات کو چلا رہا ہے...... اس کی منت کیا کرو...... اس کے سامنے جھکا کرو...... اس کی امان میں سب کچھ دیا کرو...... اپنے آپ کو اس کی حفاظت میں دو گے وہ حفاظت کرنے سے کبھی نہیں تھکتا...... اللہ ہمیں اپنی کبریائی سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے...... اپنے دروازے پہ جھکنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

شب نجات

خطبہ:

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَم...... بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہ' مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَآرَکَ وَسَلَّمْ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمَ......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... حم و الکتاب المبین انا انزلناہُ فی لیلۃ مبارکۃ اناکنا منذرین قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فضل شھر الرجب علی سائر الاشھر کفضل کلام اللّٰہ علی سائرالکلام وفضل شھر الشعبان علی سائرالاشھر لفضلی علی سائرالانبیاء وفضل شھرالرمضان علی سائرالاشھر لفضل اللّٰہ علی خلقہٖ او کما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۔......صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ......وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اشعار:

ثنا گو پتہ پتہ ہے خدایا دم بدم تیرا
زمین و آسمان تیرے ہیں یہ موجود و عدم تیرا
جو دنیا میں تیرا کھاکر تیرے شکوے کرے یارب!
تعجب ہے کہ ان پر بھی رہے لطف و کرم تیرا
کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا

یہ نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کون و مکان نہ ہوتی وہ جو امام امم نہ ہوتا
یہ زمین نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا
درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا
کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحراء کردیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کردیا
کس کی حکمت نے کیا یتیموں کو در یتیم
اور غلاموں کو زمانہ بھر کا بادشاہ کردیا
زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا

تمہید:

قابل اعزاز تکریم واجب الاحترام بزرگو دوستو اور بھائیو! آج کی رات بڑی عظمتوں برکتوں اور رحمتوں والی رات ہے...... یہ اللہ کریم کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہم سب کو مل کر اپنے گھر میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

شب براءت میں مسلمانوں پر انعامات کی بارش:

حدیث میں آتا ہے نبی رحمت اللعالمین شفیع المذنبین جناب سیدنا محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ایسی رات آتی ہے...... یہ رات لیلۃ القدر کی رات عیدین کی رات تو ان راتوں میں اللہ کریم آسمانوں سے فرشتوں کو زمین کی طرف بھیجتے ہیں...... جبرائیل امین ان کے ساتھ ہوتے ہیں...... وہ فرشتے آ کر روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں...... جہاں پر کوئی ذکر کر رہا ہو...... کوئی اچھا کام کر رہا ہو...... جب فرشتے ان تک پہنچتے ہیں...... تو باقی دوسرے فرشتوں کو جو ان کے ساتھ آتے ہیں...... ان کو بلاتے ہیں۔ ھلموا الی مقاصد کم ادھر اپنا مقصد حاصل کر لو گے...... جس مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں...... وہ لوگ یہاں بیٹھے ہیں...... وہ سب فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں...... حدیث میں آتا ہے جب وہ مجلس ذکر برقرار ہوتی ہے...... تو فرشتے آ کر اس مجمع کو گھیر لیتے ہیں...... جب تک وہاں ذکر واذکار اور تسبیح وتہلیل ہوتی رہے...... فرشتے خاموشی سے بیٹھے اس مجمع کی طرح سنتے رہتے ہیں...... جب دُعا مانگی جاتی ہے...... فرشتے آمین کہتے ہیں...... تم ذکر کرتے ہو وہ تمہارے ساتھ بیٹھ کر ذکر کرتے ہیں...... تم اللہ کی حمد وثناء بیان کرتے ہو...... وہ اللہ کی حمد وثناء بیان کرتے ہیں...... میں اور آپ ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگتے ہیں...... وہ ہماری دعاؤں پر آمین کہتے ہیں...... اور جب پھر ہم اٹھ کر واپس چلے جاتے ہیں...... فرشتے بھی دربار ربانی میں حاضری دیتے ہیں...... رب کریم پوچھتے ہیں کہ فرشتو! بتاؤ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا...... وہ کہتے ہیں الٰہ العالمین عجیب سا منظر تھا...... کسی کو قیام میں دیکھا...... کوئی رکوع کی حالت میں کھڑا ہوا تھا...... کوئی اپنی جبین نیاز کو تیری بارگاہ میں رکھ کر سربسجود ہو کر رو کر گناہوں کی معافی مانگ رہا تھا...... کسی کو اس عالم میں چھوڑ کر آئے ہیں...... کہ تیری بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگ رہا تھا...... کسی کو دیکھا کہ وہ تیرے پیغمبر کی ذات پر درود وسلام کے تحفے پیش کر رہا تھا...... ایک مجمع میں گئے ایک کھڑا ہو کر بتا رہا تھا۔ دوسرے سن رہے تھے ہم ان حالتوں میں ان لوگوں کو پا کر آئے ہیں...... اللہ کریم فرماتے

ہیں بتاؤان لوگوں کو کیا اجر ملنا چاہئے......فرشتے کہتے ہیں الٰہی! مزدور کو مزدوری پوری ملنی چاہئے......رب العالمین کی طرف سے ندا آتی ہے......فرشتو! پھر گواہ ہو جاؤ......میں نے سب کی مغفرت کر دی ہے......سب کو بخش دیا ہے فرشتے کہتے ہیں اللہ! وہاں کچھ ایسے لوگ بھی بیٹھے تھے......تقریر سننے کا پروگرام نہیں تھا......ذکر کرنے کا پروگرام نہیں تھا......تسبیح و تہلیل کا کوئی پروگرام نہیں تھا......اچانک راستے سے گذرتے ہوئے خیال آیا......اس طرف چلے جائیں......کچھ دین کی باتیں سن کر آئیں......وہ آئے اور وہاں پر آ کر بیٹھ گئے......اے اللہ! ان کی بھی مغفرت ہوگئی......فرمایا کہ جب دنیا میں دریا کو جوش اور روانی آتی ہے......تو پھر دریا اونچ اور نیچ کو ٹیلے کو اور خشکی کی نیچی جگہ کو نہیں دیکھتا......ہر جگہ پر پانی پھر جاتا ہے......خدا کے دریاء رحمت کو جب جوش آتا ہے تو امیر ہو، غریب ہو، حاکم ہو، محکوم ہو، اعلیٰ ہو، ادنیٰ ہو، خدا کی رحمت سب کو سیراب کر دیتی ہے۔

رحمت خداوندی:

میرے محترم دوستو! یہ رات بڑی عظمت والی رات ہے......یہ رات خدا کو منانے کی رات ہے......حدیث میں آتا ہے کہ ہر رات کے آخری حصہ میں خدا کی رحمت آسمان پر آتی ہے......اس وقت یہ آواز آتی ہے۔ ھل من مستغفر استغفرلہٗ ھل من مسترزق ارزقہٗ

۔ہے کوئی مغفرت کا طلبگار آج میں اس کی مغفرت کر دوں......ہے کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا میں عطا کر دوں......مجھ سے سوال کرو میں جواب دیتا ہوں......گناہوں کی معافی مانگو میں گناہوں کو معاف کرتا ہوں......روزانہ رات کے آخری حصہ میں اعلان ہوتا ہے......حضور فرماتے ہیں جب یہ شب قدر آتی ہے، یا شب براءت آتی ہے......اس رات کو مغرب سے لے کر طلوع فجر تک پوری کی پوری رات اللہ کریم اپنی رحمت کریمی کے ساتھ

آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتے ہیں...... وہاں پر ساری رات یہی آواز لگی رہتی ہے کہ آؤ بندو مجھے منالو...... آج میں سننے کے لئے خود آ گیا ہوں...... تم مجھ سے مانگو میں عطا کرنے کے لئے اعلان کر رہا ہوں...... آج مجھ کو اور آپ کو دروازوں پر جانے کی ضرورت ہے...... آج خدا کی رحمت دروازوں پر خود آئی ہے...... اور آواز دے کر کہا جا رہا ہے کہ مجھ سے طلب کرو میں عطا کروں گا...... تو حضورؐ فرماتے ہیں اس رات مغرب سے لے کر فجر تک پوری کی پوری اللہ کی رحمت برستی رہتی ہے...... ساری رات یہی ندا آتی رہتی ہے کہ مجھ سے معافی مانگو میں آج گناہوں کو معاف کر دوں گا...... رزق کی وسعت مانگو میں رزق عطا کر دوں گا...... مجھ سے سوال کرو میں تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید ''تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب جو رہتا ہوں۔''

دنیا والوں کے دروازوں پر جا کر ان کے دروازے کھٹکھٹاؤ...... ان کو پکارو کوئی تمہاری پکار کو سننے والا نہیں...... مجھے تنہائی میں بیٹھ کر پکارو...... تب بھی میں خدا تمہیں جواب دوں گا...... علماء نے لکھا ہے کہ اللہ کریم اتنے سمیع و بصیر ہیں کہ اگر ایک چھوٹی سی چیونٹی رات کا وقت ہو، رات بھی اندھیری ہو، پھر ایک پہاڑ ہو، اس میں غار ہو، اس غار کے اندر کالے اور سیاہ پتھر پر وہ چیونٹی چل رہی ہو...... اللہ کریم اس چیونٹی کے چلنے کی آواز کو سنتے بھی ہیں...... اور خدا اس کے چلنے کی حالت کو دیکھتے بھی ہیں...... جو خدا یہ اعلان کرتا ہے کہ لوگو! آؤ تم مجھے خلوت میں یاد کرو میں تمہیں تنہائی میں یاد کروں گا...... تم انسانوں کے مجمع میں بیٹھ کر یاد کرو میں فرشتوں کے اجتماع میں یاد کرتا ہوں۔ من تقرب الیہ شبرا تقربتہ الیہ ذراعــاً تم میری طرف ایک ہاتھ چل کر آؤ میری رحمت تمہاری طرف گز کے حساب سے آئے گی تم چل کر آؤ...... میری رحمت تمہاری طرف دوڑ کے آتی ہے۔

قدرت خداوندی کا اظہار:

میرے دوستو! یہ رات وہی ہے جس رات اللہ کی رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے...... حضورؐ فرماتے ہیں اللہ کریم نے اس شعبان کے مہینہ کو تمام مہینوں پر فوقیت ایسے عطا فرمائی ہے جیسے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے...... حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پیر پیرانی قطب ربانی فضل یزدانی محبوب سبحانیؒ نے بڑا عجیب نکتہ لکھا ہے...... کہ اللہ نے کائنات مین جتنی چیزیں پیدا کی ہیں...... ان سب میں سے چار کو محترم بنایا ہے...... پھر ان چار میں سے ایک ایک کو ساری کائنات پر فضیلت عطا فرمائی ہے...... جتنے آسمانی فرشتے ہیں ہر آسمانی فرشتہ معصوم عن الخطاء اور مبارک ہے...... اپنے مقام پر محترم ہے...... تمام فرشتوں میں چار کو عظمت ملی...... جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل ان چار میں سے اللہ کریم حضرت جبرائیل کو تمام پر فضیلت عطا فرمائی ہے...... جتنے نبی خدا کے آئے ہیں...... تمام انبیاء کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ نبی معصوم عن الخطاء ہوتا ہے...... پیغمبر خطاء اور غلطی سے پاک ہوتا ہے...... پیغمبر ماں کی گود میں پاک ہوتا ہے...... پیغمبر اللہ کے علم ازل میں پاک ہوتا ہے...... دنیا یہ تصور کرتی ہے کہ پیغمبر کو نبوت چالیس سال کے بعد ملی...... چالیس سال کے بعد اظہار نبوت ہے...... عطاء نبوت اللہ کریم ساری کائنات کے وجود سے بھی پہلے عطا کر دیتے ہیں...... حضورؐ سے جب جابر نے پوچھا کہ اللہ کے رسول! اللہ نے کب نبوت عطا کی فرمایا کنت نبیاً و آدم بین الماء و الطین میں اس وقت بھی اللہ کا کامل اکمل نبی تھا...... جب آدم کا ابھی گارا بن رہا تھا...... فرمایا اللہ نے مجھے اس وقت بھی نبوت عطاء فرمائی تھی...... تو میں عرض کر رہا ہوں...... تمام انبیاء محترم ہیں ہر نبی معصوم عن الخطاء ہوتا ہے...... کسی نبی سے کوئی لغزش اور غلطی نہیں ہوتی...... پیغمبر کا وجود پاک ہوتا ہے نبی کی زبان پاک ہوتی ہے...... پیغمبر کی گفتار پاک ہوتی ہے...... نبی کا پورا کردار پاک ہوتا ہے...... تمام انبیاء میں

خدا نے چار نبیوں کو محترم بنایا ہے..... حضرت سیدنا ابراہیمؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ اور جناب محمد رسول اللہ سب کہہ دو صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ان چار نبیوں میں سے حضور اکرم کو سب پر فضیلت عطاء فرمائی..... اس طریقہ سے تمام دن محترم ہیں لیکن ان تمام دنوں میں چار دن زیادہ افضل ہیں..... فرمایا ان چار نبیوں میں سے حضور اکرم کو سب پر فضیلت عطا فرمائی..... اس طریقہ سے تمام دن محترم ہیں..... لیکن ان تمام دنوں میں چار دن زیادہ افضل ہیں..... فرمایا ان چار دنوں میں جمعۃ المبارک کا دن افضل ہے..... نویں ذی الحجہ کا دن افضل ہے..... دس محرم الحرام کا دن افضل ہے..... عیدین کا دن افضل ہے..... ان تمام دنوں میں اللہ کریم نے نویں ذی الحجہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے..... تمام مہینے مبارک اور برکت والے ہیں..... لیکن ان تمام مہینوں میں سے چار مہینوں کو زیادہ عظمت اور فضیلت حاصل ہے..... رجب المرجب کو شعبان المعظم کو رمضان المکرم کو اور محرم الحرام کو حضورؐ نے فرمایا

الرجب شهر الله والشعبان شهری ورمضان شهر امتی رجب اللہ کا مہینہ ہے..... شعبان میرا مہینہ ہے..... رمضان میری اُمت کا مہینہ ہے..... فرمایا رجب اللہ کا مہینہ ہے..... کہ اللہ نے اپنی قدرت کا اس میں اظہار کیا الذی اسری بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ کہ رات کے ذرا سے حصہ میں خدا اپنے بندے کو آسمانوں کی سیر پر لے گئے..... یہ خدا کی قدرت کا اظہار ہو رہا ہے۔

فضیلت ماہ شعبان:

والشعبان شهری شعبان میرا مہینہ ہے کہ میں پیغمبر اس مہینہ سے محبت کرتا ہوں..... مجھے اس مہینہ سے پیار ہے..... میں اس مہینہ میں سب سے زیادہ اللہ کی عبادت کرتا ہوں..... حضورؐ اس مہینہ میں سب سے زیادہ روزے رکھتے تھے..... صحابہؓ کہتے ہیں شهرین متتابعین دو مہینے ایسے تھے جن میں حضورؐ یکے بعد دیگرے مسلسل روزے

رکھتے تھے...... ایک شعبان اور ایک رمضان المبارک...... رمضان کے روزوں کی فرضیت تھی...... لیکن شعبان کی اہمیت حضور نے اتنی بیان فرمائی کہ حضورؐ اس مہینہ میں بھی مسلسل روزے رکھتے تھے...... حضورؐ نے فرمایا یہ وہ مہینہ ہے جس کی عظمت سے تم واقف نہیں...... رجب کی عظمت کو جانتے ہو...... رمضان کی قدر و منزلت تمہارے سامنے ہے...... لیکن تم نہیں سمجھتے کہ شعبان، رجب اور رمضان دونوں کو ملا رہا ہے...... اور جو دو کو آپس میں ملائے وہ سب سے اچھا اعلیٰ اور محبوب ہوتا ہے...... فرمایا یہ دو مہینوں کو ملاتا ہے ...... اور بڑا عجیب نکتہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے لکھا ہے کہ انسان کی زندگی کے تین دور ہیں...... ایک ماضی ہے، ایک حال ہے، ایک مستقبل ہے، ماضی وہ جو گزر جائے، حال وہ جس میں موجود ہیں، مستقبل وہ جو آنے والا ہے، رجب ماضی میں ہے، گذر چکا ہے اس کی نعمتوں سے مالا مال نہیں ہو سکے...... اس میں ذکر و اذکار نہیں کر سکے...... اس میں خدا کو یاد نہیں کر سکے...... بڑی غلطی کی ہے...... سوائے حسرت اور افسوس کے کچھ نہیں ہوسکتا...... رمضان آنے والا ہے نجانے اس وقت تک زندہ رہیں یا مر جائیں...... کسی کو وہ لمحات نصیب ہوں یا نہ ہوں...... کتنے لوگ ہیں جو ان لمحات کو نہ دیکھ سکیں وہ ماضی ہے، گذر چکا ہے، وہ مستقبل ہے، آنے والا ہے اس کا کوئی علم نہیں ہے، لیکن شعبان حال ہے، آج یہ لمحات خدا نے موجود کئے ہیں...... اللہ نے زندگی اور صحت عطا فرمائی ہے۔

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت:

حضورؐ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو وصیت فرمائی کہ بیٹے !اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك صحتك قبل سقمك حياتك قبل موتك غناك قبل فقرك فراغك قبل شغلك پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو فرمایا صحتك قبل سقمك اپنی صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت سمجھو کہ آج اللہ نے تمہیں تندرستی دی

ہے......صحت دی ہے چلتے اور پھرتے ہو......کل بیمار پڑ جاؤ گے کھانہیں سکو گے......آج اٹھتے بیٹھتے ہو کل اٹھ کر بیٹھ نہیں سکو گے......آج دوستوں کی محفلیں ہیں...... کل یہ محفلیں نصیب نہیں......ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جب آدمی تندرست وتوانا ہو......صحیح سالم ہوتو اس وقت سب ساتھ دیتے ہیں...... جب بیمار پڑ جائے تو اولاد بھی ماں باپ کو چھوڑ دیتی ہے......فرمایاشبابك قبل هرمك جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت سمجھو......آج جوان ہو پٹھوں میں طاقت ہے...... پہلوانیاں کرتے ہو کسی کی طرف چلے جاؤ تو لوگ استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں......زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے لگتے ہیں...... جب بوڑھے اور ضعیف العمر ہو جاؤ گے...... بال سفید ہو جائیں گے......دانت نکل جائیں گے...... ہاتھ میں لٹھ اور سوٹی ہوگی...... چلنے کی طاقت ختم ہو جائے گی......اس وقت زبان سے کلمے بھی صحیح نہیں نکلیں گے......اولاد بھی کہے گی بوڑھا گھر میں بیٹھا ہے......مسجد میں آذان ہوگئی ہے ابھی تک تو مسجد میں نہیں گیا......اولاد بھی گھر سے دھکے دے کر نکالے گی......پیغمبرؑ نے فرمایا اس جوانی کو جو بڑھاپے کے آنے سے پہلے ہے غنیمت سمجھو...... در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

نوجوانو! اس جوانی میں توبہ کرلو...... یہ انبیاء کی صفات میں سے ایک صفت ہے کہ پیغمبر جوانی میں معصوم ہوتا ہے......فرمایااغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك صحتك قبل سقمك پیغمبرؑ نے فرمایاحیاتك قبل موتك زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو......آج زندہ ہو کل مر جاؤ گے......آج بولتے ہو کل خاموش ہو جاؤ گے...... آج سنتے ہو کل سن نہیں سکو گے......آج یاروں کی محفل میں بیٹھتے ہو کل اکیلے قبر کے اندر ہو نگے......آج بھی قبر کی طرف سے آواز آتی ہے کہ مجھ پر اکڑ اکڑ کر چلنے والا......تمش فی الارض مرحاً انك لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا ......تو پہاڑوں کی

بلندی کو نہیں پہنچ سکتا...... زمین کو چیر کر اندر نہیں جا سکتا...... ہوش کر کے خدا کی زمین پر چل مجھ پر چلنے والا ہوش کر! وحشت کا گھر ہوں...... تنہائی کی جگہ ہوں ...... علیحدگی کا مکان ہوں...... آج تو یاروں کی محفل میں ہے...... کل تو میرے پاس اکیلا ہوگا...... آج خوبصورت کپڑے پہنتا ہے...... کل ایک کفن پہن کر آئے گا ...... آج کپڑے خراب ہو جائیں...... تو تبدیل کرتا ہے...... کل اسی کفن کے ساتھ قیامت تک وہیں سونا پڑے گا ...... ہوش کر آج سو کر تو کروٹ بدلتا ہے...... کل کیسا سوئے گا کہ کروٹ نہیں بدل سکے گا...... آج تیری حالت یہ ہے کہ تکلیف ہو جائے...... تو ڈاکٹروں کے پاس علاج کے لیے چلا جاتا ہے...... کل تجھ پر وہ وقت آئے گا...... کہ تیرا ایک ایک ٹکرا تن سے جدا ہو جائے گا...... قبر میں ہڈیاں چور چور ہو جائیں گی...... سارے کا سارا جسم تار تار ہو جائے گا...... اس وقت تیرا ساتھ دینے والا کوئی شخص نہیں ہوگا...... فرمایا غناك قبل فقرك دولت اور سرمایہ والو! اپنی دولت کو ضائع نہ کرو...... اس کو غنیمت سمجھو...... فقیری سے پہلے کہ کل ایسا نہ ہو کہ در در کے بھکاری بن جاؤ...... خدا اس نعمت کو چھین لے اور دوسروں کے دروازوں پر ہاتھ پھیلاتے پھرو...... بھیک مانگتے پھرو...... آج اس دولت کو غنیمت سمجھو اور صحیح طریقہ سے استعمال کرو۔

ایک حدیث پڑھی ہے حضورؐ نے فرمایا...... قیامت کے دن کوئی شخص اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں حرکت کر سکے گا...... جب تک چار سوالوں کا جواب نہ دیدے...... اللہ پوچھیں گے۔اتیتك عمراً این افنیت عمر دی تھی کہاں پر فنا کی...... جوانی دی تھی اس کو کس جگہ گزارا ہے......؟ علم عطا کیا تھا اس پر کتنا عمل کیا ہے......؟ علم کے معنی یہ نہیں کہ فارغ التحصیل مولوی ہو...... اس سے سوال ہوگا ہر آدمی کو اللہ نے علم دیا ہے...... ہر شخص باشعور ہے ...... وہ جانتا ہے کہ قرآن کریم پڑھنا ضروری ہے...... ہر آدمی سمجھتا ہے کہ نماز فرض ہے...... ہر آدمی سمجھتا ہے کہ بڑے کا اکرام کرنا ضروری ہے...... ہر آدمی سمجھتا ہے کہ دن رات کی

زندگی کے مسائل مجھ کو سیکھنا لازمی اور فرض ہیں...... کہ اللہ کے حکم اور پیغمبر کے طریقوں کے مطابق اپنی زندگی گزاروں یہ علم ہے...... اللہ نے ہمیں شعور اور عقل دی ہے...... اللہ قیامت کے دن پوچھیں گے کہ عقل دی تھی...... علم دیا تھا اس پر کتنا عمل کر کے آئے ہو سوال ہوگا...... کہ ہوش کرو میں نے تم کو دولت دی تھی...... کس انداز میں تم نے اس دولت کو کمایا تھا اور کس جگہ پر خرچ کیا تھا...... کہیں ایسا تو نہیں کہ چٹی دلالی کی رقمیں لے کر آئے ہو...... بدمعاشی کی رقم لے کر آئے...... اور جناب والا ساری دنیا کا فراڈ اور دھوکہ کر کے جمع کی ہو...... فرمایا اگر حرام طریقہ سے رقم کمائی ہے۔

ایک حدیث پڑھی حضورؐ نے فرمایا اللہ تمہیں حلال کھانے کا حکم دیتے ہیں...... انبیاء کو بھی خدا نے حلال کھانے کا حکم دیا ہے...... حلال کھاؤ ایک وقت آئے گا...... تم دیکھو گے کہ بہت سارے لوگ ایسے ہوں گے جن کے پراگندہ بال ہوں گے...... پریشان حال ہوں گے...... کپڑے پھٹے ہوئے ہوں گے گویا ظاہراً بڑے بزرگ چہرے نظر آئیں گے ...... لمبی لمبی دعائیں مانگیں گے ...... ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہیں گے ...... لیکن حضورؐ فرماتے ہیں...... ان کی دُعا قبول نہیں ہوگی...... صحابہؓ نے پوچھا اللہ کے رسول کیوں؟...... فرمایا ملبسهٗ حرام و مشربهٗ حرام و مطعمة حرام ان کا کھانا حرام ہوگا...... ان کا پینا حرام ہوگا...... ان کا لباس حرام ہوگا...... سر سے پاؤں تک جن کے وجود میں حرام رچ گیا ہو...... وہ لوگ کس طریقہ سے صحیح کھاپی سکتے ہیں...... یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ ان کی دعا قبول فرمالیں۔

تو میرے محترم دوستو! اس زندگی اور جوانی کو غنیمت سمجھو...... اس صحت کو غنیمت سمجھیں...... حضورؐ نے فرمایا کہ چار چیزوں کا جواب دینا ہوگا...... دولت کہاں سے کمائی ہے......؟ کس جگہ پر خرچ کی ہے......؟ دن بھر محنت کر کے تکلیف اور مشقت کاٹ کر دولت

کو کمایا ہے......لیکن جب اس کے خرچ کرنے کا وقت آیا تو آوارہ گردی پر لٹادی ہے......
بدمعاشی اور عیاشی پر لٹادی ہے......رات بھر وی سی آر دیکھتے ہوئے گزار دی ہے......غلط
ناجائز مقام پر اگر اس کو صرف کیا ہے تو قیامت کے دن اس کا بھی حساب دینا ہوگا۔

علماء نے لکھا ہے کہ دن رات میں آدمی چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے...... یہ جو
میرے اور آپ کے ہاں سانس آ جا رہی ہے...... یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے......خدا اس
سانس کو باہر روک دے اندر نہ جانے دے اسی کا نام موت ہے......اندر جائے باہر نہ آئے
حبس ہو جائے اسی کا نام موت ہے...... یہ سانس آ جا رہی ہے اسی کا نام موت ہے......فرمایا
دن رات میں آدمی چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے...... قیامت کے دن خدا ایک ایک
سانس کا حساب لیں گے......پھر جنت میں داخل ہوں گے......کس آدمی کے بس کی بات
ہے کہ خدا کو حساب دے سکے......اللہ کریم نے پھر ان حسابوں کو آسان فرمایا......کہ پانچ
نمازیں دن رات میں پابندی کے ساتھ نہایت ہی اہتمام کے ساتھ پڑھو...... پانچ ہزار
سانسوں کا حساب آسان ہو جائے گا......باقی انیس ہزار سانس بچیں گے......جو شخص دنیا کی
زندگی میں ہر کام میں اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، نشست و برخاست، ہر کام کی
ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے......فرمایا کہ جو شخص ہر کام کے آغاز کو بسم اللہ سے
کرتا ہے......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے انیس حرف ہیں...... ہر کام کی ابتداء میں بسم اللہ
پڑھنے والے کے لئے اللہ قیامت کے دن ان انیس ہزار سانسوں کا حساب بھی آسان
فرمادیں گے......تو یہ اللہ کریم نے چوبیس ہزار سانس جس کی پچاس سال زندگی ہے......
حساب لگائے کتنے سانس لیتا ہے...... یہ تو اس کا کرم ہے کہ اس نے حساب لینا نہیں شروع
کیا......ہم بجلی کے بل ادا کرتے تھک جاتے ہیں......اللہ کریم اگر اس چاند کا حساب لینا
شروع کریں کہ یہ روزانہ طمانیت پہنچاتا ہے......اس کا بل مجھے دو یہ سورج روزانہ جگمگاتا

ہے..... روشنی دیتا ہے..... تمہاری گندم پکاتا ہے.....اس کا مجھے بل ادا کرو..... یہ ستارے آسمان پر جگمگا رہے ہیں.....اس کی روشنی تمہیں میسر ہو رہی ہے.....اس کا حساب کتاب دو..... اللہ اگر حساب لینا شروع کر دیں.....تو میرے دوستو! کسی کے اختیار کی بات نہیں کہ اللہ کے دربار میں اپنے آپ کو پیش کر سکے..... اس لئے سلطان باہو کے بقول کہ الٰہ العالمین.....!

جے عدل کریں تاں تھرُ تھر کنبن اوچیاں شانا والے ہو
جے فضل کریں تاں بخشے جاون میں جے منہ کالے ہو

بس صرف خدا کے فضل کو تلاش کرو..... حدیث میں آتا ہے کہ اسی شب برأت کی رات اماں عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں..... کہ حضور اکرمؐ کو میں نے دیکھا کہ آقا میرے ساتھ بستر پر آرام فرما ہوئے..... تھوڑی دیر کے بعد حضورؐ اٹھتے ہیں..... آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں..... جب آپ سجدہ میں جاتے ہیں تو سجدہ اتنا طویل کرتے ہیں کہ میں سوچنے لگ گئی کہ شاید اللہ کے رسول اللہ کو پیارے تو نہیں ہو گئے..... فرمایا میں اٹھی میں نے آپ کے پاؤں کو حرکت دی..... حضورؐ سجدہ سے اٹھے پھر آپ نے دوسرا لمبا ترین سجدہ کیا..... پھر اس سجدہ سے فارغ ہوئے..... آپؐ نے نماز مکمل کر کے سلام پھیرا..... فرمایا عائشہؓ خیر تو ہے..... کہنے لگی اللہ کے رسول اتنی لمبی عبادت کر رہے ہیں..... فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ آج کی رات بڑی بخشش کی رات ہے..... آج مغفرت کی رات ہے..... آج اللہ کی رحمت کی رات ہے..... میں اللہ کریم سے آج کی رات اپنی اُمت کے لیے اور اپنی ذات کے لئے خدا سے اس کے فضل اور رحم کو مانگ رہا ہوں..... اماں عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں..... میں نے کہا اللہ کے رسولؐ آپ کو بھی اللہ کے فضل کی ضرورت ہے..... فرمایا ہاں ہاں کل قیامت کے دن کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا..... کہ جب تک خدا اس پر رحمت نہ کریں کہ اس کو

جنت میں ٹھکانہ مل جائے۔

بی بی کہتی ہیں۔انت یارسول اللّٰہ ؟ اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کے دن آپ بھی اللہ کے فضل سے جنت میں داخل ہوں گے......فرمایاہاں محمد رسول اللہ بھی خدا کے فضل کامحتاج ہوگا......پیغمبر جس کے فضل کے محتاج ہوں گے......میں اور آپ کس شمار میں ہیں......بی بی اماں عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں......ایک مرتبہ اسی رات رسول اللہؐ رات کو اُٹھتے ہیں......میں دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے ......میں سوچنے لگ گئی کہ آقا کہاں گئے......امہات المومنین کے تمام حجروں کو میں نے جا کے دیکھا کہ شاید آقا کسی زوجہ محترمہ کے گھر تشریف لے گئے ہوں......لیکن آقا کہیں نہ ملے......یہ ہمارا عقیدہ ہے......اہل سنت والجماعت میرے اکابرین کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا وجود مشک وعنبر سے زیادہ معطر تھا......حضورؐ کے پسینہ میں کستوری سے زیادہ خوشبو ہوتی تھی......حضورؐ جس راستہ سے گزرتے تھے وہ راستے گواہیاں دیتے تھے......کہ رحمت اللعالمین کا گزر اس راستہ سے ہوا ہے......صحابہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضورؐ کو تلاش کرتے تھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی......بس راستہ چلتے جاتے تھے وہ راستہ بتاتا کہ رسول اللہ کا گزر اس راستہ سے ہوا ہے......بی بی کہتی ہیں کہ میں حضورؐ کی اس خوشبو کو محسوس کرتی ہوئی روانہ ہوئی......میں مدینہ طیبہ سے باہر جا کر مدینہ کے مسلمانوں کے قبرستان جنت البقیع میں پہنچی جا کر دیکھا......تو وہاں پر آقا اُمت مسلمہ کی مغفرت کی دُعا مانگ رہے ہیں......رو کے کہنے لگی کہ آقا عجیب منظر ہے......کیا اس عالم میں بھی اُمت کی مغفرت کی دُعائیں ہیں......حضورؐ نے فرمایا عائشہؓ آج کی رات یہ شب براۃ کی رات ہے......یہ لیلۃ البراۃ ہے......فرمایا اس رات کو اللہ کریم قبیلہ بنوکعب کی بکریوں کے بالوں کی مقدار کے برابر خدا مسلمانوں کو جہنم سے آزاد کر کے جنت کا سرٹیفکیٹ عطا کر دیتے

ہیں...... اس رات اتنی بڑی اللہ کی رحمت ہوتی ہے...... ساری رات خدا کی رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے...... بتایا گیا کہ ایسے موقعوں پر قبرستان میں دیکھو...... ان قبر والوں سے پوچھو کہ کیسے گزر رہی ہے...... حدیث میں آتا ہے...... کہ اگر تم جا کر پوچھو تو یقیناً وہ تمہیں اگر اللہ انہیں قوت گویائی دیں تو وہ یہی تمہیں کہیں گے...... کہ عمل کی زندگی کر کے آؤ اس لئے کہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ قبرستان میں تشریف لے جاتے تو چار جملے ارشاد فرماتے کہ

یا اھل القبور نساء کم زوجت اولادکم حرمت اموالکم قسمت دیارکم سُکنت ۔قبر والو! آج تم یہاں آ کر میٹھی نیند سو رہے ہو جا کے دیکھو نساء کم زوجت جس بیوی کی وجہ سے تو نے رات کو اٹھ کر عبادت نہ کی تھی...... جو بیوی کہتی تھی تو نماز پڑھنے جا رہا ہے...... میں اکیلی پڑی رہوں...... جو یہ کہتی تھی کہ تو دین کی تبلیغ کے لئے جا رہا ہے...... پیچھے مجھے سبزی کون لا کر دے گا...... فرمایا جا کے دیکھو نساء کم زوجت ابھی تمہاری چارپائی وہاں رکھی تھی...... اس نے دوسری جگہ پر نکاح کا پروگرام بھی بنا لیا تھا...... سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے تھے۔ اموالکم قسمت ''قبر والو! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جس مال کو تم جمع کرتے تھے۔'' مالا وعددہ یحسب ان مالہٗ اخلدہ گن گن کر بینک بیلنس بناتے تھے...... اور روزانہ جمع کرتے تھے...... بدبخت تمہارا یہ گمان تھا کہ دولت ہمیشہ رہے گی...... جا کے دیکھو اموالکم قسمت سارا مال تقسیم ہو چکا ہے...... وارث اس مال پر لڑ رہے ہیں۔ دیارکم سُکنت کل جس مکان میں تم رہتے تھے...... کہتے تھے یہ مکان میرا ہے...... یہ بلڈنگ میری ہے...... یہ دکان میری

ہے یہ محل میرا ہے آج جا کے دیکھو...... ان مکانوں کو اور لوگ بسا رہے ہیں...... کلین وہاں سے جا چکے ہیں۔

نواب صادق کا ایک بڑا مشہور واقعہ:

نواب صادق کا ایک بڑا مشہور واقعہ ہے...... کہ نواب صاحب ایک مرتبہ اپنے محل میں بیٹھے تھے...... ایک فقیر کا محل سے گزر ہو تو دیکھ کر کہتا ہے...... یہ مسافر خانہ کس کا ہے؟...... تو لوگوں نے کہا یہ نواب صادق کا محل ہے مسافر خانہ نہیں...... اس نے کہا میں جانتا ہوں اس لئے پوچھ رہا ہوں...... یہ مسافر خانہ کس کا ہے...... وہ کہنے لگے ہم یہ بتا رہے ہیں...... کہ یہ مسافر خانہ نہیں ہے یہ محل ہے...... یہ نواب صادق کی جگہ ہے...... نواب کو بتایا گیا کہ ایک فقیر کہتا ہے...... یہ مسافر خانہ ہے...... نواب صاحب کہنے لگے یہ میرا مکان میرا محل میری بلڈنگ ہے...... اس نے کہا جناب یہ کس نے بنوایا؟...... نواب صاحب کہنے لگے میرے پردادا نے...... کہنے لگا پھر وہ کہاں ہے...... اس نے کہا وہ قبرستان میں...... پھر کون رہتا تھا؟...... کہنے لگا میرے دادا قیام کرتے تھے...... نواب سے پوچھنے لگا...... نواب صاحب پھر وہ کہاں گئے؟...... کہنے لگا وہ قبر میں سو گئے...... پھر کون رہتا تھا؟...... کہنے لگا میرے ابا رہا کرتے تھے...... اب آپ کے ابا کہاں ہیں...... نواب نے کہا قبرستان میں...... آج کون بسیرا کر رہا ہے...... نواب کہنے لگا...... میں رہتا ہوں...... اس نے پوچھا جب آپ نہیں ہوں گے...... تو پھر کون ہوگا...... کہنے لگا میری اولاد ہوگی...... فقیر کہنے لگا یہی تو کہتا تھا...... یہ دنیا دار السرائے ہے...... یہ آنے جانے کے گھر کا راستہ ہے...... پرسوں تیرا دادا رہتا تھا...... کل تیرا ابا رہتا تھا...... آج تم ہو کل آپ نہیں ہوں گے...... کوئی اور آجائے گا...... یہ چمن یوں ہی رہے گا...... اور ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے...... ایک وقت تھا جب بخاری جیسے لوگوں کا طوطی بولتا تھا...... ایک دور تھا کہ اس

دنیا میں بڑے بڑے عظیم انسان آئے تھے......آج وہ نظر نہیں آتے......یہ دنیا فانی ہے......
بڑا اچھا جملہ اماں عائشہ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا لو کانت الدنیا تدوم لکان محمداً یبقی دائماً اگر دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ ہوتی تو میرے مصطفیٰ محمدؐ ہمیشہ اس دنیا میں رہ جاتے......آقا بھی تریسٹھ سال کے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے......اس لئے دنیا سے محبت نہ کرو......ایک مقام پر نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا الدنیا جیفة طالبہا کلاب دنیا مردار ہے......دنیا کے طالب نہ بنو کہ دنیا کے طالب دنیا کے کتے ہیں......فرمایا خبردار یہ دنیا چند روزہ ہے۔

چار روزہ ہے زندگی کا خمار
موت کی ترشی نشہ دے گی اتار
مل کر اٹھائیں گے جب جنازہ یار
ہاتھ مل کر کہے گا بار بار
ہائے کس لئے آئے تھے کیا کر چلے
جو یہیں پایا تھا یہیں دھر چلے
ارے یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
اوئے کیا یونہی جیا کرتا ہے کوئی مرنے والا
تجھے حسن ظاہر نے دھوکہ میں ڈالا

یہ دنیا ایک فانی ہے......تو حضورؐ اس رات قبرستان میں تشریف لے گئے......
حضرت علی قبرستان میں جا کر کہتے تھے" یا اہل القبور نساء کم زوجت "عورتیں دوسری جگہ پر نکاح کر چکی ہیں۔

اموالکم قسمت "تمہارا مال تقسیم ہو چکا ہے۔" دیارکم سکنت

جن مکانوں میں تم رہتے تھے...... وہاں اور بسیرا کر رہے ہیں۔

اولادکم حرمت کل بچے آ کر ابا کہتے تھے...... تم ہنس کر جواب دیتے تھے ...... آج وہ بچے چیخ چیخ کر ابا ابا کہہ رہے ہیں...... جواب دینے والا باپ نظر نہیں آتا...... یہ دنیا فانی ہے...... اس سے ہر ایک نے چلے جانا ہے...... اور جب ملک الموت آتا ہے...... تو وہ یہ نہیں پوچھتا کہ سیٹھ صاحب کتنا بیلنس جمع کیا ہے...... بقول کسی کے کہ

سیٹھ جی کی فکر تھی کہ ایک ایک دس دس کی جئے
آیا ملک الموت بولا جان واپس کی جئے

تم کہتے ہو ہمیشہ رہیں گے...... بتایا گیا کہ یہ ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے......

حضورؐ قبرستان میں تشریف لے گئے...... بی بی کہتی ہیں آقا واپس تشریف لائے...... آپ نے وہاں جا کر اُمت کی مغفرت کی دُعا مانگی...... ہمیں سبق سکھایا گیا کہ قبرستان میں جا کر مغفرت کی دُعا کر کے آیا کرو...... بتایا کہ لوگو! القبر روضة من ریاض الجنة او حضرة من حضر النار اس قبر کو یوں مٹی کا ڈھیر نہ سمجھو یا یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے...... یا جہنم کے گھڑوں میں سے ایک گھڑا ہے...... اگر عمل اچھے ہیں تو یہ باغ بن جائے گا...... عمل برے ہیں تو اس سے تباہی اور بربادی آئے گی۔

حضورؐ نے فرمایا یہ بڑی عظمت اور برکت کی رات ہے...... اس رات کو اللہ کریم آسمان کے فرشتوں کے حوالے آئندہ آنے والے پورے سال کا نظام کرتے ہیں...... جس طریقہ سے میرا اور آپ کا سال محرم کی پہلی تاریخ کو شروع ہوتا ہے...... آسمانی فرشتوں کا سال اسی شعبان المعظم کی پندرہ کی رات کو شروع ہوتا ہے...... زمین والوں کو دو عیدیں عطا فرمائیں...... عید الفطر عید الاضحیٰ آسمان کے فرشتوں کو بھی خدا نے دو عیدیں عطا فرمائیں......

ایک لیلۃ القدر کی رات عید کی رات ہے..... ایک یہ لیلۃ البرأۃ ان کے لئے عید ہے..... رات کو ان کو اس لئے عید دی کہ میرے اور آپ کے لئے رات آرام کی جگہ ہے..... فرشتوں کو نیند نہیں کرنی ہوتی اس لئے ان کی رات کو عید بنائی گئی ...... یہ راتیں ان کے لئے عید بنادی گئیں..... اس رات کو اللہ کریم آسمان وزمین پر جتنے اعمال کئے جاتے ہیں..... وہ اس رات کو آسمانوں پر اٹھا لئے جاتے ہیں..... اور آسمانوں سے آئندہ پورے سال کے فیصلے زمین والوں کے لئے صادر فرمادیئے جاتے ہیں..... اللہ کریم کی رحمت متوجہ ہوتی ہے..... حکم ہوتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طلبگار میں آج اس کو بخش دوں..... گناہوں کی معافی مانگو میں گناہ معاف کردوں گا..... میرے دروازے پر چل کے آؤ میں عطا کردوں گا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ کریم نے جتنی راتیں بنائی ہیں..... تمام راتیں محترم ہیں..... لیکن ان تمام راتوں میں چار راتیں بڑی بابرکت ہیں..... لیلۃ القدر کی رات عظمت کی رات ہے..... یہ شب برات کی رات عظمت کی رات ہے..... جمعہ کی رات عظمت کی رات ہے..... لیلۃ الجائزہ عید کی رات عظمت کی رات ہے..... ان چار راتوں میں شب قدر کو تمام راتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے..... آسمانی کتابیں جتنی نازل فرمائیں سب محترم..... ان میں چار کو فضیلت عطا فرمائی..... اس طریقہ سے جتنے مہینے نازل کئے سب مہینے محترم ہیں..... ان میں رجب شعبان اور رمضان المبارک اور محرم الحرام کو فضیلت حاصل ہے..... اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ رمضان اور بعض علماء کا بلکہ اکثریت کا قول ہے..... کہ شعبان کو تمام مہینوں پر فضیلت ہے..... اس لئے کہ حضورؐ نے فرمایا شعبان شہری یہ میرا مہینہ ہے..... جس چیز کی نسبت پیغمبرؐ کے ساتھ ہوجائے اس کو تمام چیزوں پر عظمت حاصل ہوتی ہے..... جس کا تعلق حضور سے جڑ جائے وہ بلند وبالا ہوجاتی ہے..... اسی مکہ کو مکہ لوگ کہتے تھے..... پیغمبر کی آمد سے مکہ مکرمہ بنا..... مدینہ کو لوگ یثرب کہتے تھے..... حضورؐ

کی نسبت سے مدینہ منورہ بنا...... خدا کا عرش عرش تھا...... لیکن جس دن سے پیغمبر کے وہاں پر معراج کی رات قدم پڑے تو عرش کو بھی پیغمبر کے قدموں کی وجہ سے عظمت اور فضیلت حاصل ہوگئی۔

الشعبان شهري فرمایا یہ میرا مہینہ ہے...... اس لئے حدیث میں آتا ہے...... اس مہینہ میں درود شریف کثرت سے پڑھو...... اس مہینے کے اندر جو اعمال کئے جارہے ہیں...... ان نیک اعمال میں ان عبادات میں ایک عبادت یہ بھی ہے...... کہ اس رات کو درود شریف جتنی کثرت سے ہوسکے اتنی زیادہ پڑھو...... اس لئے کہ حضورؐ نے فرمایا یہ میرا مہینہ ہے...... اور میرا حق یہ بنتا ہے کہ میری امت مجھ پر درود پڑھتی رہے...... حضورؐ نے فرمایا من صلی علیّ مرةً واحدة صلی اللّٰه علیه عشرا جو مجھ پہ ایک مرتبہ درود پڑھے اللہ کی رحمت دس مرتبہ اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے من صلی عند قبری سمعتهٗ من صلی نائعاً نبغته 'میرے روضہ پر آ کر درود پڑھو خود سنتا ہوں...... جو دور پڑھتا ہے...... فرشتے ڈاک اٹھا کر وہاں پر پہنچاتے ہیں...... فوراً بتایا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں کی طرف سے آقا آپ پر سلام ہے۔

بخیل کون:

حضورؐ نے فرمایا...... بتاؤ صحابہ بخیل کون ہے؟...... کہنے لگے اللہ کے رسول! جس کے پاس مال ہو...... اور وہ اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کرے...... فرمایا صحیح کہتے ہیں یہ بخیل ہے...... لیکن بڑا بدبخت اور بخیل وہ ہے جس کو خدا زبان دے اور مصطفیٰ پر وہ درود نہ پڑھے...... بڑی عجیب حدیث سناتا ہوں...... فضائل شعبان میں لکھا ہے...... انس بن مالکؓ کی روایت ہے...... کہ حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میں نے آسمان میں اللہ کے عرش کے قریب ایک نور کا دریا چلتا ہوا دیکھا جس کا پانی بھی نور سے بڑا منور تھا......

اللہ کی رحمت خاصہ کا اس پر اثر تھا...... حضورؐ فرماتے ہیں...... وہاں ایک فرشتے کو دیکھا جس کا سر عرش کے پائے کے ساتھ لگ رہا تھا...... اس کے قدم تحت الثریٰ تک پہنچے ہوئے تھے...... اس کا عرض مشرق و مغرب تک پھیلا ہوا تھا...... فرمایا جب کوئی آدمی اس شعبان کی رات حضور پر درود پڑھتا ہے...... تو وہ فرشتہ پھر اللہ کے نور والے دریا کے اندر غوطہ مارتا ہے...... سر اوپر اٹھا کر اس کو حرکت دیتا ہے...... اس کے سر کے حرکت دینے سے پانی کے جتنے قطرے گرتے ہیں ...... ایک ایک قطرے سے اللہ کریم نورانی فرشتہ پیدا کرتے ہیں...... جو قیامت تک شعبان کی اس رات کو درود شریف پڑھنے والے کے لئے دعا مغفرت کرتا رہتا ہے...... بہت بڑی فضیلت کی بات ہے...... اس رات کو جتنا زیادہ ہو سکے...... درود شریف کی کثرت کیا کرو...... یہ بتا رہا ہوں کہ اس رات کیا کیا عمل کرنا ہے...... اس رات کو قبرستان میں جاؤ ان کے لئے دعا کر کے آؤ...... ان کے لئے مانگنے نہ جاؤ...... ان کے لئے دُعا کر کے آؤ اس لئے کہ مانگنے کا یہ مقام ہے...... کہ اللہ کے گھر میں آ کر خدا سے مانگو۔

درود وسلام پڑھنے کا اور دعا مانگنے کا انداز:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ رسول اللہ کے روضہ پر آئے...... یوں سامنے کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھا اور ہٹ کر کعبہ کی طرف منہ کر کے یوں ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی...... کسی نے پوچھا کہ یہ کیا انداز ہے...... کہ جب درود وسلام پڑھا تو اس طرف رُخ تھا ......اور جب دُعا مانگنے کا وقت آیا تو ادھر منہ کر لیا...... تو جناب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میاں! درود وسلام مصطفیٰؐ کا حق ہے...... اس لئے درود وسلام پیغمبر پر پڑھا ہے...... دعا اللہ کا حق ہے اس لئے خدا سے مانگ رہا ہوں...... عبادت استعانت اسی کا حق ہے۔ ایاك نعبدو ایاك نستعین کہ مولا تجھ ہی سے مانگتے ہیں...... عطا کر اے اللہ مدد بھی تجھ

سے مانگتے ہیں...... عبادت بھی صرف تیری ہی کرتے ہیں۔

بدنصیب آدمی:

حضورؐ فرماتے ہیں اللہ کریم اس رات تمام لوگوں کی مغفرت کر دیتے ہیں...... چند ایک بد بخت ایسے ہیں کہ ان کی مغفرت نہیں ہوتی...... ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ دو آدمی ہیں اور ایک روایت میں ہے...... کہ چار آدمی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ چھ آدمی ایسے ہیں...... کہ اس رات اللہ کریم ان ظالموں کی مغفرت نہیں فرماتے...... حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں...... کہ ان میں سب سے پہلا بدنصیب انسان جس کی اس رات مغفرت نہیں ہوتی وہ آدمی مشرک ہے...... جو اللہ کی ذات میں خدا کی صفات میں خدا کی عبادات میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے...... اس رات اس کی مغفرت نہیں ہوتی کہ اللہ کی ذات وحدہٗ لاشریک بے مثل بے مثال لم یزل لایزال ہے...... اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ اس خدا جیسا کوئی اور خدا ہے تو یہ مشرک ہے...... اس لئے کہ اللہ وحدہ لاشریک تن تنہا اور اکیلا ہے......

قرآن کہتا ہے لو کان فیھما الھة الا اللّٰہ لفسدتا اگر کائنات میں دو خدا ہوتے تو نظام درہم برہم ہو جاتا...... ایک خدا کہتا اب تک ادھر سے سورج نکلا ہے...... اب ادھر سے نکالوں گا دوسرا خدا کہتا اب تک زمین و آسمان کا یہ نظام چلا ہے...... اس کو میں تبدیل کرنا چاہتا ہوں...... خدا آپس میں ٹکرا جاتے...... نظام سارے کا سارا کائنات کا ختم ہو جاتا...... یہ دنیا کا وجود اللہ کی وحدانیت کی دلیل ہے...... خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے...... زندگی دے کر مردہ کر دے...... اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں...... آنکھیں دے کر وہ چھین لے...... بینائی ختم کر دے کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں...... ہاتھ پاؤں دے کر قوت چھین لے...... لولا لنگڑا کر دے خدا سے کوئی پوچھنے والا نہیں...... یہ سب اسی کے انعامات ہیں۔ و تعز من تشاء و تذل من تشاء

جس کو عزت دینے پہ آئے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا...... جس کو در در کے دھکے دینے پہ آئے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ بیدك الخیر اس کے قبضہ قدرت میں ساری کائنات ہے۔ تبارك الذی بیدہ الملك وھو علیٰ کل شئی قدیر اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ساری کائنات ہے...... اس کے اختیار میں ہے۔

میرے دوستو! اللہ کی ذات میں کسی کو شریک نہ کریں...... یہی فلسفہ پیغمبر نبی آخرالزماں نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں بتایا کہ شریک نہ کرنا۔ لا تشرك باللّٰہ ان قتلت او حرقت او صلبت فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ان قتلت تمہیں قتل کر دیں تب بھی شریک نہ کرنا...... جان دے دینا...... لیکن خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا فرمایا او حرقت دہکتی آگ میں تمہیں ڈال دیں جلا دیں جلنا برداشت کرنا...... خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ او صلبت تختہ دار پر لٹکا دیں جان پیش کر دینا...... لیکن خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا...... حضورؐ نے فرمایا لوگو! ایھا الناس ان ربکم واحد و اباکم واحد و دینکم واحد و قبلتکم واحد و نبیکم واحد انا خاتم النبین لا نبی بعدی ولا رسول بعدی۔

فرمایا اے لوگو ان ربکم واحد تمہارا رب بھی ایک ہے۔ و اباکم واحد تمہارا رب بھی ایک ہے...... عربی گرامر میں دو لفظ ایسے ہیں...... جو کبھی دو نہیں ہوتے...... ایک اب ایسا ہے...... جس کے دو معنی کبھی نہیں ہوئے...... ایک رب کا لفظ ایسا ہے...... جس کے دو معنی کبھی نہیں ہوئے...... اب کہتے ہیں باپ کو اور رب کہتے ہیں پروردگار کو...... جیسے دنیا میں کسی کے دو باپ نہیں ہو سکتے...... ایسے کائنات کے دو خدا نہیں ہو سکتے۔ آپ کسی سے پوچھئے کہ آپ کے بھائی کتنے ہیں خوش ہو کر بتائے گا...... آپ پوچھئے چچا کتنے ہیں خوش ہو کر بتائے گا...... پوچھئے بہنیں کتنی ہیں خوش ہو کر بتائے گا...... پوچھئے آپ کے ماموں کتنے ہیں خوش ہو کر

بتائے گا...... پوچھئے آپ کے تائے کتنے ہیں خوش ہو کر بتائے گا...... سارے رشتے بتاتا چلا جائے گا...... آپ کسی سے پوچھئے کہ آپ کے باپ کتنے ہیں...... جوتا اتار کر سر میں مار کر کہے گا بد بخت کہیں کے باپ بھی دو چار ہوتے ہیں...... پیغمبر نے سمجھایا۔ ان ربکم واحد

وابا کم واحدہ

تم دنیا میں آؤ تو تمہاری آمد میں ایک باپ صرف ایک ہی ابا ہے...... اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں...... ارے کائنات کا نظام چلانے میں خدا کے ساتھ کوئی شریک ہو سکتا ہے......؟ وہ بھی کائنات کا ایک ہی رب ہے...... اب بھی ایک ہے...... رب بھی ایک ہے...... یہی بتایا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو...... صرف وہ وحدہ لاشریک ہے...... اللہ الصمد وہ بے نیاز ہے...... وہ کسی کا محتاج نہیں...... ہم سب کے سب اسی کے محتاج ہیں۔ وہ ہمیں آنکھیں نہ دے ہم اندھے ہیں...... وہ زبان نہ دے ہم گونگے ہیں...... وہ ہاتھ نہ دے ہم لولے ہیں...... وہ پاؤں نہ دے ہم لنگڑے ہیں...... وہ ہمیں دل و دماغ نہ دے تو ہم پاگل ہیں...... ہمیں کپڑے نہ ملیں تو ہم ننگے ہیں۔

میرے دوستو! ہمیں کھانا نہ ملے تو ہم بھوکے ہیں...... ہمیں پانی نہ ملے تو ہم پیاسے ہیں...... ہمارے یار اور دوست نہ ہوں تو بے تعلق ہیں...... ماں باپ نہ ہوں تو ہم یتیم ہیں...... اولاد نہ ہوں تو لاولد ہیں...... اگر اقرباء اور رشتہ دار نہ ہوں تو لاوارث ہیں...... ہم ہر چیز میں محتاج ہیں خدا وہ ہے جو ان تمام احتیاجیوں سے پاک ہے...... ہم سب کو نیند آتی ہے وہ سونے سے پاک ہے...... تم سب سو جاتے ہو وہ خدا جاگتا رہتا ہے لا

تاخذہٗ سنۃ ولا نوم

حضرت موسیٰ ایک دفعہ کہنے لگے کہ اے الٰہ العالمین! ایک رات کے لئے تو مجھے یہ کائنات کا نظام عطا کیجئے...... میں ذرا اس نظام کو چلاؤں فرمایا کلیم! تمہیں پیارا بنایا

ہے۔ تم سے پیار کیا ہے۔۔۔۔۔ کلیم بنایا ہے۔۔۔۔۔ اتنے زیادہ بے تکلف بننے کی کوشش نہ کرو۔۔۔۔۔ کہ نظام کائنات کو بھی سنبھالنے کی باتیں شروع کر دی ہیں۔۔۔۔۔ کہا مولا! جی چاہتا ہے۔۔۔۔۔ اللہ نے فرمایا اگر جی چاہتا ہے تو پھر آؤ یہ ایک پانی کا پیالہ ہے۔۔۔۔۔ رات بھر ہاتھ میں لئے کھڑے رہو۔۔۔۔۔ صبح کو جب یہ پیالہ واپس کرو گے۔۔۔۔۔ تو پھر تمہارے متعلق فیصلہ کریں گے۔۔۔۔۔ حضرت موسیٰؑ نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا۔۔۔۔۔ رات کو کھڑے رہے۔۔۔۔۔ کھڑے کھڑے رات کو آخر انسان تھے۔۔۔۔۔ نیند کا غلبہ ہوا۔۔۔۔۔ رات کو نیند آئی۔۔۔۔۔ جسم کے اعضاء ڈھیلے ہوئے ہاتھ سے پیالہ چھوٹا اور زمین پر گر گیا۔۔۔۔۔ پانی ختم جلدی سے آنکھ کھولی اور اس کو اٹھانے لگے۔۔۔۔۔ لیکن کیا بنتا تھا پانی ضائع ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ شعور آیا صبح کو اللہ کریم نے کہا کلیم! جی رب جلیل۔۔۔۔۔ فرمایا پیالہ واپس کرو۔۔۔۔۔ کہا مولا وہ تو گر گیا ہے۔۔۔۔۔ فرمایا کلیم! فلسفہ سمجھ آیا ہے تو تو رات کو ایک پیالہ نہیں سنبھال سکا۔۔۔۔۔ تو اتنی بڑی کائنات کا نظام کیا سنبھالے گا۔۔۔۔۔؟ یہ میں خدا ہوں تم وہ ہو جو سو جاتے ہو۔ لا تاخذہٗ سنة ولا نوم ''نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ آتی ہے۔'' نحن اقرب الیہ من حبل الورید

میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب رہتا ہوں۔۔۔۔۔ اللہ کی ذات میں کسی کو شریک نہ کرو۔۔۔۔۔ اس کی صفات میں کسی کو شریک نہ کرو۔۔۔۔۔ وہ ساری کائنات پر قادر ہے اس کے سوا اور قادر کوئی نہیں۔۔۔۔۔ وہ ساری کائنات کا خالق ہے باقی سب مخلوق ہیں خالق کوئی نہیں۔۔۔۔۔ وہ ساری کائنات کا مالک ہے سارے انبیاء سمیت مملوک ہیں مالک کوئی نہیں۔۔۔۔۔ وہ ساری دنیا کا داتا ہے ساری دنیا اس کے سامنے جھولی پھیلا کر مانگتی ہے داتا کوئی نہیں۔۔۔۔۔ حضورؐ نے خود مانگتے ہوئے بتایا۔۔۔۔۔ ارشاد فرمایا اللھم انی عبدك وابن عبدك وابن امتك وناصیتی بیدك۔

مولا! میں تیرا بندہ ہوں۔۔۔۔۔ اللہ العالمین تیرے بندے عبداللہ کا فرزند ارجمند

ہوں..... تیری باندی آمنہ کا لعل ہوں۔ و ناصیتی بیدك

میری پیشانی تیرے قبضہ قدرت میں ہے..... میں نبی تیرے دروازے پر آ کے مانگتا ہوں..... پھر حضورؐ نے اللہ سے مانگ کر دکھایا..... دُعا مانگی کہ اللہ بادل برسادے..... خدا نے بادل برسائے..... دعا مانگی کہ مشرک معجزہ مانگتے ہیں..... اشارہ کرتا ہوں چاند کو دو ٹکڑے کردے..... یہ بتایا کہ انگلی سے اشارہ کرنا نبوت کا کام ہے اور چاند کو دو ٹکڑے کرنا خدا کا کام ہے..... ہاتھ اٹھانا محبوب تیرا کام ہے بادلوں کو جمع کرنا میرا کام ہے..... چہرے پر پھیرنا تیرا کام ہے بارش برسانا میرا کام ہے..... انگلی سے اشارہ کرنا تیرا کام ہے بادلوں کو ہٹانا میرا کام ہے..... بکری پہ ہاتھ پھیرنا تیرا کام ہے اس کو دودھ سے بھر دینا میرا کام ہے..... غلاف کعبہ کو پکڑ کر مانگنا تیرا کام ہے عمر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کر کے تیرے قدموں میں لے آنا یہ میرا کام ہے..... یہ تفصیل ہے..... وہ اللہ کی قدرت ہے..... یہ پیغمبر کا معجزہ ہے..... پیغمبرؐ نے ہر مقام پر دُعا بتائی تو اس میں اللھم اللہ کی طرف نسبت ہے۔

اللھم افتح لی ابواب رحمتك حضورؐ مسجد میں آئے تو بتایا کہ اللہ میں تیرے دروازے پر آ رہا ہوں..... یہ رحمت والا گھر ہے..... اس لئے ہمارے لئے رحمت کے دروازے کھول دے..... ہر مقام پر حضورؐ نے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کیا..... سر جھکایا اور بتایا بڑا عجیب قرآن مجید نے ایک اور مقام پر بتایا ہے..... کہ لوگو! ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین خدا تو اولاد سے اور سب شریکوں سے پاک ہے..... بچوں سے پاک ہے ..... خاندان سے پاک ہے..... اگر خدانخواستہ بالفرض والمحال اللہ کا کوئی خاندان ہوتا..... خدا کے کوئی قبیلے اور رشتہ دار ہوتے..... حضورؐ فرماتے ہیں وہ میں نہ ہوتا۔ انا اول العابدین مجھے تو مقام عبدیت پسند ہے..... میں پھر بھی خدا کی عبادت کرتا..... خدا کا شریک نہ بنتا۔

پہلا بدنصیب:

میرے دوستو! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مشرک کی عبادت اس رات قبول نہیں ہوتی...... جب تک وہ شرک سے توبہ نہ کرے...... شرک کیا ہے؟ کہ خدا کی ذات میں اللہ کی صفات میں اللہ کی عبادات میں کسی کو شریک نہ کریں...... خدا کی صفات میں کسی کو شریک نہ کریں...... وہ ساری کائنات کا مالک ہے...... ساری کائنات کا داتا ہے...... ہر ایک کو عطا کرنے والا ہے...... ہر ایک کی زندگی اور موت کا مالک ہے...... اور یہ بھی شرک ہے...... ذرا غور سے اس جملہ کو سنئے! ہمارے ہاں عام طور پر یہ ذہن ہوتا ہے...... کہ جی دوکان پر بیٹھیں گے نہیں تو کھائیں گے کہاں سے......؟ اگر تجارت نہیں کریں گے تو کھانا کھائیں گے کس طریقہ سے......؟ اگر ہل نہیں چلاؤں گا بچوں کا پیٹ کیسے پالوں گا......؟ غیب سے ندا آتی ہے بندے مجھ خدا کو بھلا دیا ہے...... جب تو اماں کے پیٹ میں تھا تیرے ہل کون چلاتا تھا......؟ جب تو ماں کے پیٹ میں تھا تجھے وہاں پر کون پالتا تھا......؟ وہاں پر دوکان داری کیسے کرتا تھا......؟ اندر میں پالتا ہوں...... باہر آ کر کہتا ہے کہ مخلوق کے سہارے پر پلتا ہوں...... یہ کہہ لینا کہ میں دوکان سے پلتا ہوں...... یہ سمجھنا کہ کھیتی باڑی سے گزارا ہوتا ہے...... یہ بھی خدا کے ساتھ شریک کرنا ہے...... اپنے آپ کو انسان پہچانے...... حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کہ رب کو کیسے پہچانا؟...... فرمایا من عرف نفسهٗ فقد عرف ربهٗ

جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا...... تم اپنی حقیقت کو پہچانو کہ تم کون ہو......؟ اللہ نے تمہیں گندے پانی کے قطرے سے پیدا کیا قرآن کہتا ہے ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً فكسونا العظام لحما ثم انشأناهٗ خلقاً آخر۔ آخر انسان کبھی غور کیا ہے تم نے کہ گندے پانی کے قطرے پر اللہ نے نقشہ بنایا...... اس کو پھر ماں کے پیٹ میں ٹھہرایا چالیس دن تک وہ نطفہ رہا...... پھر

اس کو علقہ مضغہ بوٹی گوشت کا ٹکڑا بنایا...... پھر اس کو پورا وجود عطا فرمایا...... ماں کے پیٹ سے خدا اندھا کر کے باہر نکالے دنیا کی کوئی طاقت آنکھ نہیں دے سکتی...... گونگا کر کے خدا دنیا میں بھیجے کوئی زبان نہیں دے سکتا...... لنگڑا کر کے خدا بھیجے کوئی پاؤں نہیں دے سکتا...... لولہا کر کے خدا بھیجے کوئی ہاتھ نہیں دے سکتا...... سر سے پاؤں تک پورا وجود بنایا ہے...... اللہ فرماتے ہیں لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اللہ فرماتے ہیں مجھے اپنی کبریائی کی قسم کہ انسان جیسی خوبصورت کوئی چیز نہیں بنائی...... ساری کائنات میں سب سے زیادہ حسین انسان ہے...... انسان تجھے خدا نے اپنے لئے بنایا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الالیعبدون

اور ساری کائنات خدا نے تیرے لئے بنائی ...... ماں کے پیٹ میں رکھا تو خوراک کا انتظام کیا...... ناف سے ایک نال لگا دی جس سے تو کھاتا اور پیتا ہے تجھے خوراک مل رہی ہے...... تیری ماں جو کچھ کھائے وہ خون بن کر تیرے پیٹ میں جا رہا ہے...... اسی ناف کے راستہ سے منہ کے راستہ سے خوراک نہیں دی...... اندر اس لئے کہ اس زبان سے تم نے اللہ کا ذکر کرنا ہے...... اسی زبان سے خدا کریم کی تسبیح و تحلیل کرنی ہے...... اسی زبان سے دنیا میں آ کر قرآن کی تلاوت کرنی ہے...... اسی زبان سے پیغمبر پر درود پڑھنا ہے...... اسی زبان سے لوگوں کو وعظ و نصیحت اور دین کی باتیں کہنی ہیں...... اسی زبان سے کلمہ حق اور سچ کہنا ہے...... میرے بندے ذرا ہوش کر...... آ دیکھ اندر تیری زبان کی حفاظت میں کر رہا ہوں...... باہر آ کر چٹی دلالی اور رشوت و حرام خوری کا مال کھا کر اس زبان کو پلید نہ کرنا...... اندر اس کی حفاظت میں کر رہا ہوں...... باہر حفاظت تو نے کرنی ہے...... یہ حکم دیا اور سمجھایا...... جب بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے...... دائی اس کی ناز کو کاٹتی ہے...... تو بچہ روتا ہے...... اس طرف اشارہ ہوتا ہے...... بچہ یہ سمجھتا ہے کہ شاید رزق کا

یہی ایک دروازہ تھا ...... جس دروازے سے مجھے رزق مل رہا تھا...... اس لئے یہ روتا ہے...... آواز آتی ہے میرے بندے فکر نہ کر رونے کی ضرورت نہیں...... تیرا رازق تیری اماں کا پیٹ نہیں...... میں خدا ہوں دیکھ تیرے رزق کا ایک دروازہ بند ہوا ہے...... میں دو کھولتا ہوں تیری والدہ کے سینے پر پستان لگا دیئے ہیں...... ان سے جو دودھ ابل رہا ہے...... آ کے دیکھو دنیا والو! ہوٹلوں پر جا کے دودھ لے کر آتے ہو...... ٹھنڈا ہوتا ہے...... گرم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے...... پھیکا ہوتا ہے...... میٹھا ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے...... پتلا اور پانی کی طرح ہوتا ہے...... اس میں صحیح سالم اور صاف ستھرا دودھ نہیں میسر آتا...... بچہ کو پلاتے ہو تو شہر سے نپل لے کر آتے ہو...... اللہ فرماتے ہیں جب بچپنی کا عالم تھا تیری والدہ کے سینے پر دو پستان میں نے لگائے ہیں...... ایسی نپل لگائی ہے کہ دنیا میں امریکہ و برطانیہ اور جاپان کی نپل لے کر آؤ...... تو وہ بھی مہینہ کے بعد خراب ہو جاتی ہے...... ڈھائی سال تک تو ماں کا دودھ پیتا ہے...... کبھی وہ خراب نہیں ہوئی...... اس میں اتنا ہیٹر لگا دیا کہ دودھ تمہیں گرم میسر آ رہا ہے...... مٹھاس کا انتظام کر دیا ہے کہ دودھ میٹھا مل رہا ہے...... انسان ذرا ہوش کر اوئے علماء اور بزرگوں کی محفل میں بیٹھ کر کبھی ذکر واذکار کا موقع میسر نہیں آیا تو کبھی سوچ لیا کرو...... جب دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لے کر پینے لگتے ہو کسی ہوٹل پر دودھ پینے کے لئے جاتے ہو...... اس وقت سوچا کرو کہ کتنی بڑی عظیم نعمت ہے...... جس جانور سے یہ دودھ آیا ہے...... اس کی رنگ کالی ہے...... اس کا خون سرخ ہے...... اس کی گوبر بدبودار ہے...... یہ اس خدا کی قدرت کاملہ ہے کہ جو آنے والے دودھ کے اندر وہ خدا نہ جانور کی سیاہی کو آنے دیتا ہے...... نہ اس کے خون کی سرخی کو آنے دیتا ہے...... نہ اس کی گوبر کی بدبو کو آنے دیتا ہے...... اس لئے خالصا سائغاً للشاربین

میرا بندہ بڑا نازک مزاج ہے...... بڑی نفاست طبع کا مالک ہے...... کہیں ایسا نہ

ہو کہ بدبو کو دیکھ کر میری نعمت کو ٹھکرا نہ دے..... اس نے تمہارے لئے سارے انتظام کئے ہیں..... ڈھائی سال کے بعد ماں دودھ چھڑاتی ہے..... تو بچہ روتا ہے آواز آتی ہے..... میرے بندے فکر نہ کر تیرا رب تیری اماں کا پیٹ نہ تھا..... تیرا رب تیری والدہ کا سینہ نہیں..... تیرا رب تو میں خدا ہوں..... آدیکھ تجھے رزق عطا کرتا ہوں..... آسمان سے بارش برسا کے رزق دوں گا..... زمین سے سبزیاں اُگا کے رزق دوں گا..... ہواؤں کو چلا کر رزق دوں گا..... چاند سورج ستارے تابع کر کے رزق دوں گا..... آدیکھ میری قدرت کے آثار کو دیکھنا چاہتا ہے..... تو اس طریقہ سے دیکھ یہ سورج تیرے لئے بنایا ہے۔ سخر الشمس والقمر چاند سورج تیرے تابع کیا ہے..... سورج تیری گندم پکار ہا ہے..... چاند تیری کپاس کو نرمی اور ٹھنڈک پہنچا رہا ہے..... یہ ہوائیں چلتی ہیں تو گندم کا دانہ زمین میں ڈال کر آتا ہے..... تجھے کوئی پتہ نہیں مردہ کو دفن کرو تو ہفتہ کے بعد اس کے جسم کے حصے نہیں ملیں گے..... لیکن جب زمین میں دانہ ڈال کر واپس آئے ہو..... خدا زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کو ہضم نہیں کرنا..... اس کو ختم نہیں کرنا..... اس کو باہر نکالنا ہے کہ اس نے تیار ہو کر میرے بندے کی خوراک بننا ہے..... زمین اسے باہر نکالتی ہے..... اللہ نے ہوا کو چلا کر حکم دیا کہ اس کو لہرانا ہے..... اس کو سبز بنانا ہے..... پانی کو حکم دیا کہ تو نے اس کو سیراب کرنا ہے..... سورج کو حکم دیا کہ اس کو گرمی پہنچا کر اس کو پکانا ہے..... چاند کو حکم دیا کہ اس کو ٹھنڈک پہنچا کر اس کو طمعانیت پہنچانی ہے..... جب بن کر پک کر تیار ہو جاتی ہے..... لوہا تیرے تابع کیا کہ درانتی بنا کر اس کو کاٹ رہا ہے..... اس کو کاٹنے کے بعد فارغ ہوتا ہے..... اللہ نے پتھر تیرے تابع کئے ہیں کہ چکی سے اس کو پیس رہا ہے..... خدا نے پانی تیرے تابع کیا ہے کہ آٹا بنا کر اس کو گوندھ رہا ہے..... آگ تیرے تابع کی ہے کہ کھانا اس پر پکا رہا ہے..... جب پک کر تیار ہو جائے ..... ذرا مخلوق پر بھی نظر دوڑاؤ اور اپنے آپ کو بھی دیکھو..... کہ

جانوروں کو دیکھو...... گدھے کو دیکھو تو سر جھکا کر کھائے گا...... اونٹ کو دیکھو سر جھکا کر کھائے گا...... بکری کو دیکھو سر جھکا کر کھائے گی...... بیل بھینس کو دیکھو سر جھکا کر کھائیں...... لیکن انسان جب تیرے کھانے کی باری آئی...... اللہ کریم نے اتنے بڑے ہاتھ دیے کہ میرے بندے ان ہاتھوں سے اٹھا کر کھا سر جھکا کر نہ کھا...... اس لئے کہ ساری کی ساری کائنات تیرے لئے بنائی ہے...... یہ رزق تیرے لئے ہے...... تو رزق کے لیے نہیں تو صرف رازق کے لیے ہے...... تو اللہ کے لئے ہے...... تجھے مخلوق کے آگے نہیں جھکنا...... تجھے خالق کے آگے جھکنا ہے...... اور جب آدمی دنیا سے مرتا ہے...... تو عام طور پر یہی کہتے ہیں جی آج رزق ختم ہوگیا ہے...... اس لئے دنیا سے جارہا ہے...... غائب سے ندا آتی ہے...... کہ میرے بندے اگر دنیا کی زندگی میرے حکموں کے مطابق میرے پیغمبر کے طریقوں کے مطابق گزار کے آیا ہے...... تو پھر سن آج میری رحمت کا دریا جوش میں ہے...... دنیا سے تیرے رزق کے چار دروازے بند ہوئے ہیں...... آج جنت کے تیرے لئے آٹھ دروازے کھول دیتا ہوں...... اللہ کریم رحمت کے دروازے کھولتے ہیں۔

جنت کے آٹھ دروازوں کی آواز:

بڑا عجیب نکتہ بتاؤں جنت کے دروازے بھی آٹھ ہیں...... اور شعبان بھی اسلامی مہینوں میں آٹھواں مہینہ ہے...... اس طرف اشارہ کیا کہ اس رات جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں...... حدیث میں آتا ہے جب شب براۃ کی یہی رات آتی ہے...... اس رات کو آٹھوں دروازے جنت کے کھول دیئے جاتے ہیں...... ہر ہر دروازے پر ایک فرشتہ بیٹھا ہوتا ہے...... اور ہر ایک ندا دیتا ہے...... کہ اس دروازے سے وہ لوگ گزریں گے...... جو آج اللہ کی عبادت کریں گے۔

قیام کی حالت میں دوسرے دروازے والا کہتا ہے...... اس دروازے سے وہ

لوگ گزریں گے......جنہوں نے رکوع کی حالت میں خدا کی عبادت کی ہوگی۔

تیسرے دروازے والا کہتا ہے......اس سے وہ لوگ گزریں گے جنہیں سجدہ کی حالت میں خدا کی عبادت کی ہوگی۔

چوتھے دروازے والا کہتا ہے......اس سے وہی لوگ گزریں گے جو لوگ قعدے اور تشہد میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے لکھا ہے...... پانچویں دروازے پہ بیٹھا ہوا فرشتہ کہتا ہے......اس دروازے سے وہ لوگ گزریں گے جو آج کی رات خدا سے رزق کو مانگیں گے۔

چھٹے دروازے والا فرشتہ کہتا ہے......اس دروازے سے وہ لوگ گزریں گے...... جو آج کی رات اپنے گناہوں کی مغفرت مانگیں گے۔

ساتویں دروازے والا کہتا ہے......آج اس دروازے سے وہ لوگ گزریں گے جنہوں نے اللہ سے عافیت کی دُعا مانگی ہوگی۔

آٹھویں دروازے والا کہتا ہے...... اس آٹھویں دروازے سے وہی لوگ گزریں گے......جنہوں نے آخرت کی زندگی کی فکر کرتے ہوئے خدا سے جنت کو مانگا ہے......خدا ان سب کو عطا کر دے گا...... یہ اس رات کو فیصلے ہوتے ہیں۔

زندگی اور موت کے فیصلے:

حضورؐ فرماتے ہیں اس رات کو زندگی اور موت کے فیصلے فرشتوں کے حوالے خدا کریم کر دیتے ہیں...... فرمایا بہت سارے لوگ ہیں کوئی مکان بنا رہا ہے......کوئی دوکان پر بیٹھا ہوا ہے......کوئی شادی کر رہا ہے......کوئی خوشی کے ترانے گا رہا ہے......کوئی سیر و سیاحت میں جا رہا ہے......اور پتہ نہیں کہ آج کی رات اس کا شمار مردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہو......پتہ نہیں چلے گا کہ کل کو اسے موت آنے والی ہے۔

شعبان میں اتنے روزے رکھنے کی وجہ:

حضرت علیؓ نے پوچھا اللہ کے رسول شعبان میں اتنے روزے کیوں رکھے ہیں......فرمایا اس لئے رکھتا ہوں کہ اس مہینہ میں اللہ کریم رزق کو لکھتے ہیں......اس مہینہ میں خدا کریم عافیت اور صحت کو لکھتے ہیں......اس مہینہ میں اللہ کریم فرشتوں کے حوالے خوراک اور رزق کر دیتے ہیں...... میرا جی چاہتا ہے کہ میرے متعلق جب بھی کوئی فیصلہ ہو تو اس وقت اللہ کی عبادت کر رہا ہوں...... جب پیغمبر کا یہ منشاء ہے تو میں اور آپ کا کس کھاتے میں شمار ہے؟۔

لفظ شعبان پہ عجیب نکتہ:

میرے دوستو! آج کی رات یہ جاگنے کی رات ہے...... بڑی برکتوں اور عظمتوں کی رات ہے...... شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے لکھا ہے کہ شعبان کے پانچ حرف ہیں...... شعبان میں شین ہے......شعبان میں عین ہے......شعبان میں باء ہے......شعبان میں الف ہے......شعبان میں نون ہے......شعبان کی شین بتا رہی ہے کہ یہ مہینہ شرافت کا ہے...... شعبان کی عین بتا رہی ہے کہ یہ مہینہ عظمت کا ہے......شعبان کی باء بتا رہی ہے کہ یہ مہینہ برکت کا ہے......شعبان کی الف بتا رہی ہے کہ یہ مہینہ اللہ کی طرف سے انس والفت کا ہے......شعبان کی نون بتا رہی ہے کہ یہ مہینہ خدا کی طرف سے نورانیت کا ہے......اس مہینہ میں الفت، نورانیت برکت اللہ کی طرف سے عظمت اور خدائے کریم کی طرف سے رحمت و شفاعت اس مہینہ میں عام ہوتی ہے۔

شب برائت میں فرشتوں کو حکم خداوندی:

حضورؐ نے فرمایا کہ یہ میرا مہینہ ہے......اس مہینہ میں عبادت کرنا سب سے

زیادہ پسند کرتا ہوں...... جب یہ برکت والی رات آتی ہے...... فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے۔

اذ جاء نصف لیلة من الشعبان فتحت ابواب الجنان غلقت ابواب النیران۔

جب شعبان کی یہی رات آتی ہے...... فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ جہنم کے دروازے بند کردو...... جنت کے دروازوں کو کھول دو...... اور روئے زمین پر پھیل جاؤ...... میرے بندے ذکر کررہے ہوں گے...... جنت کی طلب کررہے ہوں گے...... گناہوں سے مغفرت مانگ رہے ہوں گے...... تم ان کے ساتھ مل کر اس عمل میں شریک ہوجاؤ...... میں بھی خدا وعدہ کرتا ہوں کہ میں ان کے لئے جنت کے دروازے کھولے ہوئے ہوں۔

حضورؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ علیؓ! اذا جاء نصف لیلة من الشعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها۔

جب یہ پندرہ کی رات آئے تو اس رات کو قیام کرنا...... اور جب پندرہ کا دن آجائے تو اس دن کو روزہ رکھنا...... فرمایا یہ اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو اس بابرکت مہینہ کے اندر ہمارے ہاں جس طریقے سے بجٹ پیش ہوتے ہیں...... اس طریقہ سے اسی رات کو مخلوق کے تمام اعمال وعبادات آسمانوں کی طرف منتقل کردیئے جاتے ہیں...... اور آئندہ پورے سال کے فیصلے زمین کی طرف منتقل کردیئے جاتے ہیں...... اس رات کو اللہ سے جو مانگو اللہ کی طرف سے عطا کردیا جاتا ہے تو حضور اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس رات اللہ کریم ان لوگوں کی مغفرت کرتے ہیں...... جو اس رات کو صلوٰۃ الخیر پڑھے...... صلوٰۃ الخیر بھلائی کی نماز یہ علماء نے لکھا ہے...... کہ ایک ایسی نماز ہے کہ اس میں ایک سو رکعت نماز ادا کی جائے...... اور ایک رکعت کے اندر الحمد کے بعد دس دس مرتبہ سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھی جائے...... شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھو...... الغرض یہ کہ اس سوال کو اس رات پڑھا جائے...... اس لئے کہ سورۃ فاتحہ میں بھی اللہ کی حمد

وثناء خدا کی تعریف وتوصیف اور پھر اسی سورت میں بھی اللہ کی حمد وثناء ہے ..... تو اس نماز کے پڑھنے سے اللہ کریم ستر مرتبہ اپنی نظر کرم بندے کی طرف فرماتے ہیں ..... ایک ایک نظر رحمت کے ساتھ ستر ستر زندگی کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیتے ہیں ..... یہ اس رات کو خدائے کریم کا خصوصی فضل ہوتا ہے۔

صلوۃ التسبیح کی فضیلت اور طریقہ:

حضرت عباس بن عبدالمطلب کو حضورؐ نے فرمایا کہ میرے چچا (جان کیا میں تم کو ایک عطیہ دوں؟ کیا میں تم کو کچھ بخشش کروں؟ کیا میں تم کو مفید چیز سے باخبر کروں؟ کیا تم کو ایسی چیز دوں جب تم اس کو کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، غلطی سے کئے ہوئے اور جان کر کئے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، چھپ کر کئے اور ظاہر کئے ہوئے سب معاف فرمادے گا وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نفل صلوۃ التسبیح اس طرح سے پڑھو کہ جب الحمد شریف اور سورۃ پڑھ چکو تو کھڑے ہی کھڑے رکوع سے پہلے کلمہ سوم سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر پندرہ مرتبہ کہو پھر رکوع کرو تو رکوع میں ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھو پھر رکوع سے کھڑے ہوکر (قومہ میں) دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ میں جاکر دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ سے اٹھ کر (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر) دس مرتبہ پڑھو پھر دوسرا سجدہ کرو (اور سجدہ میں) دس مرتبہ پڑھو پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھ جاؤ اور دس مرتبہ پڑھو (اسی طرح چار رکعتیں پڑھ لو) یہ ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ ہوئے اور چار رکعتوں میں ملا کر ۳۰۰ ہوئے یہ ترتیب بتا کر حضور نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو، یہ نہ کرو تو جمعہ میں (یعنی ہفتہ بھر میں) ایک مرتبہ پڑھ لو یہ بھی نہ کرو تو مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ کرو تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ کرو تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لو)

حضرت عباس بن عبدالمطلب کو حضورؐ نے کیا فرمایا؟ کہ اے میرے چچا جان !اس رات کو کرنے کی ایک عبادت بتاؤں...... ایک ایسی نماز بتاؤں کہ جس کے پڑھنے سے تیرے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جائیں جس کے پڑھنے سے تیرے وہ گناہ جو یاد ہیں یا بھولے ہوئے ہیں...... جو چھوٹے ہیں یا بڑے ہیں...... جو ظاہرا کئے ہیں یا چھپ کر کئے ہیں...... خواہ وہ گناہ کی جھاگ کے برابر ہوں...... درختوں کے پتوں اور آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہوں...... اللہ ان سب کو معاف فرمادیں گے...... تو عرض کی حضورؐ ضرور بتائیں وہ کون سی عبادت ہے؟ تو فرمایا وہ نماز صلوٰۃ التسبیح ہے...... چار رکعات نماز نفل کی نیت باندھو اللہ اکبر کہہ کے پہلی رکعت میں قرأت مکمل کرنے کے بعد بعض علماء نے بتایا ہے کہ پہلی رکعت میں سورت زلزال کو پڑھو...... اس کو پڑھنے کے بعد قیام کی حالت میں کھڑے ہوئے پندرہ مرتبہ اس تسبیح کو پڑھو سبحان اللّٰہ و الحمدللّٰہ و لا الٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر پھر جب رکوع میں جاؤ تو سبحان ربی العظیم کہنے کے بعد دس مرتبہ پھر اس کو پڑھو سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ و لا الٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر پھر سمع اللہ اور ربنالک الحمد کہنے کے بعد قومہ کی حالت میں وہیں کھڑے ہو کر ہاتھ چھوڑ کر دس مرتبہ یہی الفاظ دہراؤ...... فرمایا پھر سجدہ کے اندر جاؤ پہلے سجدہ میں یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھو...... پھر اٹھ کر بیٹھ جاؤ...... جلسہ کی حالت میں دس مرتبہ اس تسبیح کو پڑھو...... پھر دوسرے سجدے میں جاؤ...... پھر دس مرتبہ اس تسبیح کو پڑھو...... پھر دوسرے سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جاؤ...... اور اس کو دس مرتبہ پڑھو تو اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ ہوگئی...... اور فرمایا چار رکعتوں کے اندر یہ تین سو مرتبہ ہوگی...... اللہ کریم اس کے پڑھنے سے تمام گناہوں کی مغفرت فرماتے ہیں...... پھر فرمایا میرے چچا! اگر ہو سکے تو روزانہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو...... اگر نہ ہو سکے تو ہفتہ میں کم از کم ایک دفعہ پڑھ لینا...... چچا ہفتہ میں بھی اگر نہ پڑھ سکو تو مہینہ میں ایک دفعہ پڑھ لینا......

چھا مہینہ میں اگر ایک دفعہ نہیں ہوسکتا.....سال میں ایک مرتبہ پڑھ لینا.....میرے چچا سال میں بھی نہ پڑھ سکو تو پوری عمر میں ایک مرتبہ تو ضرور پڑھ لینا تاکہ اس سعادت سے محروی نہ رہے.....تو یہ رات بڑی عظمتوں کی رات ہے.....اس رات کو یہ اعمال کرنے چاہئیں .....اس رات تمام لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے.....گناہوں کی گھڑیاں لے کر آؤ اتار دی جاتی ہیں۔

لیلۃ البراءت میں فرشتوں کا استقبال میں کھڑے ہونا:

حدیث میں آتا ہے مسجد کے دروازے پر فرشتے کھڑے ہوتے ہیں.....جب آدمی نہا دھو کر پاک صاف ہو کر اللہ کی بارگاہ میں آتا ہے.....قرآن کہتا ہے ثیابك فطھر تم اپنے کپڑوں کو پاک کر کے آرہے ہو.....خدا تمہارے دل صاف کر دے گا.....وہاں پر فرشتے گناہوں کی گھڑیاں اتار لیتے ہیں.....ہلکا کر دیتے ہیں کہتے ہیں اب جا بندے تو پاک صاف ہو چکا ہے.....جب اللہ کی بارگاہ میں آتا ہے.....اللہ اکبر کہہ کر خدا کی حمد وثناء کرتا ہے.....کہتا ہے الحمدللہ رب العالمین غیب سے ندا آتی ہے۔حمدنی عبدی دیکھو میرا بندہ میری تعریف کر رہا ہے۔یہ کہتا ہے الرحمن الرحیم اللہ فرماتے ہیں ثنانی عبدی میرے بندے نے میری ثنا بیان کی یہ کہتا ہے۔مالك یوم الدین اللہ فرماتے ہیں مجدنی عبدی میرا بندہ میری بزرگی بیان کر رہا ہے یہ کہتا ہے ایاك نعبد و ایاك نستعین اللہ فرماتے ہیں ھذا بینی و بین عبدی یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے.....عبادت وہ کر رہا ہے.....عبادت کے قائل میں ہوں.....مدد وہ مانگ رہا ہے.....عطا کرنے والا میں ہوں.....اور جب کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم اللہ فرماتے ہیں ملائکتی اشھدو اماسألنی عبدی اتیتہ فرشتو! گواہ ہو جاؤ.....میرے بندے نے جو کچھ مانگا ہے.....میں نے اپنی رحمت سے عطا کر دیا

ہے ..... یہ سب اللہ کی عطا ہے..... حضورؐ فرماتے ہیں سب لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

کچھ بد بخت ایسے ہیں..... جن کی اس رات بھی مغفرت نہیں ہوتی ..... ایک مشرک کی جو خدا کی ذات میں، صفات میں، عبادات میں، کسی کو شریک کرے۔ اللہ اکبر نماز پڑھتے ہیں..... نماز عبادت ہے..... نماز میں قیام ہے..... یہ قیام عبادت ہے..... خدا کے سامنے اس حالت میں کھڑا ہونا جائز ہے ..... اللہ کے بغیر مخلوق میں بڑے سے بڑا آدمی کیوں نہ ہو اس کے سامنے ایسے کھڑا ہونا یہ خدا کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا ہے ..... رکوع کی کیفیت ہے یہ عبادت ہے..... یہ اللہ کی ذات کو زیب دیتی ہے ..... اس لئے بندوں میں کسی کے لئے رکوع جائز نہیں..... سجدہ خدا کی عبادت ہے..... مخلوق میں سے کسی کے لئے سجدہ جائز نہیں ..... تشہد اور قعدہ کی حالت میں بیٹھ کر حمد و ثناء بیان کرنا یہ اللہ کی عبادت ہے..... اس حالت میں کسی اور کے لئے ایسے بیٹھنا یہ جائز نہیں..... ہم کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہیں..... یہ عبادت ہے صرف کعبہ کا طواف ہے..... مخلوق میں سے کسی کے گھر کے اس طرح طواف کرنا یہ خدا کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا ہے..... اور یہی فلسفہ معراج کی رات حضورؐ نے بتایا التحیات للہ و الصلوٰت و الطیبات کہ اے الہٰ العالمین! میری جتنی عبادت زبان سے ادا ہوگی وہ بھی تیرے لئے ہے جتنی عبادت وجود ادا کرے گا وہ بھی تیری ذات کے لئے ہے..... اور میری وہ عبادت جو میرے مال کے ذریعہ سے ہوگی کہ تیرے راستہ میں خیرات کرتا ہوں..... صدقہ دیتا ہوں ..... کوئی مال ہدیہ کے طور پر قربان کرتا ہوں..... کوئی اور قربانی دیتا ہوں..... وہ بھی صرف تیری ذات کیلئے ہے۔

ہو جس میں عبادت کا دھوکہ مخلوق کی وہ تعظیم نہ کر
جو خاص خدا کا حصہ ہو بندوں میں اسے تقسیم نہ کر

عبادت صرف اسی کا خاصہ ہے..... فرمایا اس رات مشرک کی بخشش نہیں

ہوتی......دوسرا اس آدمی کی بخشش نہیں ہوتی جو دل میں کینہ بغض اور حسد رکھتا ہو......ضد اور عناد رکھتا ہو کہ اس آدمی کو اتنی عزت کیوں مل رہی ہے......؟ یہ اتنا پروان کیوں چڑھ رہا ہے......لوگ اس کا احترام کیوں کرتے ہیں......لوگوں میں اس کا اثر کیوں پھیل رہا ہے......یہ تو در در کا بھکاری تھا......آج اس کے پاس اتنی دولت کیوں آرہی ہے......یہ اندر میں جلتے رہنا حسد رکھنا فرمایا حاسد آدمی کی اللہ کریم اس رات مغفرت نہیں کرتے......اور بڑا عجیب منظر ہے کہ حاسد جب حسد کرتا ہے......محسود کا بگڑتا کچھ نہیں ہے......حاسد کا بچتا کچھ نہیں ہے۔

حاسد حسد کی آگ میں اکثر جلا کرے وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

قرآن نے بتایا ومن شر حاسد اذا حسد حسد کرنے والوں کے شر سے اللہ پناہ مانگتے ہیں......حضورؐ نے فرمایا کہ لوگو! ان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب کہ حسد نیکیوں کو ایسے تباہ و برباد کر دیتا ہے......جس طریقہ سے آگ لکڑیوں کو کھا کر راکھ کر دیتی ہے......تو میرے محترم دوستو! اس رات کینہ رکھنے والے کی بغض وحسد کرنے والے کی عبادت قبول نہیں ہوتی...... جب تک وہ اپنے اس گناہ کی معافی نہ مانگے......حضورؐ نے فرمایا اس بابرکت رات کے اندر والدین کے نافرمان کی بھی مغفرت نہیں ہوتی......میں اپنے نوجوان طبقہ سے خاص طور پر کہوں گا۔

قاضی احسان احمد اور جنت کی تلاش:

میرے نوجوان بھائیو! سوچنے کا مقام ہے...... ہمارے یہ بزرگ اور سفید چہرے جو ہمارے آباؤ اجداد اور والدین ہیں......آج ان کی خدمت کر لو......کہیں ایسا نہ ہو کل ہماری اولاد ہمارے سروں پر جوتے نہ مارے...... ہم در در کے دھکے نہ کھاتے پھریں......آج ان کی خدمت میں جنت ملے گی......حضورؐ نے فرمایا کہ رضی الرب فی

رضی الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد۔ اللہ کی رضا چاہتے ہو تو باپ کو راضی کرو ......اگر ابا ناراض ہو گیا تو جہنم کا دروازہ کھل جائے گا......حضورؐ نے فرمایا الجنۃ تحت اقدام الامھات جنت کو تلاش کرنا چاہتے ہو تو آؤ اپنی ماں کے قدموں میں جنت کو تلاش کرو۔

ہمارے شجاع آباد کے ایک بزرگ تھے......قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں...... حج کعبۃ اللہ کے لئے تشریف لے گئے......ان کی والدہ محترمہ بھی ساتھ تھی......وہاں پر جا کر کعبۃ اللہ کا طواف کیا...... جب والدہ تھک ہار کر بیٹھ گئی تو اپنی ماں کے پاؤں کو دبانے بیٹھ گئے......والدہ پوچھتی ہے کہ احسانؒ بیٹے کیا کر رہے ہو ؟......قاضیؒ صاحب نے بڑا عجیب جملہ کہا...... کہنے لگے اماں! پیغمبر کی حدیث ہے کہ الجنت تحت اقدام الامھات جنت ماں کے قدموں میں ہے......آج تیرے قدموں میں جنت کو تلاش کر رہا ہوں...... ماں نے بھی ایک دُعا کا جملہ کہا کہ بیٹے! میرے دل کی دُعا ہے کہ وقت کا حاکم تیری جوتیاں اٹھائے......قاضی صاحب تشریف لائے بہاولپور کی جامع مسجد الصادق میں خطاب کیا......تقریر سے فارغ ہوئے تو نواب صادق نے جوتی اٹھا کر سیدھی کی......لوگوں نے کہا نواب صاحب جوتیاں ہم اٹھائیں گے......قاضی صاحب کی جوتی آپ نہ اٹھائیں...... قاضی احسان احمدؒ کہنے لگے اٹھانے دو...... یہ نواب خود نہیں جوتیاں اٹھا رہا......میری اماں کی دُعا اس سے جوتیاں اٹھوا رہی ہے۔

ماں باپ کی خدمت نہ کرنے والوں پر اللہ کی لعنت:

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے والدین کا تم پر حق ہے ان کی خدمت کرو...... حضورؐ نے فرمایا اس شخص پر خدا کی لعنت ہو......اللہ کی رحمت سے دور ہو...... تباہ و برباد ہو......جس کے ابا اماں زندہ ہوں......اور ان کی خدمت کر کے وہ جنت کا سرٹیفکیٹ حاصل

نہ کرے...... میرے محترم دوستو! بہت بڑی بات ہے...... حدیث میں آتا ہے یہ علامات قیامت میں سے ہے...... کہ قرب قیامت میں ایسے بد بخت لوگ ہوں گے...... یاروں سے یاری ہوگی ......اپنے والد کو کہیں گے کتا بھونکتا کیوں ہے؟...... سہیلی کے ساتھ تعلق ہوگا ......لڑکی ماں کو کہے گی کہ میں تیری بات نہیں سننا چاہتی ...... بوڑھی دماغ بھی کھا گئی ہے...... یہ آج کل وہ دور آچکا ہے۔

میرے دوستو! حضورؐ نے فرمایا ثلث لاترد دعائهٔ تین شخص ایسے ہیں جن کی دعا کو خدا کبھی رد نہیں کرتا فرمایا کہ الدعاء الصائم روزہ دار کی دُعا کہ حین یفطرافطار کے وقت وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو خدا اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ دوسرا فرمایا کہ دعاء الوالد بولده ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے...... مظلوم کی آہ خدا کے عرش کو ہلا دیتی ہے...... اس کی دعا بھی قبول ہوتی ہے...... اس لئے اپنے والدین کا احترام کرو۔

حضرت علقمہ نامی صحابی کا وقت موت:

علقمہ نامی ایک بہت بڑے جلیل القدر صحابی ہیں...... وفات کا وقت ہے سکرات لگی ہوئی ہے...... روح نہیں نکلتی دو تین دن گزر گئے...... پریشانی کا عالم ہے صحابہؓ نے آکر حضورؐ کو بتایا کہ اللہ کے رسول اس کو سکرات ہے...... اور روح نہیں پرواز ہو رہی...... حضورؐ نے ارشاد فرمایا اچھا جا کر پتہ کرو کہ اس کے گھر میں والدہ یا کوئی اور ہے......؟ اگر بوڑھی والدہ ہو تو اس کو میرے پاس لے آؤ...... یا یہ ہے کہ میں اس کے پاس چل کر جاؤں گا...... ضعیف العمر ماں تھی...... حضورؐ کا پیغام اس تک پہنچایا گیا...... بڑھیا کہنے لگی آقا یاد فرمائیں اور میں نہ جاؤں...... روتی کانپتی ہوئی حضورؐ کے قدموں میں آئی ...... حضورؐ نے فرمایا خیر تو ہے کیا بات ہے تو بیٹے سے ناراض تو نہیں؟...... اس نے کہا اللہ کے رسول اور تو کوئی ناراضگی

نہیں...... پوری زندگی میں ایک موقع پر اس نے اپنی بیوی کی بات کو میری بات پر ترجیح دی مجھے جھڑک دیا تھا...... اس کا وہ جملہ اب تک مجھ پر نا گوار گزر رہا ہے...... میرے دل میں اب بھی وہ جملہ اٹکا ہوا ہے...... حضورؐ نے بلال حبشی کو دیگر صحابہ کو حکم دیا کہ جاؤ جنگل میں جا کر لکڑیاں اکٹھی کر کے لے آؤ...... صحابہ لکڑیاں لینے کے لئے گئے...... بڑھیا کہتی ہے اللہ کے رسول لکڑیاں کیوں جمع کرا رہے ہو؟...... فرمایا آگ جلاؤں گا...... آقا آگ جلا کر کیا کریں گے؟...... فرمایا تیرے بیٹے کو اس آگ کے چیچہ میں ڈالوں گا...... حضور کیوں؟ فرمایا ماں باپ کے نافرمان کو محمدؐ دنیا میں جلائے گا...... قیامت کے دن خدا اسے جہنم کی آگ میں ڈالے گا...... ماں کا دل تھا رو کر کہتی ہے...... کہ میں نے اپنے دل کو صدق دل سے معاف کیا ہے...... صحابہ کہتے ہیں ماں کے اس جملہ کہنے کی دیر تھی...... فوراً صحابی کی زبان پہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہٗ کے کلمے آئے...... اور روح پرواز کر گئی۔

شراب کی ممانعت:

میرے دوستو! بہت بڑی بات ہے...... والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کیجئے ...... حضورؐ فرماتے ہیں تمام لوگوں کی مغفرت ہو جاتی ہے...... اس رات والدین کے نافرمان کی مغفرت نہیں ہوتی جب تک کہ وہ معافی نہ مانگے...... صحابہ نے عرض کیا اللہ کے رسول ماں باپ اگر دنیا سے رُخصت ہو گئے ہوں تو؟ ارشاد فرمایا ان میں کوئی ایک زندہ ہو تو اس کو راضی کرو...... اگر دونوں دنیا سے رُخصت ہو گئے ہوں تو ان کے جتنے تعلق دار ہیں باپ کے جتنے یار ہیں...... اس کے جتنے دوست ہیں...... والدہ کی جتنی سہیلیاں ہیں...... فرمایا ان کا احترام کرو...... ان کی عزت افزائی کیا کرو...... ان کو خوش کرو گے...... ان کے دل سے دُعا نکلے گی...... اللہ کریم تمہارے لئے جنت کے دروازے کھول دیں گے...... بی بی حلیمہ سعدیہ

ایک مرتبہ حضورؐ کے ہاں تشریف لائیں...... بالکل ضعیف العمر بوڑھی سی عورت اور حضورؐ اس کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے...... آپ نے اپنی چادر اس بڑھیا کے لئے بچھائی اس بڑھیا کو اپنی چادر پر رحمت اللعالمین نے بٹھایا...... شربت بنایا پلایا...... جب جانے لگی تو حضورؐ روانہ کر کے آئے...... صحابہ کہنے لگے اللہ کے رسول! اس بڑھیا کا اتنا احترام کیوں یہ کون تھی؟...... فرمایا تم نہیں جانتے مجھے دودھ پلانے والی میری اماں حلیمہ تھی...... میں اس کا احترام کر رہا تھا...... تو میرے محترم دوستو! اس بابرکت رات میں والدین کے نافرمان کی بھی مغفرت قبول نہیں ہوتی...... فرمایا اس رات کو شرابی کی دُعا قبول نہیں ہوتی...... اس کی مغفرت نہیں ہوتی...... جو شرابی اور شراب کا عادی ہو...... دن رات شراب پینا جس کا وطیرہ ہو۔ الخمر ام الخبائث تمام برائیوں کی جڑ اور تمام برائیوں کو جمع کرنے والی اگر کوئی بدترین نحوست کی چیز ہے تو وہ یہ شراب ہے...... شرابی کے متعلق حکم دے دیا کہ جب شرابی شراب میں بدمست ہو...... اس کو اسلام عبادت کرنے کی اجازت نہیں دیتا...... شرابی شراب کی حالت میں ہوتا ہے...... نہ ماں کی پہچان ہے...... نہ بیٹی کی پہچان ہے...... نہ بیوی کی پہچان ہے...... نہ بہن کی پہچان ہے...... نہ بیٹی کی پہچان ہے...... نہ اپنی عزت کا خیال اور احساس ہے...... بدمست و بدحواس ہوتا ہے...... وہ سمجھتا ہے کہ کامیاب و کامران ہوں ...... لیکن اسلام کہتا ہے کہ اس جیسا ناکام بھی کوئی نہیں۔

شراب کی حرمت کا حکم:

سیدنا بلالؓ کہتے ہیں کہ جب شراب کی حرمت کا حکم آیا...... حضورؐ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ جاؤ بلال جا کر اعلان کرو۔ انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۔ کہ آج شراب حرام ہو چکی ہے...... حضرت بلالؓ کہتے ہیں ابھی میں اعلان کرتا تھا...... جہاں تک میری آواز پہنچتی تھی...... وہاں

سے سونے اور چاندی کے مٹکے جو شراب سے بھرے ہوئے تھے...... سڑکوں پر انڈیلے جا رہے تھے...... لوگ مٹکے بھی باہر اٹھا کر پھینک رہے تھے...... کسی نے پوچھا کہ مٹکے تو گھر میں رکھ لیتے...... کہنے لگے جس میں مردار چیز پڑی ہو...... پیغمبر کی شریعت نے جسے حرام کر دیا ہو...... وہ شراب تو حرام ہے ہی وہ حرام جن برتنوں میں ہے ان برتنوں کو بھی گھر میں رکھنا گوارا نہیں کرتے...... اور ہمارے ہاں حالت یہ ہے کہ ہمارے تو چیئرمین بھی وہ ہوں گے جو شرابی، ہمارے نمائندے وہ ہوں گے جو شرابی، جب اس قسم کے حاکم ہوں۔

حضورؐ نے فرمایا اذ کان امراءُ کم اشرار کم جب تمہارے حکمران شریر اور بدترین لوگ ہوں...... اس وقت قیامت کا انتظار کرو...... خدا کے عذاب کا انتظار کرو...... خدا عذاب ایسے بھیجیں گے جیسے تسبیح ٹوٹتی ہے اور دانہ پر دانہ گرتا ہے۔

تو میرے محترم دوستو! اس رات کو ایک قاطع الرحم کی مغفرت نہیں ہوتی...... جو رشتہ داروں کو آپس میں جوڑتا نہیں توڑتا ہے...... قطع تعلق کرتا ہے...... دو آپس میں ملے ہوئے بھائیوں کو جدا کرتا ہے...... مسلمانوں کے ساتھ اختلاف رکھتا ہے...... حضورؐ نے فرمایا اس رات اس بدبخت کی بھی اللہ کریم مغفرت قبول نہیں کرتے...... میرے پیغمبر کی زندگی نے یہی بتایا۔ صل من قطعك واعف عن من ظلمك واحسن الی من اساء الیك ۔اس سے جوڑ جو تجھ سے توڑتا ہے...... اس کو معاف کر جو تجھ پر ظلم کرے...... اور اس کے ساتھ احسان کر جو تیرے ساتھ برائی کرتا ہے...... پیغمبر کی زندگی میں یہی ہے کہ حسن سلوک کرو...... حضورؐ نے بتایا کہ بہترین کام آپس میں صلہ رحمی ہے۔

عبداللہ بن سلام کی زبان سے بے ساختہ جملے:

عبداللہ بن سلام کہتے ہیں...... جب حضورؐ مدینہ تشریف لائے...... میں یہود کا بہت بڑا عالم تھا...... میرے ذہن میں کچھ سوالات تھے کہ حضورؐ سے جا کر پوچھوں گا......

سوالات کرنے کے لئے حضورؐ کی بارگاہ میں پہنچا۔ اذا رائیت و جھۃ رسول اللّٰہ واللّٰہ لیس بو جہہ الکذاب حضورؐ کے چہرے کو دیکھا تو زبان نے بے ساختہ کہا کہ خدا کی قسم یہ جھوٹا چہرہ ہو ہی نہیں سکتا...... ایک سچے نبی کا چہرہ ہے...... پھر فرمایا حضورؐ نے چار جملے فرمائے کہ ایھاالناس افشوا السلام لوگو! سلام کو عام کرو۔ صلوا الارحام آپس میں صلہ رحمی کرو۔ اطعموا الطعام بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ صلوا باللیل و الناس نیام جب رات کو دنیا خواب غفلت میں سو رہی ہو اس وقت اٹھ کر خدا کی یاد میں جاگا کرو۔

میرے دوستو! فرمایا کہ وصلوا الارحام آپس میں صلہ رحمی کرو۔ حضورؐ نے فرمایا کہ لایدخل الجنۃ قاطع و لایدخل الجنۃ قتات چغل خور بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا...... رشتوں کو کاٹنے والا بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حضورؐ نے فرمایا اس رات اللہ اس ظالم کی بھی مغفرت قبول نہیں کرتے جو مرد ہو کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرے...... اور عورت بن کر مردوں کی مشابہت اختیار کرے...... عورت ہے بال ایسے بنواتی ہے جیسے مردوں کے ہوتے ہیں...... عورت ہے لباس ایسا پہنتی ہے جیسا مردوں کا لباس ہوتا ہے...... عورت ہے زینت وہی اختیار کرتی ہے جو مردوں کی ہے...... مرد ہے چال ایسی ہے جیسے عورت چل رہی ہو...... لباس ایسا پہن رکھا ہے جیسے کسی محترمہ کا ہو ڈانس کرتا ہے آواری باتیں کرتا ہے اور بالکل وہی انداز اپناتا ہے جیسے عورتوں کا ہو...... فرمایا اس مرد پر بھی لعنت ہے...... اس عورت پر بھی لعنت ہے...... اس رات اللہ کریم ان دونوں مرد و عورت کی اللہ کریم مغفرت قبول نہیں کرتے...... اور فرمایا اس رات اس آدمی کی بھی مغفرت قبول نہیں ہوتی...... جو ہر وقت چلتے پھرتے اس کے ٹخنوں سے نیچے اس کا پاجامہ اور شلوار رہ جاتی ہے۔

بہت بڑی لعنت:

حضورؐ نے فرمایا ویل للعقاب جہنم کی آگ سے اپنے ٹخنوں کو بچاؤ...... شلوار کو اور کپڑے کو اوپر کر کے رکھا کرو...... فرمایا جس آدمی کی نماز کی حالت میں اگر چادر ٹخنے سے نیچے ہے...... اس کی نماز اس کے کندھوں سے اوپر نہیں جاتی...... اس رات اس آدمی کی بھی مغفرت قبول نہیں ہوتی...... حضورؐ نے فرمایا اس رات نوحہ گانے والا اور اسی طرح نوحہ کی آواز پر سر دھننے والا مرثیے پڑھنے والا...... فرمایا اس رات اس آدمی کی بھی مغفرت قبول نہیں ہوتی...... حضورؐ نے فرمایا لعن اللّٰہ المراثی لعن اللّٰہ المراثی لعن اللّٰہ علی النائحة والمستمعة اللہ نے نوحہ گانے اور سننے والے دونوں پر لعنت کی ہے...... مرثیہ پڑھنے والوں پر اللہ کریم نے لعنت کی ہے...... حضورؐ نے فرمایا طبلہ بجانے والو اور سننے والوں پر اللہ نے لعنت کی ہے...... اور ہمارے ہاں تو طبلہ بجانا اور اس کی آواز کو سننا اور کہتے ہیں جی حق ملتا ہے تو یہاں پر ملتا ہے...... یہ بہت بڑی لعنت ہے...... جس کی اسلام کوئی اجازت نہیں دیتا...... ہمارے پیغمبرؐ نے تو بانسری کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں دیدی تھیں...... اور جب آقا بہت دور تک چلے گئے تو صحابی سے پوچھا کہ ابھی تک اس بانسری کی آواز آتی ہے؟...... صحابی کہنے لگے اللہ کے رسول آ رہی ہے...... آپ نے اپنے کانوں میں انگلیاں رکھیں...... پھر اور آگے تشریف لے گئے...... پھر پوچھا اب بھی آ رہی ہے...... بتایا کہ اللہ کے رسول کچھ کچھ آتی ہے...... جب اس نے کہا کہ حضرت اب آواز نہیں آتی تو آپ نے کانوں سے ہاتھ اٹھا کر فرمایا انما بعثت لاختم المزامیر اللہ نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ اس ساز کو ان مزامیر کو ختم کرنے کے لئے آیا ہوں...... ہمارے ہاں کوئی گھر ایسا نہیں ہے...... جس میں گانے نہ بجائے جاتے ہوں...... کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس کے اندر ساز نہ ہو...... کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس میں ننگے ڈانس نہ ہوں...... کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس

کے اندر لعنت کے سارے افسانے نہ ہوں۔

علامات قیامت:

علماء نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے جب یہ حدیث ارشاد فرمائی کہ قرب قیامت میں ایک وقت آئے گا۔نساءٌ کاسیات عاریات محیلات مائلات رؤسھن الخ قرب قیامت میں عورتیں ہوں گی...... کاسیات کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی......عاریات کپڑوں کے باوجود ننگی ہوں گی۔محیلات و مائلات بازاروں میں ٹہلیں گی لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی......خود ان کی طرف مائل ہوں گی۔رؤسھن کاسنمة البخت المائلة سر کے بال ایسے بنائیں گی جیسے اونٹ کا کوہان فرمایا یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو سونگھیں گی۔

میرے دوستو! آج وہ دور ہماری آنکھوں کے سامنے ہے......مرد بے چارہ اتنا کمزور ہے کہ محترمہ کے اشارہ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا......اس کو اتنی جرأت نہیں کہ اپنی گھر والی کو کوئی صحیح مسئلہ سمجھا دے......حضورؐ نے فرمایا ایک وقت آئے گا......تم دیکھو گے ایک ایک گھر کے اندر ناچ گانے عام ہوں گے......لوگ سوچا کرتے تھے......علماء کہتے ہیں کہ ہمیں فکر ہوتی تھی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے......آج وہ وقت آ چکا ہے...... ہر گھر میں ٹی وی موجود ہے...... ہر گھر میں وی سی آر ہے......نوجوان اتنا شوقین ہے......آذان ہوگئی نماز ہوگئی ہے...... جمعہ قضاء ہوتا ہے تو ہونے دو......لیکن وی سی آر کا ناغہ نہیں ہونا چاہئے۔

قیمتی دعا:

میرے محترم دوستو! حضورؐ نے فرمایا جس گھر میں یہ لعنتیں ہوں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے......اور اس رحمت کی رات کو وہاں رحمت نہیں برستی...... ہمیں ان تمام چیزوں سے تمام

گناہوں سے اللہ کی بارگاہ میں معافی مانگنی چاہیے...... حضورؐ نے بتایا کہ اس رات کے اندران لوگوں کی مغفرت نہیں ہوتی...... اس رات کو وہ دُعا کرو...... جو صدیقہ کائنات اُم المومنین عائشہ صدیقہ کو حضورؐ نے بتائی اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی کہ اللہ انك عـفـو تو معاف کرنے والا ہے۔ تحب العفو معافی کو پسند کرتا ہے۔ فاعف عنی ہم گناہ گار تیرے دروازے پر حاضر ہوئے ہیں...... تو ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے...... اس دعا کو مانگو فرمایا اللہ کریم تمہاری دعاؤں کو قبول کریں گے...... ایک اور دعا حدیث میں ملتی ہے...... بہت بڑی جامعیت کی مالک ہے...... اس دعا کو بھی یاد کر لیجئے...... الفاظ یاد نہ ہوں تو اس کا معنی ذہن میں رکھئے! اللـهـم انـا نسـألك مـاسـألك مـنـهٗ عبدك و نبيك محمدؐ ونعوذبك من شرما استعاذ منهٗ عبدك و نبيك محمدؐ اے اللہ ہم تجھ سے مانگتے ہیں ...... جو اس امت کے لئے مصطفیٰؐ نے تجھ سے مانگی ہے...... وہ ہم سب کو عطا کردے...... اور اے اللہ ہر اس شر سے پناہ مانگتے ہیں...... ہر اس برائی سے پناہ مانگتے ہیں...... ہر اس آلودگی اور گندگی سے پناہ مانگتے ہیں کہ جس سے پناہ تیرے پیغمبرؐ نے اس اُمت کے لئے مانگی ہے...... اے اللہ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمادے (آمین) یہ دعا بہت قیمتی ہے...... اور قرآن کریم کی وہ دعا بھی بہت جامع ہے...... اس دعا کو پڑھ لو۔ ربنا اتنا فی الدنيا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اے اللہ دنیا کی بھی ساری نعمتیں عطا کر اور آخرت کی بھی تمام نعمتوں سے ہم سب کو مالا مال فرمادے...... یہ وہ دعائیں ہیں جو اس رات کو مانگی جائیں...... نوافل کثرت کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں...... ذکر واذکار کیا جائے...... درود شریف کثرت کے ساتھ پڑھا جائے...... عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کا اہتمام خاص طور پر کیا جائے...... یہ نہیں کہ یہاں سے اٹھنے کے بعد اب لوگ اپنے گھروں میں جا کر اب اطمینان سے میٹھی نیند سو جائیں...... بلکہ جب رات کا آخری حصہ ہوتا ہے......

مزدور کو مزدوری ہمیشہ آخر میں ملتی ہے......اور گھوڑوں کی جب دوڑ ہوتی ہے تو جب آخر میں پہنچتے ہیں......وہاں اپنا سانس توڑ دیتے ہیں...... پوری سر دھڑ کی بازی لگادی جاتی ہے...... تو رات بھر خدا کی رحمت برس رہی ہے...... جب آخری حصہ آتا ہے تو رحمت ربانی بھی پورے جوش میں ہوتی ہے......انسانو مجھ کو اور آپ کو بھی پورے علو اور ہمت کے ساتھ پوری عظمت اور جرأت کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر رب کریم سے اپنے گناہ بخشوانے چاہئیں......اس رات کو اللہ کی رحمت بندوں کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوتی ہے۔

مالک بن دینارؒ کی موت کا بڑا عجیب واقعہ:

مالک بن دینارؒ کا بڑا عجیب واقعہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے لکھا ہے...... کہ بہت بڑے بزرگ ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ مالک تیری مغفرت کا کیا سامان ہوا ...... تجھے اللہ نے کیسے بخش دیا...... کہنے لگے کیا پوچھتے ہو یہی شب برأت شعبان کی پندرہ کی رات تھی...... میں شراب کا عادی تھا...... کثرت کے ساتھ شراب پیا کرتا تھا...... خدا نے ایک چھوٹی سی بچی دی ...... میرے گھر بچی پیدا ہوئی...... جو دو سال کی عمر میں دنیا سے رُخصت ہوگئی......لیکن اس بچی کی یہ خصوصیت تھی کہ میں جب بھی شراب کا جام ہاتھ میں لیتا...... بچی ہاتھ مار کے اس کو گرادیتی تھی......لیکن غصہ بہت آتا مگر بچی سے پیار بہت زیادہ تھا......اس لئے اسے کچھ نہیں کہتا تھا......القصہ یہ کہ یہ وقت گزرتا رہا...... دو سال کے بعد وہ بچی دنیا سے رُخصت ہوگئی......ایک دفعہ شعبان کی پندرہ کی رات کو میں شراب میں بدمست ہو کر سو رہا تھا......رات کو اسی شراب کی مستی کے عالم میں خواب دیکھتا ہوں...... کیا دیکھتا ہوں کہ میدان محشر قائم ہے...... نفس و نفسی کا عالم ہے...... پوری دنیا حساب و کتاب میں مبتلا ہے......اور میں بھی وہاں اپنے گناہوں کے پسینے میں غرق کھڑا ہوں......اور اچانک ایک

آہٹ سی ہوتی ہے...... مڑ کے دیکھتا ہوں تو پیچھے ایک بہت بڑا اژدھا جو مجھ پر حملہ کر رہا ہے...... میں اس سانپ سے اپنی جان چھڑا کر بھاگنے کی کوشش کر رہا ہوں...... فرمایا بہت دور بھاگتا چلا جاتا ہوں...... لیکن وہ سانپ میرے پیچھے بھاگ رہا ہے...... سامنے ایک بوڑھا ملتا ہے...... میں نے کہا بابا جان اس مصیبت سے میری جان چھڑاؤ...... اس نے کہا بچے میں کمزور بہت ہوں...... یہ اژدھا بہت بڑا طاقتور ہے...... اس لئے میں تجھے اس سے نہیں چھڑا سکتا...... کہنے لگا آگے بھاگا تو ایک پہاڑ تھا...... اس پر چڑھا پہاڑ پہ چڑھ کے دیکھتا ہوں تو سامنے جہنم کی آگ دہکتی ہوئی نظر آئی...... پریشان ہوا پیچھے ہٹا ایک ندا آئی...... کہ اس کو اس طرف نہ جانے دو...... اس لئے کہ جہنم میں اس کا ٹھکانہ نہیں یہ تو جنتی ہے......

فرمایا پھر میں وہاں سے پیچھے مڑتا ہوں...... پھر وہی بوڑھا مجھے ملتا ہے...... اس نے کہا اس پہاڑ کی طرف چلے جاؤ...... شاید وہاں تمہاری کوئی امانت ہو تمہیں مل جائے...... اور تیری عافیت کا سامان بن جائے...... کہتے ہیں جب میں وہاں پہنچا تو اچانک وہاں دروازے کھلتے چلے گئے...... اندر سے ننھے معصوم چھوٹے بچے باہر نکلے...... ان میں میری دو سال کی بچی بھی تھی...... یہ خواب کے عالم میں دیکھ رہا ہوں...... بچی باہر آتی ہے اور آ کر مجھے کہتی ہے...... ابا جان آپ آ گئے ہیں...... اس نے جلدی سے آ کے میرا ہاتھ پکڑا...... ایک پہاڑی کے اوپر کھڑی ہوئی تھی...... یوں پکڑ کے مجھے اوپر اٹھا لیا...... وہ سانپ جو میرے پیچھے بھاگ رہا تھا...... وہ نیچے رہ گیا...... اس بچی نے مجھے اٹھایا پھر بٹھایا...... اور میری گود میں بیٹھ گئی...... قرآنی آیات کی تلاوت کر کے مجھے اعمال صالحہ کی ترغیب دینے لگی...... میں نے کہا بیٹی! دو سال کی عمر میں مری تھی...... قرآن کہاں سے پڑھ لیا؟...... کہنے لگی ابا جان ہم لوگوں کو جو یہاں ننھے بچے رہتے ہیں...... ان کو آپ سے بھی زیادہ قرآن کریم یاد ہے...... اللہ کریم اپنی رحمت کریمی سے ان کو پڑھاتے ہیں...... پھر میں نے پوچھا کہ یہ سانپ کیا

ہے؟......اور وہ بوڑھا کون تھا؟......تو اس بچی نے بتایا کہ یہ آپ کے اعمال صالحہ تھے... جو آپ کا کچھ نہیں کر سکتا تھا......بس اتنی سی دیر ہوئی کہ آنکھ کھل گئی......اور بیٹی نے ایک جملہ کہا کہ ابا جان آج خدا کی رحمت بڑے جوش میں ہے......اگر آج اپنے رب کو منانا چاہتے ہو تو منالو......خدا آج مان جائیں گے......روٹھے رب کو منانے کا وقت ہے......فوراً آنکھ کھلی......مصلیٰ بچھایا اور کھڑے ہوگئے......دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر خدا سے گناہوں کی مغفرت مانگی......خدائے کریم نے مغفرت فرمادی......مالک بن دینار بہت بڑا بزرگ بن گیا......اس مہینے میں اور بھی بڑے عجیب وغریب واقعات ہوئے ہیں۔

لیلۃ المبارکہ اور تحویل قبلہ:

سیدنا حسین ابن علیؓ جو حضورؐ کے جگر گوشہ ہیں......نواسہ رسولؐ ہیں......جگر گوشہ بتول ہیں......کربلا کے شہید ہیں......اور امت مسلمہ اہل سنت والجماعت کے عظیم امام ہیں......سیدنا حسین کی ولادت بھی اسی شعبان کی پندرہ تاریخ کو ہوئی ہے......اور اسی شعبان المعظم کی سولہ تاریخ کو ایک اور عظیم واقعہ تحویل قبلہ کا پیش آیا......کہ حضور جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو رحمت اللعالمینؐ نے تقریباً تیرہ ماہ تک یا غالباً سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں......اور پھر جی چاہتا تھا ہر وقت دل میں خواہش تھی کہ آباؤ اجداد کا وہ پرانا قبلہ بیت اللہ مجھے مل جائے تو حضورؐ اس کعبہ کی خواہش کے اندر آپ ہمیشہ اسی آرزو میں رہتے تھے......قرآن آیا کہ اے پیغمبر قد نری تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضها تیرا چہرہ آسمان کی طرف اٹھتا ہے......اللہ کی بارگاہ میں انتظار میں رہتے ہو کہ کون سا وقت ہے......دعا قبول ہو اور بیت اللہ میرا قبلہ بن جائے......آج ہم آپ کی دعا کو قبول کرتے ہیں......کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز کو ادا کرنا شروع کر دیجئے تو تحویل قبلہ کا واقعہ بھی شعبان میں ہوا......بتایا کہ بیت المقدس کو چھوڑ

کر بیت اللہ جیسا بابرکت قبلہ عطا کیا ہے...... مہینہ شعبان بابرکت عطا کیا ہے...... اس میں رات شب برأت انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ اللہ فرماتے ہیں اس لیلۃ المبارکۃ میں ہم نے قرآن کو نازل کیا...... بعض علماء نے لکھا ہے کہ لیلۃ المبارکہ سے مراد یہی پندرہ کی رات ہے...... بعض کا خیال ہے کہ وہ لیلۃ القدر کی رات ہے...... الغرض قصہ یہ ہے کہ رات بڑی عظمتوں کی رات ہے...... یہ مہینہ برکتوں والا ہے۔

لیلۃ البراءت میں کرنے والے اعمال:

الشعبان شهری فرمایا شعبان میرا مہینہ ہے۔ فضل شهر الشعبان علی سائر الاشهر بفضلی علی سائر الانبیاء حضورؐ نے فرمایا کہ اس مہینہ کو تمام مہینوں پر ایسے فضیلت حاصل ہے...... جیسے مجھ نبی کو تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے...... جب یہ مہینہ آتا ہے...... تو آواز دے دی جاتی ہے۔ فتحت ابواب الجنان غلقت ابواب النیران جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں...... جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں...... اس رات کو پوری رات رحمت برستی رہتی ہے...... آواز آتی رہتی ہے مغفرت مانگو عطا کر دوں گا...... گناہوں کی بخشش مانگو معاف کر دوں گا...... رزق کے طلبگارو! مجھ سے رزق مانگو عطا کر دوں گا...... لیلۃ القدر کو چھپایا گیا...... شب برأت کو ظاہر کیا گیا وہ مغفرت کی رات ہے...... وہاں بتایا کہ عبادت کی رات ہے...... اور عبادت کے لئے صرف ایک رات خاص نہیں فرمائی...... بلکہ فرمایا کہ ان طاق راتوں میں عبادت کثرت کے ساتھ کرتے رہو...... اور یہ رات اللہ سے رزق مانگنے کی رات ہے...... یہ رات گناہوں کی معافی مانگنے کی رات ہے...... یہ رات صحت مانگنے کی رات ہے...... یہ رات عظمت و برکت مانگنے کی رات ہے...... اس رات جس قدر عبادت زیادہ کرو گے...... اللہ کریم وہ سب نعمتیں عطا فرمائیں گے...... علماء نے لکھا ہے اس رات کو سورۃ یٰسین ایک مرتبہ پڑھ کر دعا مانگو کہ اللہ رزق کی تنگی

کو دور کر کے آنے والے ایک سال تک اللہ کریم بے شمار رزق عطا فرماتے ہیں......اور اگر دوسری مرتبہ پڑھ کر دُعا مانگو تو اللہ سابقہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں......اور اگر تیسری مرتبہ پڑھ کر اللہ کی رضا مانگو تو خدا اپنی رضا کے ساتھ جنت عطا کر دیتے ہیں......اس کے علاوہ اور بھی جس قدر عبادت ہو سکے......جتنی نوافل پڑھی جا سکیں ان کو ادا کیجئے......دُعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

فرضیت زکوٰۃ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَم...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّه‘ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّى اللّٰه تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمْ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ......الم ذلك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقنهم ينفقون والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم يوقنون اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون ـقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلّم بنى الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا اللّٰه وشهادة ان محمد الرسول اللّٰه وايقام الصلوٰة وايتاءُ الزكوٰة وصوم رمضان وحج البيت من استطاع اليه سبيلاوقال ابوبكر الصديقؓ من فرق بين الصلوٰة والزكوٰة لاقاتلنهٗ ......صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

تمہید:

قابل صد تعظیم وتکریم......واجب الاحترام بزرگو دوستو اور بھائیو......! آج کے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت پر گفتگو ہوگی......اس موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ یہ عنوان بہت ضروری بھی ہے......

اسلام کا اہم ترین بنیادی رُکن:

زکوٰۃ اسلام کا اہم ترین بنیادی رُکن ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے......اور اس پر عمل نہ کرنے والا فاسق و فاجر ہے......لیکن یہ خشک موضوع اتنا ہے کہ بالخصوص جب کوئی مولوی اس موضوع پر گفتگو کر رہا ہو عام طور پر یہ بات ذہن میں ہوتی ہے کہ شاید اس تقریر کے آخر میں مولوی ہم سے چندہ مانگے گا، بھیک مانگے گا، کوئی مطالبہ کرے گا......اس نیت سے میں اس موضوع پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا بلکہ اس حیثیت سے کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک بنیادی رُکن ہے......اللہ کا ایک فریضہ ہے......اور فرائض اسلام جتنے ہیں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، یہ وہ فرائض ہیں جو رسول اللہؐ سے پہلے بھی پہلی اُمتوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ احکامات فرض کئے تھے......اور اس اُمت پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان احکامات کو فرض کیا ہے...... اس حیثیت سے تمام امتیں مشترک ہیں...... ان عبادات کا حکم ان کو بھی تھا اور اس امت کو بھی ہے......احکامات ان اُمتوں پر بھی تھے اس امت پر بھی ہیں...... صرف اتنا امتیاز یا فرض ضرور ہوتا ہے کہ مثلاً موسیٰ کی قوم پر دو نمازیں تھیں......کوئی لوگ تین نمازیں پڑھتے تھے......کسی پر پانچ سے بھی زیادہ آئی ہونگی......اور اس اُمت کے حصے میں پانچ نمازیں آئی ہیں......روزہ میں بھی یہ تفریق رہی کہ بعض لوگ ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے......بعض اُمتوں پر چالیس روزوں کی فرضیت کا حکم آیا......بعض نے دو دو مہینے بھی روزے رکھے ہیں......اور بعض کے ہاں ایام بیض کے روزے رکھے جاتے تھے......لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان المبارک جیسا بابرکت مہینہ عطا فرمایا ہے......جس کے روزے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے......اسی طریقہ سے مسائل زکوٰۃ میں یہ بات ذہن میں رکھیں ...... کہ زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم پہلی اُمتوں میں بھی رہا ہے......اس امت میں بھی ہے......اتنا فرق ضرور ہوسکتا ہے کہ جو حکم ان

امتوں کو ہوا تھا اس میں اور اس میں فرق ہو...... تھوڑا سا ادائیگی میں فرق ہو...... ان کے مناسک میں فرق ہو...... یا وہ مواضع اور مقامات جہاں یہ زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے...... اس کے جو مصارف ہیں ان میں کوئی فرق اور تمیز ہو...... یہ بات اپنی جگہ پر ہے...... لیکن اس سے ہٹ کر یہ ضروری امر ہے...... کہ زکوٰۃ پہلی اُمتوں پر بھی فرض تھی...... اس امت پر بھی فرض ہے تو زکوٰۃ اسلام کا ایک بنیادی رُکن ہے...... آپ اس پر غور کریں کہ اسلام نے جتنے ارکانِ ضروری اور فرض قرار دیئے ہیں...... ہر حکم میں اپنی اپنی جگہ پر کچھ مصلحتیں ہیں...... نماز کا فریضہ ایک عبادت کا انداز ہے...... کہ آدمی اس میں اپنے آپ کو اللہ کے حضور جھکا دیتا ہے...... روزہ ایک ایسی عبادت ہے...... جس میں آدمی بھوک و پیاس کی شدت کو برداشت کرتا ہے...... یہ صعوبت اور تکلیف برداشت کرتا ہے...... حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں آدمی بیوی بچے گھر بار سب کچھ چھوڑ کر ایک دوسری جگہ پر چلا جاتا ہے...... لیکن زکوٰۃ ایک ایسا عمل ہے...... جس میں آپ کو کوئی مسافت نہیں طے کرنی پڑتی...... سفر نہیں طے کرنا پڑتا...... دوسری جگہ نہیں جانا پڑتا...... اور اس میں آپ کو بھوک اور پیاس بھی برداشت نہیں کرنی پڑتی...... لیکن اس عمل کی ادائیگی میں ایک عجیب سی کیفیت ہے...... کہ آدمی ذہنی طور پر کوفت بھی بڑی محسوس کرتا ہے...... کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا جب یہ حکم آجاتا ہے...... کہ تم نے مال اللہ کے راستہ میں قربان کرنا ہے...... زکوٰۃ ادا کرنی ہے...... اللہ کے راستہ میں اپنی دولت کو نثار اور قربان کرنا ہے...... تو اس پر پھر آدمی بہت ساری باتیں سوچنا شروع کر دیتا ہے...... کہ یہ پیسہ کماتا میں ہوں...... اس کو خرچ کرنا پڑ جاتا ہے...... وصول میں کر کے آتا ہوں...... اللہ کا حکم ہے کہ اوروں پر میں اس کو خرچ کرنا شروع کر دوں۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو! زکوٰۃ ایک ایسا فریضہ ہے...... جو پہلی اُمتوں پر بھی تھا...... اللہ نے بھی اپنی اُمت محمدیہ کو بتایا...... زکوٰۃ وہ فرض عمل ہے...... کہ نماز کے ساتھ

قرآن کریم میں ڈیڑھ سو سے زیادہ مقامات پر...... اقیموا الصلوٰۃ آتوا الزکوٰۃ، ایقام الصلوٰۃ، ایتاء الزکوٰۃ...... نماز کو قائم کرو، زکوٰۃ کو ادا کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم ہے...... جہاں پر نماز کے اہتمام کا آڈر ہے وہاں پر زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہے...... اور جیسے نماز ایک ابدی حکم ہے...... وقتی حکم نہیں ہمیشہ کے لئے رب کا قانون ہے...... قیامت تک کے لئے امت مسلمہ پر نماز فرض ہے...... ایسے زکوٰۃ بھی ابدی حکم ہے...... یہ بات نہیں کہ پیغمبرؑ کے ہوتے ہوئے اللہ کے رسول کی زندگی میں تو زکوٰۃ فرض تھی...... پیغمبرؑ کے جانے کے بعد زکوٰۃ کی فرضیت ختم ہو جائے...... بلکہ جیسے نماز قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہے ایسے زکوٰۃ کا حکم بھی قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہے...... اور پھر آپ اس پر غور کریں! زکوٰۃ ایک ایسا اہم ترین بنیادی فریضہ ہے...... کہ پہلی امتوں میں جس نے انکار کیا ہے...... اللہ نے ان قوموں کو تباہ کر دیا ہے...... قارون بڑا سرمایہ دار تھا...... سب سے بڑا جاگیردار تھا...... اس کے پاس دولت اس قدر کثیر تعداد میں تھی...... آج یہ دنیا میں ہمیں جتنے بڑے بڑے امیر لوگ نظر آتے ہیں...... ان کی دولت کوئی حیثیت نہیں رکھتی...... اس کی دولت کی کیفیت یہ تھی...... کہ اس کے خزانوں کی چابیاں جانور اور اونٹ اٹھایا کرتے تھے...... اتنی بڑی جائیداد کا مالک لیکن اللہ کے حکم کی جب اس شخص نے تعمیل نہیں کی...... زکوٰۃ ادا نہیں کی اللہ کے حکم کی پابندی نہیں کی...... عملی طور پر اس کا جو نتیجہ نکلا...... کتاب وسنت اس پر گواہ ہے...... تاریخ اس پر شاہد ہے...... کہ اللہ نے اس کو ایسے عذاب میں مبتلا کیا...... زمین پھٹی قارون بھی اور اس کا سارے کا سارا خزانہ بھی اس کے اندر غرق ہو گیا...... اور آج جو لوگ اپنی دولت پر سانپ بن کر بیٹھتے ہیں...... درحقیقت یہ قارونی انداز ہوتا ہے...... اس دولت پر قبضہ کرنے کا اور حملہ کرنے کا اور پھر ان کو بھی اللہ کی طرف سے وہی گرفت اور سزا ہوگی...... جو اللہ نے اس کو عطا فرمائی۔

میرے محترم دوستو! جیسے نماز فرض ہے ویسے زکوٰۃ فرض ہے..... جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال انتقال پر ملال کے بعد آپ لوگ یہ جانتے ہیں..... کہ صدیق اکبرؓ جب برسر اقتدار آئے صدیق اکبرؓ کو اس وقت دو اہم ترین فتنوں کا مقابلہ کرنا پڑا.....

ایک طرف وہ فتنہ جو ختم نبوت کا انکار کر رہا تھا..... منکرین ختم نبوت نے اپنا سر بلند کیا..... وہ آگے نکل کر آئے جناب صدیق اکبرؓ نے ان کے ساتھ جہاد کیا..... مسیلمہ کذاب اسود عنسی طلیحہ ان تمام بڑے بڑے سرداروں کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وہ لوگ جو حضورؐ کے بعد اپنے آپ کو نبی ظاہر کر رہے تھے..... صدیق اکبرؓ نے ان کی گردنیں قلم کرادیں..... ان کو ختم کرایا ان کے ساتھ جہاد کیا..... لڑائی لڑی سب کے سب ختم ہوگئے..... ایک نئے فتنہ نے سر بلند کیا..... جس کو انکار زکوٰۃ کا فتنہ کہا جاتا ہے..... یہ لوگ کھل کر سامنے آئے..... حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک اعلان کیا کہ لوگو.....! من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ لاقتلن..... جو شخص نماز کو تو اللہ کا فرض سمجھتا ہے..... زکوٰۃ کو خدائی ٹیکس تصور کرتا ہے..... نماز کو ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے..... اور زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری نہیں سمجھتا..... میں ان دونوں کے ساتھ مقابلہ کروں گا..... نماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں..... نماز بدنی عبادت ہے..... زکوٰۃ مالی عبادت ہے..... جیسے نماز فرض ہے ویسے زکوٰۃ فرض ہے..... جیسے نماز کی ادائیگی ضروری ہے ویسے زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے..... جیسے نماز کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے..... ایسے زکوٰۃ کے انکار کرنے والے کا بھی اسلام سے کوئی تعلق نہیں صدیق اکبرؓ نے ایک خطبہ دیا..... اور اعلان کیا کہ جو زکوٰۃ کے منکر ہیں ان کے ساتھ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں..... عجیب سے حالات تھے..... اللہ کے پیغمبر کی جدائی پر صحابہؓ کی آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے تھے..... پورا مدینہ سوگوار نظر آتا تھا۔

صحابہؓ کہتے ہیں قد اظلم المدینہ پورے مدینہ میں اندھیرا چھا چکا تھا..... پیغمبر

کے وصال انتقال پر ملال کا صدمہ امت کو زبردست گھیرے ہوئے تھا...... دوسری طرف منکرین ختم نبوت وہ سر اٹھا چکے تھے...... صدیق اکبرؓ نے ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کا فیصلہ کرلیا...... جیش اُسامہ کو روانہ کرنے کا فیصلہ کرلیا...... اب زکوٰۃ کے منکرین سامنے آئے...... صحابہ کرامؓ نے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اعلیٰ معیار کے صحابہ بلند و برتر اعلیٰ صحابہ کرام جن میں سیدنا فاروق اعظمؓ جیسے لوگ بھی تھے...... یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ امیر المومنین! آپ نے ختم نبوت کی حفاظت کی یہ ضروری مسئلہ تھا...... کہ پیغمبر کے بعد کوئی بدمعاش اپنا سر بلند نہ کر سکے...... نبوت کا دعویٰ نہ کر سکے اپنے آپ کو نبی نہ کہلا سکے...... یہ تو وقت کی ضرورت تھی...... لیکن اس وقت جب آپ نے ایک طرف منکرین ختم نبوت کا مقابلہ کرنے کے لئے لشکر کو روانہ کیا ہوا ہے...... جیش اُسامہ کو روانہ کردیا ہے...... آج مدینہ کی سرحدوں کی حفاظت بھی ضروری ہے...... ملت اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت بھی ضروری ہے...... ادھر پیغمبر کی جدائی کا صدمہ یہ بھی صحابہؓ کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے...... ان حالات میں آپ کو نیا محاذ قائم کرنے کی ضرورت نہیں...... حالات کا تقاضا یہ ہے کہ خاموشی اختیار کرلی جائے...... ایک محاذ لڑ لیا جائے جب ختم نبوت کا مسئلہ حل ہوجائے...... پھر دوسرے محاذ پر ہم کام کریں گے...... جیش اُسامہ کامیابی سے واپس آجائے پھر کسی اور محاذ پر کام کریں گے...... آپ ابھی سے منکرین زکوٰۃ کے مقابلہ کے لئے اعلان جہاد نہ کریں...... فاروق اعظمؓ کی رائے حالات کے تقاضہ کے تحت تھی...... فاروق اعظمؓ کی رائے ایسی تھی کہ ذہن بھی اس کو تسلیم کر رہے تھے...... واقعات بھی ایسے سامنے آرہے تھے...... لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ نے اعلان کیا کہا عمرؓ! تم مجھے یہ کہتے ہو میں زکوٰۃ کے منکر کے مقابلہ میں خاموشی اختیار کرلوں...... میں زکوٰۃ کے منکر کے ساتھ جہاد نہ کروں...... میں خاموشی اختیار کرلوں...... آج ایک شخص انکار کر رہا ہے...... جب پوری قوم انکار کرنا شروع کردے

گی ..... ان کا مقابلہ کرنا میرے لئے مشکل ہو جائے گا ..... اور بڑا عجیب جملہ کہا عمر ..... اانت غبار فی الجاهلية و خوار فی الاسلام .. ’’دور جاہلیت میں تو غیرت مند تھا اسلام میں تجھے کیا ہو گیا ہے ..... ؟‘‘

میں زکوٰۃ کے منکر کے ساتھ جہاد کرنا چاہتا ہوں ..... تم مجھے ٹھنڈک کا راستہ بتاتے ہو ..... نرمی کا راہ بتاتے ہو ..... اعتدال کا راستہ بتاتے ہو ..... دوسری طرف لے کر جاتے ہو ..... فاروق پھر سن لے صدیق کا اعلان اگر میری آنکھوں کے سامنے مدینہ سارے کا سارا ختم ہوتا ہے میں برداشت کرلوں گا ..... اگر منکرین زکوٰۃ آ کر ہمارے بچوں اور عورتوں کی گردنیں قلم کر دیں ..... صدیق یہ بات برداشت کرسکتا ہے ..... ہماری بوٹیاں جانور نوچ لیں ..... یہ بات برداشت ہوسکتی ہے ..... ہماری عورتیں ہماری آنکھوں کے سامنے بے پردہ ہو جائیں ..... ہم اس بات کو برداشت کر سکتے ہیں ..... ہمارے بچے قتل ہو جائیں ..... ہم اس بات کو برداشت کر سکتے ہیں ..... لیکن ابو بکرؓ اس کو برداشت نہیں کرتا کہ صدیق بھی زندہ ہو اور اللہ کے دین اور شریعت میں اس بات کی کمی کر کے کہہ دیا جائے کہ ہم زکوٰۃ کا انکار کریں گے ..... صدیق سب کچھ برداشت کرسکتا ہے ..... منکرین زکوٰۃ کو اس زمین پر برداشت نہیں کرسکتا ..... آپ اندازہ کریں کتنی بڑی اہمیت کی بات ہے ..... اور عجیب جملہ کہا ..... کہا خدا کی قسم !اینقص الدین و انا حیی دین میں کمی کردی جائے اور میں زندہ رہوں؟ یہ نہیں ہوسکتا ..... میں نہیں برداشت کرسکتا کہ کوئی آدمی زکوٰۃ کا انکار کرے اور صدیق زندہ رہ جائے ..... جو زکوٰۃ کا انکار کرے گا ..... میں اس کا مقابلہ کروں گا ..... اور میں نے جب یہ روایت پڑھی میں تو تڑپ گیا کہ حضرت صدیقؓ نے یہ خطبہ دیا یہ کوئی لچھے دار خطاب نہیں تھا ..... جو لوگوں کے جذبات گرمانے کے بعد پھر ٹھنڈا کر دیتا ..... یہ عملی زندگی تھی ..... صدیق نے زکوٰۃ کے منکروں کے خلاف اعلان جہاد کیا ..... خطبہ دینے کے بعد

تلوار اٹھالی......اور سیدھا مسجد نبوی سے باہر نکلے......اور فرمایا میں جا رہا ہوں......مقابلہ کرنے کے لئے کوئی چلتا ہے تو چلے نہیں چلتا تو بے شک رُک جائے......اکیلا ابو بکرؓ منکر زکوٰۃ کی گردن قلم کرے گا......پورے مجمع میں اللہ جزائے خیر دے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو علی اٹھ کر کھڑے ہو گئے......کہا صدیق تیرا اعلان میرا سر آنکھوں پر اللہ نے میرا سینہ کھول دیا ہے......صدیق انت قیام مقام الانبیاء صدیق ایسے محسوس ہوتا ہے......جو استقامت جو مقام جو عظمت اللہ پیغمبروں کو عطا کرتے ہیں......انبیاء کا سلسلہ تو ختم ہو چکا ہے......لیکن خدا وہ استقامت ابو بکرؓ آج تیرے قدموں میں عطا کر دی ہے......خدا نے تجھے اس استقامت پر کھڑا کیا ہے......کہا امیر المؤمنین آپ ہمارے بادشاہ ہیں......خلیفۃ الرسول ہیں......آپ ٹھہریئے مجھے اجازت دیجئے......میں زکوٰۃ کے منکر کی گردنیں قلم کروں گا......حضرت علیؓ فوج لے کر گئے لڑے......علیؓ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ جو زکوٰۃ کا انکار کرے اس کو کافر کہہ دو......جو زکوٰۃ کا انکار کرے......اس کی گردن قلم کر کے رکھ دو۔

دیکھیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی کو زکوٰۃ کے انکار کی جرأت نہ ہوئی......صدیق کے دور میں ہوئی تو صدیق اکبرؓ نے پہلا کام یہ کیا کہ اس کی گردن قلم کر دی......ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کو پیغمبر کی زندگی میں تو جرأت نہ ہوئی......اللہ کے رسول کے آخری دور میں کچھ سازشیں دور دراز کے علاقوں میں اٹھیں......جو صدیق اکبرؓ کے دور میں کھل کر سامنے آئیں......ابو بکر صدیقؓ نے ان کی بھی گردنیں قلم کر دیں......یہ دو اہم ترین فتنے تھے......اس وقت ایک زکوٰۃ کے انکار کا فتنہ، اور ایک ختم نبوت کے انکار کا فتنہ، ان دونوں فتنوں کا مقابلہ صدیق نے کیا ہے......اور اس وقت حیدر بھی موجود تھے......حضرت عثمانؓ بھی موجود تھے......سیدنا فاروقؓ بھی موجود تھے......تمام صحابہ کرامؓ موجود تھے......توجہ اور غور سے میری بات کو سننا اور سمجھنا......تمام صحابہ کرام موجود تھے......ان تمام

صحابہ کرام کی موجودگی میں صدیق نے یہ فیصلہ کیا کہ زکوٰۃ کا منکر بھی کافر ہے...... ختم نبوت کا منکر بھی کافر ہے...... اوران دونوں کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے...... اور حضرت صدیق مقابلے کے لئے چلے ابتداء میں تو صحابہؓ نے تجویز پیش کیں...... لیکن امیر المؤمنین کے فیصلے کے بعد کسی نے انکار نہیں کیا...... سارے صحابہؓ میدان میں نکلے...... اشارہ اس طرف تھا...... پھر نہ فاروق کے دور میں کوئی زکوٰۃ کا منکر پیدا ہوا...... نہ حیدرؓ کے دور میں پیدا ہوا...... کیوں کہ جب صدیق اکبرؓ نے اتنا بڑا کام کر دیا تھا...... اب کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔

مسلمانو! قیامت تک کے لئے یہ مسئلہ بتا دیا گیا کہ آئندہ بھی اگر کوئی شخص زکوٰۃ کا انکار کرے...... یا ختم نبوت کا انکار کرے...... سنت صدیقیؓ کو زندہ کیا جائے ...... جیسے ابوبکر تلوار لے کر میدان میں آئے تھے...... پھر تم گھر میں نہ بیٹھنا تلوار لے کر تم بھی میدان میں آ جانا...... اور میرے دوستو! زکوٰۃ یہ مال کی میل ہے...... دیکھیں آدمی کے کپڑے پر میل چڑھ جاتی ہے...... ہم اِس کو صاف کرتے ہیں...... وجود پر میل آ جاتی ہے...... تو ہر روز غسل کرتے ہیں...... بڑے اچھے صحت مند دوست صبح سویرے اٹھ کر پہلا کام ہی یہی کرتے ہیں کہ نہاتے ہیں...... کہ ہمارے وجود پر میل نہ رہے...... اپنے جسم پر آدمی میل برداشت نہیں کرتا...... اپنے وجود پر میل برداشت نہیں کرتا...... اپنے کپڑوں پر گندگی اور میل برداشت نہیں کرتا...... تو اپنے مال پر بھی میل برداشت نہیں کرنی چاہئے...... یہ مال اللہ دیتا ہے...... خدا کا دیا ہوا ہے...... اور اللہ ہی کہتا ہے کہ میں تم سے مانگتا ہوں...... من یقرض اللّٰہ قرضا حسناً یضعف لہ اضعافا کثیرۃ ...... اللہ کہتا ہے میں تم سے مانگتا ہوں...... مجھے قرض ہی دے دو...... اب اللہ قرضہ مانگتا ہے...... اور خدا کہتا یہ ہے کہ قرض کا مفہوم یہ ہوتا ہے...... کہ اب مجھے دو پھر مجھ سے لے لینا...... اللہ جو آپ سے مانگ رہے ہیں...... وہ اس بنیاد پر کہ آج دو کل جب میں اس کا بدلہ دوں گا...... اس کا صلہ دوں گا...... اس سے دوگنا چوگنا کر کے

دوں گا......اور صرف یوں نہیں.......قرآن مجید کی اس آیت کو سامنے رکھو...... مثل الذین ینفقون فی سبیل اللّٰہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ
اللہ کہتے ہیں جو شخص اللہ کے راستہ میں قربانی کرتا ہے...... مال خرچ کرتا ہے...... پیسہ خرچ کرتا ہے......ایثار کرتا ہے......اس آدمی کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو زمین میں ہل چلا کر بیج ڈال کے آتا ہے......ایک دانہ ڈالتا ہے......وہ جب زمین سے باہر نکلے......اس کا ایک بہت بڑا پودا بنتا ہے......اس پر کئی قسم کی شاخیں بنتی ہیں ......ہر ہر شاخ پر کئی کئی بالیں لگتی ہیں......ایک ایک بال میں سو سو دانے لگتے ہیں......اب ایک ہی دانے سے کئی سینکڑوں دانے آپ کے سامنے آتے ہیں......قرآن نے تو مثال سمجھانے کے لئے دی ہے......کہ جیسے ایک شاخ نکلے اس پر سات بالیں لگی ہوئی ہوں......ایک ایک میں سو سو دانہ لگا ہوا ہو تو سات سو دانے آپ کو مل گئے اور واللّٰہ یضاعف لمن یشاء......اللہ اس سے دوہرا بھی کر دیتے ہیں......اخلاص کی بنیاد پر سات سو کا چودہ سو کا اجر عطا کریں گے......اور قرآن نے اس سے بڑھ کر جملہ کہا کہ......وھو السمیع العلیم واللّٰہ واسع علیم ......اللہ وسعت والے ہیں کہ خدا کے خزانے ہیں کمی نہیں......پھر جس میں اخلاص اور زیادہ ہوگا......اللہ بڑھاتے ہیں کہ تمہارے تصور میں بھی نہیں آسکتا......خدا کے خزانوں میں دینے میں کوئی کمی نہیں ...... اس کو دو سہی، دے کر تو دیکھو کہ وہ کیسے دیتا ہے......؟ ہمارے ہاں جو سب سے بڑی عیب کی بات ہے......وہ یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ پہلے ہمیں دکھا دے کہ وہ کتنا دے گا......؟ آج ٹی وی اور ریڈیو کی خبروں پر ہم اعتماد کر لیتے ہیں......اخبار میں خبر آجائے کہ فلاں جگہ پر، سعودی عرب میں، انگلینڈ میں، برطانیہ میں ،فلاں ملک میں اتنے لوگوں کی ضرورت ہے......اتنی تنخواہ دی جائے گی......آنے جانے کا کرایہ دیا جائے گا......اور وہاں پر کوارٹر دیا جائے گا......سب کچھ ہوگا اخبار کی خبر پر تو یقین کر

کے وہاں ہم داخلے بھیج دیتے ہیں...... چلے جاتے ہیں اس لئے کہ نفع کی اُمید ہے...... پیغمبر کی زبان پر یقین نہیں آیا...... اس لئے کہ نفع کی اُمید نہیں...... خبر پر یقین ہے...... نبی کی زبان پر یقین نہیں...... اللہ کے رسول کہتے ہیں...... کہ میں نے معراج کی رات دیکھا...... ایک شخص ہے ہل چلاتا ہے...... اور اس میں بیج ڈالتا ہے...... تو فوراً فصل تیار ہو جاتی ہے...... اور پھر اسے کاٹ لیتا ہے...... آگے کاٹتا جا رہا ہے...... پھر پیچھے وہ اُگتا آرہا ہے...... جبرائیل یہ کیا ہے......؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے راستہ میں خیرات کرتے ہیں...... اللہ ان کو ایسے ہی فصل بڑھا چڑھا کر عطا کرتے ہیں...... جیسے یہ آگے کاٹ رہا ہے...... پیچھے فصل تیار ہو رہی ہے...... اسی طریقہ سے آدمی نیکی کرتا ہے چلا جاتا ہے...... آدمی یہ صدقہ جاریہ کا عمل کر رہا ہے...... اس کی نیکیوں میں ایسے ہی اضافہ ہوگا...... ایک اور چیز اللہ کے رسول نے دیکھی...... کچھ لوگ ہیں جن کو لوہا گرم کر کے سونا اور چاندی اس کے ساتھ ان کو داغا جا رہا ہے...... جبرائیلؑ یہ کیا منظر ہے......؟ کہا اللہ کے حبیبؐ! یہ وہ لوگ ہیں جو دولت پہ سانپ بن کے بیٹھتے تھے...... آج یہ سونا اور چاندی کے ساتھ ان کو داغا جا رہا ہے...... کہ اسی دولت پہ یہ لوگ ناز کیا کرتے تھے...... اسی سرمایہ پر یہ لوگ تکبر کرتے تھے...... اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے تھے...... اور بعض روایات میں آتا ہے کہ جو شخص مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا...... قیامت کے دن یہ مال سانپ بنے گا...... اور بن کر اس کو ڈسے گا...... اور وہ اس سے جان چھڑائے گا، چیخے گا، روئے گا، بھاگے گا...... اور وہ دولت بول کر کہے گی میں وہی تو ہوں جس سے تو پیار کرتا تھا...... وہی تو ہوں جس کے بینک بیلنس بناتا تھا...... وہی تو ہوں جس کو جمع کر کے رکھتا تھا...... اب مجھ سے دور کیوں بھاگ رہا ہے......؟ میرے قریب تو آ...... اور یہ کہے گا میں کیسے قریب آؤں تو تو مجھے ڈستا ہے...... یہ کیا چیز ہے......؟ وہ دولت پکار کر کہے گی...... اب تجھے سانپ نظر آتا ہوں...... اس وقت تو تو مجھ

سے بڑا پیار کرتا تھا اس وقت تو نے پیار کیا تھا...... اب مجھے بھی ذرا پیار کرنے دے۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو......! زکوۃ اللہ کا ایک اہم ترین فریضہ ہے...... جس کو آج ہم ادا نہیں کرتے...... اور پھر دیکھیں! اللہ بندوں کے حالات کو سامنے رکھ کر زکوۃ کا حکم نافذ کرتے ہیں...... زکوۃ کے مختلف درجات ہیں توجہ کرنا!...... بعض مواقع ایسے ہیں کہ جہاں پر خدا کا حکم ہے کہ پوری جائیداد میں پانچواں حصہ میرے راستہ میں خرچ کرو...... بعض مواقع ایسے ہیں جہاں خدا کا یہ حکم ہے...... کہ پوری جائیداد میں سے بیسواں حصہ خرچ کرو...... کچھ ایسے مقامات ہیں جہاں اللہ کا حکم یہ ہے کہ پوری جائیداد میں سے چالیسواں حصہ خرچ کرو...... کیوں؟ سب جگہ حکم ایک جیسا نہیں آیا...... اس لئے کہ آدمی کی محنت کا لحاظ رکھا گیا ہے...... جتنی کوئی کوشش کرتا ہے...... اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی محنت کو سامنے رکھ کر اس کا لحاظ کر کے آرڈر نافذ کرتے ہیں...... مجاہدین جہاد پر جاتے ہیں...... جا کر لڑتے ہیں...... لڑائی لڑ کر جب واپس آئے تو ان کو مال مفت میں مل گیا...... یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مجاہد جب جہاد نہیں کرتا...... جہاد میں یہ مقصد قطعاً نہیں ہوتا...... جہاد کا مقصود اعلائے کلمۃ اللہ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا ہے کہ دین سرفراز و سربلند ہو...... انسان کی عزت محفوظ ہو...... مسلمان کی عزت و آبرو بڑھے...... اس لئے آدمی میدان جہاد میں جا کر لڑتا ہے...... نہ کہ اس لئے کہ میں اس کو مار کر اس سے کوئی چیز لے لوں۔

دیکھیں! اگر کسی سے لڑائی کر کے کوئی دولت کمانا مقصود ہو تو حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان جو لڑائی ہوئی تھی...... اس میں مال غنیمت کے طور پر سرمایہ تقسیم نہیں کیا گیا تھا...... اس لئے کہ وہاں اعلائے کلمۃ اللہ نہیں تھا...... مسلمانوں کا باہمی ایک مسئلہ پر اختلاف تھا...... جس کی وجہ سے لڑائی کے وہ حالات سامنے آئے...... وہاں پر جائیداد کو تقسیم نہیں کیا گیا...... اس لئے کہ وہ جہاد کی شکل ہی نہیں تھی...... باہمی لڑائی تھی اختلاف رائے ہو گیا

تھا...... لیکن جب مسلمان کفر کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے...... کفر کے ساتھ ٹکر لیتا ہے...... تو اس وقت اس کا مقصد اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا ہوتا ہے...... کفر سرنگوں ہو اسلام سر بلند ہو...... کفر مات کھائے...... اسلام فتح پائے...... اس مقصد کے لئے جب وہ لڑائی لڑتا ہے...... اللہ کا دین تو سر بلند ہو جاتا ہے...... اس کی محنت کے ساتھ اللہ اضافی طور پر اس کو مال بھی دے دیتے ہیں...... اس مال پر کوئی محنت نہیں کرنی پڑی...... یہ مال مفت میں آیا ہے...... کہ محنت یا لڑائی آپ نے مال کے لئے نہیں کی لڑائی لڑی تھی اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لئے دین بھی بلند ہو گیا...... مال بھی مفت میں مل گیا...... اب جو مال بغیر کسی محنت کے آپ کو مفت میں ملا ہے...... اس پر اسلام کا حکم ہے کہ اس میں پانچواں حصہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرو...... جب پیغمبرؑ تھے تو اللہ کے رسول اس حصہ کو لیتے تھے...... اور رسول اللہ کے خاندان کے لئے یہ بات خاص تھی...... محبوب کے وصال انتقال کے بعد امت کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کر دیا جاتا ہے...... اور بیت المال اسے جس جگہ ضرورت سمجھتا ہے اسے خرچ کرتا ہے...... اس مال کو عربی میں خمس کہتے ہیں کہ پانچواں حصہ دیکھیں! جس مال پر آپ نے کوئی محنت نہیں کی اس کا پانچواں حصہ دینا پڑا...... اور اگر آپ نے تھوڑی سی محنت کی ہے زمین آپ کو مفت میں مل گئی ہے...... پانی آپ کو مفت میں مل گیا ہے...... دریا کے کنارے پر رہتے ہیں...... دریا آیا اپنے موسم کے مطابق بہہ کر چلا گیا...... زمین سیراب ہو گئی...... یہاں آپ کو نہ آبیانہ بھرنا پڑا نہ مالیانہ دینا پڑا...... یہاں پر کوئی ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑا...... آپ نے ہل چلایا وہاں پر بیج ڈال دیا...... اب تھوڑی سی آپ نے محنت کی ہے...... صرف اتنی کہ ہل چلایا ہے...... بیج ڈالا ہے...... اور کوئی آپ کو محنت نہیں کرنی پڑی...... یہ فصل اُگ کر تیار ہو گئی ہے...... اللہ نے آپ کی اتنی محنت کی بھی قدر کی ہے...... اللہ کہتا ہے اب پانچواں حصہ نہ دو اب مجھے دسواں حصہ دے دو...... اس کو عربی میں عشر کہتے

ہیں...... یہ بھی زکوٰۃ ہی کی ایک قسم ہے...... جیسے زکوٰۃ فرض ہے...... ایسے زمین سے اُگنے والی چیزوں میں یہ عشر بھی فرض ہے......اور یہ بات ذہن میں رکھیں...... جو چیز زمین سے اُگتی ہے......اس میں عشر ہے......حتیٰ کہ آپ کا جنگل ہے......اس میں لکڑیاں ہیں......اس پر بھی عشر ہے...... گھاس ہے...... آپ اس کو اگاتے ہیں......اس کو آپ فروخت کرتے ہیں......اس سے آپ نفع کماتے ہیں......اس پر بھی عشر ہے...... جو چیز زمین سے اُگے جس کو کاٹا جائے......و آتوا حقّهٗ یوم حصاده......اس کا حق دو جس کو تم کاٹتے ہو۔

ہمارے حضرت میاں مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ دین پور کے سجادہ نشین اور پیر ہیں......ان کو کسی نے ایک مرتبہ کہا کہ حضرت! خیر ہے...... ہمارے پاس بڑی زمینیں اور رقبے ہیں......لیکن ہم اکثر پریشان ہوتے ہیں...... کھادیں لیتے ہیں......اس میں ادویات ڈالتے ہیں...... بڑی محنت کرتے ہیں......ان سب کچھ کے باوجود پھر بھی سال کے بعد نقصان ہو جاتا ہے......اور آپ کے ہاں حالات جیسے ہوں...... پھر بھی آپ کی فصل کو کبھی نقصان نہیں ہوا......تو ایک ہی جملہ فرمایا کہا بھائی اللہ کا حق پورا دیتا ہوں...... جو خدا نے عشر کا آڈر دیا ہے......اس میں کوئی کمی نہیں کرتا......حتیٰ کہ میری اس فصل میں عام طور پر جو گھاس اُگ جاتا ہے......جس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی......اس کو بھی کاٹ کر اس کا بھی عشر نکال دیا کرتا ہوں......تاکہ اللہ کی دی ہوئی چیز کا حق جو ہے......وہ پورا ادا ہو جائے ......آپ نے تھوڑی سی محنت کی اللہ کو آپ کی اس محنت کا لحاظ آیا......اللہ نے حکم دیا دسواں حصہ دو......اس پر آنے کچھ اور محنت کی کہ پانی آپ کو قیمتاً ملا ہے......ہل بھی آپ کو چلانے پڑے......زمین میں پانی دینے کے لئے آپ کو جاگنا بھی پڑا...... یہ پانی مفت میں نہیں ملا اس کی قیمت ادا کی ہے...... آپ نے اس پر جتنی زیادہ محنت کی ہے......اللہ کو آپ کی محنت کا اتنا زیادہ احساس ہے......اس لئے اللہ نے کہا اب اس کا عشر نہ دو......اس کو عشرون کہتے

ہیں...... بیسواں حصہ اس مال کا دے دو...... لیکن دو ضرور کہ خدا نے دیا ہے...... کچھ تو اس کے راستہ میں دو...... بغیر محنت کے مال ملا پانچواں حصہ دینا پڑا...... تھوڑی سی محنت کی دسواں حصہ دینا پڑا...... جب زیادہ آپ نے محنت کی اللہ کو آپ کی محنت پر ترس آیا...... تو خدا نے کہا بیسواں حصہ دے دو...... اس سے اور زیادہ آپ نے محنت کی...... کیا؟ آپ نے دوکان بنائی...... فیکٹری لگائی ہے...... اس میں آپ نے پیسہ خرچ کیا ہے...... محنت اور مزدوری آپ نے کی ہے...... اس پر آپ نے ملازم رکھے ہیں...... چوبیس گھنٹے آپ ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں...... آپ حفاظت کرتے ہیں...... نگرانی کرتے ہیں...... صبح سے شام تک آپ بھی تو اس دکان پر بیٹھتے ہیں...... سارا دن وہاں پر بیٹھتے ہیں...... شام کو آ کر آپ اپنا حساب وکتاب سمیٹتے ہیں...... اب اس میں نفع آپ کو زمین سے بے شک زیادہ مل جائے ...... اس کی آمدن بے شک مال غنیمت سے بھی زیادہ ہو...... لیکن اللہ کو آپ کی محنت کا احساس ہے...... کہ جتنی آپ نے محنت کی ہے...... اتنا اللہ آپ سے وصول کرنا چاہتے ہیں...... اللہ کا قانون یہ ہے...... جو بغیر محنت کے مال ملا تھا...... اس میں پانچواں حصہ دو...... جس میں تھوڑی سی محنت کی ہے...... اس میں سے دسواں حصہ دو...... جس پر زیادہ محنت کی اس میں سے بیسواں حصہ دو...... اور اس میں سے سب سے زیادہ محنت آپ نے تجارت میں کی ہے...... کہ اس میں دن رات صرف کیا ہے...... آپ کو پہرہ بھی دینا پڑا ہے...... بیٹھنا بھی پڑا ہے محنت بھی کرنی پڑی ہے...... محنت زیادہ کی ہے اللہ کو آپ کی محنت کا لحاظ زیادہ آیا ہے...... اس لئے خدا نے قانون بنا دیا...... اب جس کے پاس سونا چاندی یا اس مقدار کی جو مقدار پیغمبرؐ کی شریعت نے متعین کی ہے...... اس کے برابر دولت اکٹھی ہو جائے...... اور اس پر پورا سال گزر جائے ایک سال گزرنے کے بعد وہ چیز آپ کی ملکیت میں ہے...... اس پر اللہ کا قانون یہ ہے کہ دسواں حصہ نہ دو بیسواں حصہ نہ دو...... پانچواں

حصہ نہ دو...... تمہاری محنت کی قدر کر کے خدا کہتا ہے...... اس کا چالیسواں حصہ دے دو...... دیکھو رب کو بندے کا کتنا لحاظ ہے......؟ لیکن بندہ اتنا نالائق ہے کہ پھر بھی خدا کے قانون کا لحاظ نہیں کرتا...... اللہ کو لحاظ آرہا ہے کہ میں اپنے بندوں کا لحاظ کروں...... ان کے حالات کے تحت ان پر قانون نافذ کروں...... لیکن بندے کو لحاظ نہیں آیا...... خدا نے اتنی نرمی کی یہ پھر بھی کہتا ہے...... ہمارے ہاں تو زکوٰۃ ہوتی نہیں...... ہم دیتے نہیں کون ہے...... ہم سے زکوٰۃ وصول کرنے والا ہمارے مذہب میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو......! یہ زکوٰۃ کی فرضیت اس ترتیب سے ہے...... اور اگر آپ بقیہ مذاہب پر غور کریں...... عیسائیوں کے مذہب پر، ہندوؤں کے مذہب پر، سکھوں کے مذہب پر، اس دور میں آپ کے قریب ترین قادیانی لوگ رہتے ہیں...... ہر شہر میں بستے ہیں...... ان کے عقیدے اور نظریات پر غور کریں...... تو وہ اپنی پوری جائیداد کا دسواں حصہ اپنے بیت المال کو دیتے ہیں...... اگر ایک آدمی دس روپے کماتا ہے...... ایک روپیہ وہاں بھیجتا ہے...... نو روپے یہاں رکھتا ہے...... لیکن مسلمانو آپ کو اللہ نے چالیس روپے میں سے ایک روپیہ دینے کو کہا ہے...... ہم اس پر بھی پریشان ہوئے ہیں...... کہ اللہ کے راستہ میں کیسے دیں......؟ پھر اس میں اسلام نے آپ کو اور وسعت دی ہے کہ آپ کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا باون تولے چاندی ہو اس دور میں چاندی کا نصاب زیادہ اہم ہے...... اس لئے کہ چاندی کا نصاب ہر آدمی کے پاس موجود ہوتا ہے...... باون تولے چاندی کی مقدار کی قیمت اور پیسہ اس کے پاس موجود ہوتا ہے...... باون تولے چاندی کی مقدار کی قیمت اور پیسہ اس کے پاس ہے...... اس نے اپنی دوکان کھول رکھی ہے یا اتنے مال سے وہ کوئی کاروبار کر رہا ہے...... اور اس مقدار کو آپ کے پاس ایک سال گزر چکا ہے...... سال کے بعد پیغمبرؐ کی شریعت کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کا حساب کرو...... جتنا تم نے اس سے نفع

کمالیا ہے...... جتنا مال تمہارے پاس جمع ہے...... اصل مال سمیت اس سارے کا حساب لگا کے اس کا چالیسواں حصہ دو...... جب سال گزرے یوں نہیں کہ دوسرے تیسرے دن خرچ دیا کرو...... مہینہ کے بعد دے دیا کرو...... سال کے بعد اسلام تم سے مانگتا ہے...... اور نفع ہم روزانہ کما لیتے ہیں...... ہم ایک دن کی بھی تجارت کریں...... بعض دفعہ تو بہت ہی نفع میں تجارت ہوتی ہے...... ایک کے بدلے دس دس کما لیا کرتے ہیں...... اور اللہ ایک سال کے چالیس میں سے صرف ایک روپیہ آپ سے مانگنا چاہتے ہیں۔

میرے دوستو......! اس بات کو بھی ذہن میں رکھیں کہ زکوٰۃ کا نصاب جو اللہ کے قانون کے مطابق متعین ہے...... ساڑھے سات تولے سونا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس مقدار کے برابر قیمت کی کوئی چیز ہمارے پاس موجود ہو...... نقد ہو یا کوئی اور چیز گھر میں موجود ہے...... جس پر ایک سال گذر چکا ہے...... اس پر زکوٰۃ فرض ہے...... مثال کے طور پر ہمارے گھروں میں جو زیورات ہوتے ہیں...... خواہ میاں اپنی بیوی کی ملکیت کرے یا بیوی کو والدین نے اس کی ملکیت کر کے دیئے ہوں...... جس کی بھی ملکیت میں ہوں...... اگر صرف سونا ہے تو ساڑھے سات تولے سونے کا اعتبار ہوگا...... صرف چاندی ہے تو باون تولے چاندی کا اعتبار ہوگا...... اگر سونا اور چاندی ملا ہوا ہے...... مثال کے طور پر ایک تولہ سونا ہے...... اور اس میں دس تولے چاندی ہے...... اب ان دونوں کو آپس میں ملا لیں...... اور اس کی قیمت بنائیں تو باون تولے چاندی اس سے خریدی جا سکتی ہے...... تو اب یہ چاندی کا نصاب موجود ہے...... آپ کے پاس اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ آپ کو ادا کرنی پڑے گی...... آپ سوچیں کہ زیورات سے ہم کماتے تو نہیں ہیں...... لیکن آپ کماتے نہیں کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ نہ زیور کی قیمت خود بخود بڑھتی رہتی ہے...... سونا اور چاندی چیز ہی ایسی ہے کہ عالمی منڈی میں اس کی قیمت بڑھتی رہتی ہے...... جب اس کی قیمت بڑھ

رہی ہے اس سے نفع نہیں حاصل کیا تو آپ نے نہیں کیا...... نبی کی شریعت کا تو اس میں کوئی قصور نہیں...... اللہ نے تو آپ کی ملکیت میں چیز دے دی تھی...... آپ کا حق تھا آپ چاہتے کماتے لیکن زکوٰۃ خدا کا حق ہے...... وہ آپ کے ذمہ ہے وہ تو آپ کو ادا کرنی پڑے گی۔

سود خور سے اعلان جنگ:

میرے محترم دوستو......! زکوٰۃ اہم ترین فریضہ ہے...... زکوٰۃ کا منکر کافر ہے...... زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا فاسق وفاجر ہے...... ایک بات بڑی ضروری کہنا چاہتا ہوں...... کہ ضیاء الحق شہید کے زمانہ میں اللہ اس کے درجات بلند کرے۔ (آمین) ضیاء الحق نے ایک قانون بنایا تھا...... نظام زکوٰۃ کا یہ علیحدہ بات ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے آج بھی اس میں خامیاں موجود ہیں...... مثال کے طور پر یہ ایک شرعی خامی ہے کہ آدمی جب زکوٰۃ ادا کرے مالک اپنے ہاتھ سے زکوٰۃ ادا کرے...... خود بینک میں آپ کا پیسہ پڑا ہے...... حکومت نے وہاں سے کاٹ لی...... مالک کو پتہ ہی نہیں کہ کتنی زکوٰۃ کٹی ہے...... یہ پتہ نہیں کہ کس جگہ خرچ کرے گی تو جو زکوٰۃ ادا کرنے والا آدمی ہے...... ایک تو اپنے ہاتھ سے ادا کرے...... دوسری بات یہ ہے کہ جس کو دے رہا ہے...... اسے معلوم ہو کہ میں اس کو دے رہا ہوں...... تیسرا اہم طریقہ یہ ہے کہ اس کے علم میں یہ بات آنی چاہئے کہ میرے ہاتھ سے اتنی رقم خرچ ہو رہی ہے...... پھر یہ کہ صحیح مصارف پر خرچ ہو...... اور حکومت جو کاٹ لیتی ہے...... وہ ہمیں آج تک پتہ نہیں چلا کہ کہاں پر خرچ ہو جاتی ہے...... یہ کمزوریاں اپنی جگہ پر ہیں...... اس قانون کے اندر اور اس پر علماء نے بحث کی ہے کہ کیا حکومت جو زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے وہ شرعاً زکوٰۃ ہوتی بھی ہے یا نہیں......؟ اس پر اتنی بات کہتا ہوں کہ گورنمنٹ نے دو کھاتے بینکوں کے اندر رکھے ہوئے ہیں...... ایک ہوتا ہے غالباً کرنٹ اکاؤنٹ اور ایک ہوتا ہے سیونگ اکاؤنٹ! تو اس میں سے جس پر نفع ملتا ہے...... وہ ہے سیونگ اکاؤنٹ

گورنمنٹ زکوٰۃ کاٹتی ہے...... صرف اس کھاتے سے جو سیونگ اکاؤنٹ کے اندر ہے۔ ہو...... اسی میں سے زکوٰۃ لیتی ہے...... کرنٹ اکاؤنٹ سے حکومت زکوٰۃ نہیں کاٹتی...... اور نفع جو آپ کو ملتا ہے...... سال کے بعد تقریباً وہ ساڑھے سات فیصد ہے...... مجھے پوری ترتیب اس کی یاد نہیں ہوسکتا ہے اضافہ ہوگیا ہو ساڑھے سات فیصد یہ آپ کو کیا نفع مل رہا ہے...... آپ اس کو نفع کہتے ہیں...... اسلام اس کو سود کہتا ہے...... دل کی کھڑکیاں کھول کر اس مسئلہ کو سنئے...... اللہ کا فیصلہ ہے جو شخص سود کھاتا ہے، سود لیتا ہے، سود دیتا ہے، سود کا کاروبار کرتا ہے، سود پر اپنا گزارا کرتا ہے...... خدا اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتے ہیں کہ تو نے مجھ رب سے جنگ کا اعلان کیا ہے آ پھر میں خدا تیرا مقابلہ کرنا چاہتا ہوں...... اب جس سے اللہ لڑائی لڑے ایمانداری سے بتاؤ دنیا میں کوئی اس کا مقابلہ کرسکتا ہے؟۔

میرے محترم دوستو......! سیونگ اکاؤنٹ سے رقم نکالی جاتی ہے...... وہ جو ساڑھے سات فیصد گورنمنٹ آپ کو دیتی ہے...... وہ خالصتاً سود ہے...... اس ساڑھے سات فیصد میں سے حکومت ڈھائی فیصد زکوٰۃ نکال لیتی ہے...... آپ کو پانچ فیصد واپس کردیتی ہے...... تو اب آپ دیانتداری سے بتائیں یہ ڈھائی فیصد آپ کی زکوٰۃ کٹی یا سود کٹا......؟ (سود کٹا) اس لئے آپ کی وہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوا کرتی...... مہربانی کرکے زکوٰۃ اپنی جیب سے دیا کریں...... اس مال کا حساب کریں...... اس کھاتے میں رقم ہی نہ رکھیں میں نے یہ بات آپ کو بتائی کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں یہ قانون بنا...... لیکن افسوس کہ مکمل نہ بن سکا...... آج تک اس قانون میں کمزوری اور خامی رہی ہے...... ہر آنے والی حکومت دعویٰ اسلام کرتی ہے...... لیکن اِن خامیوں کی اصلاح نہیں کررہی۔

میرے محترم دوستو......! آپ اس پر غور کریں یہ سود کٹتا ہے...... زکوٰۃ نہیں کٹتی زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے...... زکوٰۃ آپ پر فریضہ ہے...... زکوٰۃ آپ کو ادا کرنی ہوگی......

میں یہ عرض کر رہا ہوں.....ضیاء الحق کے دور میں زکوٰۃ کا اعلان ہوا......اس کا یہ فائدہ ہوا کہ لوگوں کی زکوٰۃ کی طرف دلچسپی ہوئی......لیکن اس دوران شریعت کا جو اہم مسئلہ واضح ہوا ......وہ یہ کہ ہمارے ملک میں ایک ایسا فرقہ جو زکوٰۃ کو دین کا جز نہیں سمجھتا تھا ......اور وہ چھپا ہوا تھا......اس نے اپنے آپ کو کبھی ظاہر نہیں کیا تھا......اب وہ فرقہ کھل کر سامنے آ گیا ہمیں پتہ چل گیا کہ جیسے ختم نبوت کا منکر کافر اور اسلام کا دشمن ہے......دائرہ اسلام سے خارج ہے......مرتد ہے واجب القتل ہے......ضیاء الحق کے اس اقدام سے پتہ چلا کہ ایک ایسا فرقہ بھی ہمارے ملک میں رہتا ہے جو زکوٰۃ کا انکار کرتا ہے......اور زکوٰۃ کا منکر مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے......تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے ملک میں وہ کون لوگ ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے......بتاؤ وہ کون بد بخت ہیں......؟ اب اگلی بات جو کہنا چاہتا ہوں......اس کا تعلق آپ سے ہے ان سے نہیں ہے...... ہمارے سیدھے سادھے بھولے بھالے سنی جو رمضان المبارک کے مہینہ میں فارم لکھ کر گورنمنٹ کو دے کر آتے ہیں......کہ جناب ہمارا مذہب فلاں ہے ہمارے مذہب میں زکوٰۃ نہیں ہے......ہم زکوٰۃ نہیں ادا کرتے......اس لئے بنک میں جو ہماری رقم ہے......اس سے زکوٰۃ نہ کاٹی جائے......آپ تھوڑی سی دولت بچانے کے لئے اپنا عقیدہ بدلتے ہیں، نظریہ بدلتے ہیں، مذہب بدلتے ہیں، دین بدلتے ہیں، جب آپ اپنے آپ کو بے دین لکھ کر دے کے آتے ہیں تو بے دین کا معنی یہ ہے کہ قرآن کی تحریف کے آپ قائل ہو گئے......اس کا مطلب یہ ہوا حضورؐ کی ختم نبوت کے دشمن ہو گئے......؟ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ نے بے دینوں کے عقائد کو اپنا لیا کہ العیاذ باللہ اللہ جھوٹ بولتا ہے......اللہ بھول جاتا ان کے عقیدوں میں یہ باتیں شامل ہیں...... انبیاء کی توہین ان کے عقیدے میں شامل ہے......اصحاب رسولؐ پہ تبرا ان کے عقیدے میں شامل ہے...... جب کوئی شخص لکھ کر آتا ہے کہ میں بے دین ہوں......میرے مذہب میں زکوٰۃ

نہیں......اس کا مطلب ہے کہ تھوڑے سے پیسے بچانے کے لئے سارا کفرا پنے سر پہ اٹھا تا ہے......اسلام کو جواب دے بیٹھتا ہے......اس لفظ کو لکھنے سے پہلے ذرا سوچ لیا کریں...... کہ اس لفظ کو لکھنے کے بعد پھر آپ مسلمان بھی رہیں گے یا نہیں......؟ یہ سوچ لینا اس لئے اللہ کے لئے تھوڑے سے پیسے بچانے کے لئے اپنا مذہب نہ بدلئے......عقیدہ اور نظریہ نہ تبدیل کریں......اور پھر دیکھیں ان بے دینوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہمارے مذہب میں زکوٰۃ نہیں...... بھائی اسلام میں زکوٰۃ ہے یا نہیں......؟ (ہے) زکوٰۃ کون سے مذہب کا جزو ہے......؟ (اسلام کا) تو جو شخص یہ کہتا ہے میرے مذہب میں زکوٰۃ نہیں...... بے دین کہتا ہے میرے عقیدے میں زکوٰۃ نہیں......تو اس کا معنی کیا ہوا کہ اس کا مذہب اسلام ہے......؟ (نہیں) یعنی وہ عملی طور پر کہہ رہا ہے کہ میں مسلمان نہیں میرا مذہب اسلام نہیں......میں کسی اور عقیدے سے تعلق رکھتا ہوں......اس لئے میرے عقیدے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

میرے محترم دوستو! یہ زکوٰۃ کے متعلق ضروری باتیں تھیں...... جو میں نے آپ کے گوش گزار کیں...... اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین)

فکر موت وآخرت

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ …… بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ……وَصَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ…… مَا نَطَقَ الِلّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ …… اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمَ…… بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ……یاایها الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰة ان اللّٰه مع الصابرین ـ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰه اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ـ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشرالصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة ـقالوا انالله وانا الیه راجعون اولئك علیهم صلوٰت من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون۔

قال النبی صلی الله علیه وسلم تحفة المؤمن الموت ـوقال النبی صلی الله علیه وسلم کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل وقال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم اغتنم خمساً قبل خمسٍ شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحیوتك قبل موتك او کما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ـ …… صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ…… وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ…… وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ…… وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اشعار:

چار دن ہے زندگی کا یہ خمار
موت کی ترشی نشہ دے گی اتار
مل کر اٹھائیں گے جب جنازہ یار
ہاتھ مل مل کر کہے گا بار بار
ہائے کس لئے آئے تھے کیا کر چلے
جو یہیں پایا تھا وہیں پڑھ چلے
یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
کیا یونہی جیا کرتا ہے کوئی مرنے والا
تجھے حسن ظاہر نے دھوکہ میں ڈالا
ارے ظالم! یہ کیا کر رہا ہے
کہ مرنے والوں پہ تو مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے
یہ بلند ذوق نظر نہیں ہے

تمہید:

میرے دوستو بزرگو اور بھائیو......! ہر محفل کے کچھ آداب ہوتے ہیں...... دین کی محفل کے آداب میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ جتنا جڑ کر بیٹھیں اللہ دلوں کو جوڑتے ہیں......لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے آواز تو بہت دور تک چلی جائے گی......لیکن مل کر بیٹھنا اللہ

کے نبی کے صحابہؓ کی ایک مستقل سنت ہے...... اس لئے میری تمام دوستوں سے درخواست ہے کوئی بزرگ اس کو محسوس نہ کرے جتنے احباب بیٹھے ہیں...... سب تھوڑی سی حرکت کر کے قریب ہو جائیں...... اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

انسان کی اصلی جگہ:

قابل صد تعظیم و تکریم محترم دوستو بزرگو، اور بھائیو......! ہمارے عزیز کی والدہ ماجدہ کا وصال پر ملال ہوا...... ان کے ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کی گئی ...... تسبیحات پڑھی گئیں ...... ایسی محفلوں کے انعقاد کا مقصد ایک تو موت ہونے والے کو ایصال ثواب کرنا اور دوسرا آپس میں بیٹھ کے موت کا تذکرہ کر کے آخرت کی فکر کرنا ہے ...... میں اس مناسبت سے اس وقت صرف تین باتیں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں...... ایک بات کا تعلق میری اور آپ کی آنے والی آخرت کی زندگی سے ہے...... اور دوسری بات ماں کی عظمت کے متعلق ہے...... اور تیسری چیز اسلام میں ایصالِ ثواب کی اہمیت ہے...... یہ تین مسئلے میں بیان کروں گا...... آپ حضرات سے میری درخواست ہوگی کہ جتنی دیر میں گفتگو کروں پورے انہماک اور توجہ سے سنیں گے تو انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا...... سب سے پہلی چیز میرے دوستو! اس جہان سے جانے کے بعد ہر آدمی اس دنیا میں جو شخص آیا ہے...... اس نے پانچ منزلیں طے کرنی ہیں...... یہ انسان جنت سے آیا ہے...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جنت سے دنیا میں بھیجا...... اور اس نے یہ سارا سفر طے کر کے واپس جنت میں جانا ہے...... یہ ہمارے مختلف اسٹیشن ہیں...... جہاں پر ہم کچھ دیر کے لئے رکتے ہیں...... ماں کے پیٹ میں عالم دنیا میں، قبر میں، حشر میں، میزان میں پل صراط پر یہ تمام منزلیں ہیں...... یہاں سے گزر کر آخری منزل وہی ہے...... جہاں سے ہم آئے...... آدمؑ آئے بھی جنت سے اور ہم نے واپس جانا بھی جنت میں ہے...... کامیاب

مسلمان وہ ہے جو اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائے ناکام وہ ہے جو راستہ میں بھٹک جائے۔

ہر انسان کی پانچ منزلیں:

ہر انسان نے پانچ منزلیں طے کرنی ہیں...... ان میں سب سے پہلی منزل آدمی کی وہ موت ہے...... اور پھر موت کی جو کیفیت آدمی پر طاری ہوتی ہے...... اس کو ہم عام طور پر سکرات کہتے ہیں...... وہ ایک عجیب سی حالت ہوتی ہے...... سب لوگ اس بات کو جانتے ہیں...... کوئی آدمی اس سے بے خبر نہیں کہ انسان کی یہ زندگی بالکل فانی ہے...... اللہ کے محبوب کا ارشاد ہے...... الدنیا دار الغرور و الآخرہ دار السرور ''دنیا دھوکہ کی جگہ ہے آخرت سکون اور سرور کی جگہ ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا الدنیا مزرع الاخرۃ ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔''

اللہ کے نبی نے فرمایا لوگو! الدنیا جیفۃ و طابھامکرب ''دنیا مردار ہے اس کے طلب گار اس کے کتے ہیں۔'' دنیا میں انسانوں جیسی زندگی گزارو کتے بن کر زندگی نہ گزارو۔

میرے محترم دوستو! جو شخص ماں کے پیٹ سے دنیا کے پیٹ میں آیا ہے...... اس نے اس دنیا کے پیٹ سے قبر کے پیٹ میں جانا ہے...... یہ اللہ کا ایک قانون ہے...... اور اس قبر میں جانے سے پہلے جو سب سے پہلی کیفیت اس پر طاری ہوتی ہے...... وہ موت کے وقت سکرات کی ہے...... ظاہراً ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مر رہا ہے...... اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں...... شاید بیوی بچوں کو چھوڑ کر برادری کو چھوڑ کر جا رہا ہے...... اس لئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں...... حقیقت یہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا کی آنکھ بند ہوتی ہے...... تو دل کی آنکھ کھلتی ہے...... جو کچھ اس نے اگلے جہان کے لئے بھیجا ہے...... وہ سب کچھ اس کے سامنے بالکل ایسے آتا ہے...... جیسے ٹی وی کے سکرین کے پردے پر سب کچھ ہمیں نظر آ رہا ہوتا ہے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے......؟ وہ پورے کا پورا نظام اس کے

سامنے آ جاتا ہے کہ میں نے اس دنیا کی زندگی میں کیا اچھائیاں کی ہیں ....؟ کیا برائیاں کی ہیں؟ کیا نیکیاں کی ہیں ؟ کیا بدیاں کی ہیں ....؟ کیا اچھے کام کئے کیا غلط کام کئے ....؟ وہ سارے کا سارا نقشہ اس کے سامنے ہوتا ہے۔

موت میں سکرات کی کیفیت:

حضرت عبداللہ بن عباس رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت موت میں سکرات کی کیفیت طاری ہوتی ہے..... سکرات کا ایک ایک جھٹکا اتنا سخت ہوتا ہے.... کہ اگر تین سو آدمی ننگی تلواریں لے کر کسی آدمی پر بیک وقت حملہ کریں تو ان تین سو تلواریں لگنے کی اتنی تکلیف نہیں ہوتی ..... جتنی سکرات کے ایک جھٹکے کی تکلیف ہوتی ہے..... لیکن ہم اس بات کو نہیں سمجھتے ہم دیکھ رہے ہوتے ہیں..... کہ اس کے آنسو بہہ رہے ہیں..... ہم دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم سر سے پاؤں تک اس کا پورا وجود کھچا جا رہا ہے..... ایک انگلی کسی کی کٹ جائے اس پر کتنی تکلیف ہوتی ہے..... اس لئے کہ اس انگلی سے روح نکل گئی..... اس کی تکلیف ہو رہی ہے..... اور جب پورے جسم سے روح نکلتی ہے..... تو اس انگلی سے روح نکل گئی اس کی تکلیف ہو رہی ہے..... اور جب پورے جسم سے روح نکلتی ہے تو اس وقت کتنی تکلیف ہوتی ہوگی.....؟ اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے..... کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دُعا سکھائی کہ یہ دعا بھی مانگا کرو..... ہم دعا مانگتے ہیں کہ اللہ دولت دے، زمین دے، رتبہ دے، فلاں مقدمہ میں کامیابی دے، اچھی بیوی عطا فرمائے ..... یہ ساری اچھی باتیں ہیں..... ان میں سے کسی سے انکار نہیں ..... لیکن آخرت کی فکر کی دعا میں اللہ کے نبی نے فرمایا یہ دعا مانگا کرو..... اللھم اعنی علی سکرات الموت

موت کے انکاری:

اے اللہ جس وقت موت کے جھٹکے لگتے ہیں.....اس وقت تو ہماری مدد کرنا .....اے اللہ اس وقت کی کیفیت سے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں.....اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ اس کیفیت کو سامنے رکھنا چاہئے..... ہر آدمی پر یہ حالت آتی ہے.....کوئی آدمی اس سے مبرا نہیں..... اور پھر دوستو یہ موت تو چیز ہی ایسی ہے کہ اس نے کسی کو معاف نہیں کیا.....اس کائنات میں ہر ایک چیز کے منکر آپ کو نظر آئیں گے.....اللہ کے وجود کے منکر، رسول اللہ کے دشمن، صحابہؓ کے دشمن، اہلبیت کے دشمن، قرآن کا انکار کرنے والے، حدیث کا انکار کرنے والے، ہر ایک چیز کا منکر ملے گا.....لیکن اس دھرتی پہ موت کا منکر نہیں ملے گا.....حتیٰ کہ ایسا پاگل اور بے وقوف آدمی جس میں عقل نام کی کوئی چیز نہ ہو کپڑے اس نے بالکل اتارے ہوئے ہوں..... بالکل ننگا ہو.....سڑک پر جا رہا ہو اسے نہ کھانے کی تمیز ہے .....نہ پینے کی تمیز ہے.....نہ پہننے کی تمیز ہے..... یہ چلتا جا رہا ہے..... پیچھے سے گاڑی آتی ہے..... ہارن دیتی ہے..... یہ سڑک چھوڑ کے ایک طرف ہٹ جاتا ہے.....اس کو یقین ہے کہ اگر میں سڑک پر رہا تو میں موت کا شکار ہو جاؤں گا.....اس آدمی کو بھی موت کا یقین ہے اس لئے موت ایک امر واقعہ ہے..... جو شخص یہاں آیا ہے.....اس نے جانا ہے۔

نہ آیا جو کہ باقی رہا نہ ساغر رہا، نہ ساقی رہا

یہ دنیا دار الفنا ہے

رہے مرگ سے کیوں ڈراتے ہیں لوگ بہت اس طرف کو جاتے ہیں لوگ

پیام مرگ سے اے دل! تیرا دم کیوں نکلتا ہے مسافر روز جاتے ہیں یہ رستہ یونہی چلتا ہے

موت کی یاد رسول اللہ کی زبانی:

ہزاروں جنازے ہم روزانہ اٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں.....لیکن اپنی موت کی فکر نہیں.....حدیث میں آتا ہے حضورؐ صحابہ کی محفل میں بیٹھے تھے.....آپ نے اپنے یاروں

سے پوچھا میرے دوستو بتاؤ! ایک صحابی سے پوچھا...... تجھے موت کتنی یاد آتی ہے...... کہا اللہ کے رسول میں نماز فجر پڑھوں مجھے ظہر کا یقین نہیں شاید پہلے نہ مرجاؤں...... دوسرے صحابیؓ نے کہا محبوب میں ظہر پڑھوں مجھے عصر کا یقین نہیں...... تیسرے صحابی نے کہا محبوب میں عصر پڑھوں مجھے مغرب کا اعتماد نہیں...... ایک صحابی کہنے لگے محبوب میں مغرب پڑھوں مجھے عشاء کا یقین نہیں...... ان نمازوں میں وقفہ بالکل تھوڑا تھوڑا ہوتا ہے...... اللہ کے محبوب نے فرمایا میرے دوستو! اتنی لمبی دنیا کی زندگی کی اُمیدیں لے کر بیٹھے ہو...... میں محمد رسول اللہ ﷺ نماز میں ایک طرف سلام پھیروں تو مجھے دوسری طرف سلام پھیرنے کا یقین نہیں ہوتا...... شاید موت کا فرشتہ اس سے پہلے نہ آجائے...... آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں...... اور یہ ایک عجیب نظام قدرت ہے...... کہ موت کی ترتیب کوئی نہیں ہے۔

موت کی ترتیب:

آنے کی ترتیب ہے لیکن جانے کی کوئی ترتیب نہیں ہے...... آنے کی ترتیب ہے کہ دادا پہلے ہے باپ بعد میں ہے...... بیٹا پوتا بعد میں ہے...... پھر اس سے آگے اس کی نسل ہے...... لیکن جانے کی کوئی ترتیب نہیں...... دادا بیٹھا ہے پوتے کا جنازہ جارہا ہے...... باپ بیٹھا ہے بیٹے کا جنازہ جارہا ہے...... ماں باپ زندہ ہیں اولاد دنیا سے رُخصت ہورہی ہے...... دودھ پلانے والی بیٹھی ہے دودھ پینے والا رُخصت ہورہا ہے...... بچہ چیخ رہا ہے ماں دنیا سے رُخصت ہورہی ہے...... یہ ایک ترتیب اللہ کے ہاں تو ہے بندوں کے ہاں اس نظام کی کوئی ترتیب نہیں ہے...... انسان کی زندگی کا ایک وقت متعین ہے...... رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے...... فرمایا ان النفس لن تموت حتی تستکمل رزقها ...... ہر آدمی جو دنیا میں آیا ہے...... اس کا رزق اللہ نے متعین کردیا...... جب وہ اپنا رزق پورا کرلیتا ہے...... تو پھر وہ ایک سیکنڈ بھی اس زمین پر نہیں رہتا...... خدا اس کو فوراً اٹھالیتے ہیں۔

کل من علیھا فان...... ''ہر چیز کو اس کائنات میں فنا ہے کسی کو بقا نہیں۔'' تو موت ایک امر واقعہ ہے......موت وہ قانون قدرت ہے......جس سے کسی آدمی کو نجات نہیں......ہر آدمی پر موت آئے گی۔

امام الانبیاء کے گھر پر موت کا حملہ:

حدیث کی کتابوں میں آتا ہے......موت نے تو اس گھر پر بھی حملہ کیا......جس کو امام الانبیاء سید الانبیاء محمد کا گھر کہتے ہیں......رسول اللہ نے اپنے ہاتھوں سے اماں خدیجۃ الکبریٰ جو حضور کی بیوی تھیں......ان کا جنازہ اٹھایا......اللہ کے نبی نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے چار بیٹوں کا جنازہ اٹھایا......رسول اللہ نے اپنی زندگی میں تین صاحبزادیوں کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا ہے......حضورؐ کے سامنے حضورؐ کا خاندان اور آپ کے اہل بیت اور رسول اللہؐ کے صحابہؓ کے ہزاروں جنازے اٹھے ہیں......موت ایک ایسی چیز ہے......جس سے کسی شخص کو نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔

حدیث میں آتا ہے......رسول اللہ ایک مرتبہ بیٹھے تھے......اٹھارہ مہینہ کا رسول اللہ کا چھوٹا سا بچہ تھا......حضرت ابراہیم اس کا نام تھا......حضورؐ اس کو گود میں لے کر بیٹھے ہیں اور بچہ بیمار ہے......رسول اللہؐ اس کو گود میں لے کر بیٹھے ہیں......اور بچہ پر سکرات کی کیفیت ہے......اب باپ بیٹے کے سامنے بیٹھا ہو......اس باپ کے سینے سے پوچھئے کہ بیٹا مر رہا ہو......اس کی اس کیفیت کو دیکھ کر یقیناً کوئی شخص برداشت نہیں کرتا......رسول اللہ کی آنکھوں میں آنسو تھے......عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک صحابی تھے وہ سامنے تشریف لا کر کھڑے ہو گئے......اور کہا......یا رسول اللہ انت تبکی......محبوب! ہمیں صبر کا حکم دیتے ہیں خود آنسو بہاتے ہیں......آپ بھی رو رہے ہیں......؟ اللہ کے نبی کا جملہ سنیے! حضورؐ نے فرمایا عبدالرحمٰن! میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں......دل غمناک ہے......مگر محمدؐ کی زبان سے

وہی جملہ نکلے گا...... جس پر میرا رب راضی ہوگا...... میں واویلا نہیں کروں گا...... میں چیخ، پکار نہیں کروں گا...... میں منہ ماتھا نہیں پیٹوں گا...... میں اللہ کی رضا پر راضی رہوں گا...... میں اپنی ماؤں بہنوں بیٹیوں کو کہتا ہوں...... یقیناً جدائی بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے...... لیکن اللہ کے نبی نے اس موقع پر صبر کا حکم دیا ہے...... رسول اللہ کا ارشاد ہے...... الصبر عند صدمة الاولیٰ...... بہترین صبر یہ ہے کہ جب مصیبت کی اطلاع ملے...... چیخ وپکار ہائے ہائے نہ کرو...... فوراً اللہ کی رضا پر راضی ہوکر انا لله وانا اليه راجعون...... کہو۔

حضرت حسینؓ بن علیؓ کی روایات میں سے ایک روایت عجیب ملتی ہے...... حضرت حسینؓ کہتے ہیں...... مجھے میرے نانا رسول اللہ ﷺ نے سکھایا تھا کہ بیٹے حسینؓ! گزری ہوئی مصیبت اگر کسی وقت یاد آجائے اس پہ انا لله کہا کرو...... اس انا لله پڑھنے پر خدا اس وقت بھی وہی اجر عطا کرتے ہیں...... جو مصیبت کے وقت صبر پر اللہ نے اجر عطا کیا تھا...... بعد میں یاد کر کے انا لله پڑھنے پر خدا وہی رحمت برسا دیتے ہیں...... اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے...... میں عرض کر رہا تھا کہ رسول اللہ نے بھی اس بڑے صدمہ کو دیکھا ہے...... حضورؐ کی آنکھوں کے سامنے رسول اللہ کے سگے چچا سید الشہداء اسد اللہ واسد الرسول حضرت حمزہؓ کا لاشہ اٹھا...... جسم کے تیرہ ٹکڑے کر دیئے گئے...... سینہ چاک کیا گیا...... کلیجہ نکالا گیا...... سر کی کھوپڑی میں شراب کی قسمیں اٹھائی گئیں...... اس تڑپتے ہوئے لاشہ پر رسول اللہ ﷺ آکر کھڑے ہوگئے...... نبوت کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے...... اس وقت رسول اللہ نے ایک جملہ کہا کہ اللہ! محمد سے راضی ہوجا دیکھ میں تیرے دین کی خاطر اپنے چچا کا یہ حال کرا چکا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کی جدائی کا صدمہ:

حدیث میں آتا ہے...... رسول اللہ ﷺ کی جدائی سے بڑا صدمہ کائنات میں کسی نے

نہیں دیکھا...... صحابہؓ کہتے ہیں جس وقت اللہ کے محبوب کی ولادت باسعادت ہوئی..... پوری دھرتی پہ روشنی ہوگئی تھی...... حضورؐ پیدا ہوئے سیدہ آمنہ نے رسول اللہ کی ولادت کے وقت شام کے محلات دیکھے...... رسول اللہؐ کی ولادت ہوئی مکۃ المکرمہ خوشبو سے مہک اٹھا...... رسول اللہ کی ولادت ہوئی کعبہ کے کونے سے آواز آئی لوگو! مجھے مبارک پیش کرو...... مجھے پاک کرنیوالا پیغمبر دنیا میں آچکا ہے...... لیکن یہی محبوب جب اللہ کے حضور جانے لگے صحابہ کہتے ہیں...... سب سے بڑا صدمہ یہ تھا جب رسول اللہ ہم سے جدا ہوئے تھے...... صحابہؓ کہتے ہیں...... قد اظلم المدینہ...... پورے مدینہ پہ اندھیرا چھا گیا...... دن کی تپتی ہوئی دھوپ اور روشنی میں بھی ہم پہ ایسی کیفیت طاری ہوگئی تھی...... کہ ہم ایک دوسرے کو بھی نہیں دیکھ سکتے تھے صحابہ کہتے ہیں ہم پہ اندھیرا چھا گیا...... پورے مدینہ پہ اندھیرا تھا...... حضرت علی بن ابی طالبؓ مسجد کے کونے میں رو رہے تھے...... ایک صحابیؓ نے جا کر سلام کیا تو علی کو جواب دینے کا ہوش بھی نہیں تھا...... حضرت عثمان بن عفانؓ رو رہے تھے...... حضرت عمر بن خطابؓ پر بے ہوشی کی یہ کیفیت تھی کہ تلوار لے کر کھڑے ہوگئے...... خبردار جو کہے گا رسول اللہ فوت ہوگئے ہیں...... اس کی گردن قلم کردوں گا...... حضورؐ کے صحابہؓ کی عجیب کیفیت تھی...... جب اطلاع ملی صحابہؓ جنگلوں کی طرف نکل گئے...... ایک روایت میں آتا ہے...... ایک صحابیؓ جنگل میں بکریاں چرا رہے تھے...... کسی نے وہاں جا کر کہا جس محبوب نبی کا تم کلمہ پڑھتے ہو... وہ اللہ کے محبوب نبی آج کفن پہن چکے ہیں...... حدیث میں آتا ہے...... صحابیؓ نے یوں مدینہ کی طرف منہ کیا...... دونوں انگلیاں اپنی آنکھوں پر رکھ کر زور سے مسل کر کہا اللھم اجعلنی ضریرا...... اللہ! میں مدینہ جاتا تھا تیرے محبوب کا دیدار کرتا تھا...... اب میں مدینہ جاؤں اور مجھے محبوب نظر نہ آئیں...... تو اب مجھے ان آنکھوں کی ضرورت نہیں ہے اب مجھے تو اندھا کردے...... اب آنکھ مجھے تو اس دن دینا جب کھولوں نظر اٹھاؤں تو رسول اللہ کا چہرہ

نظر آئے۔

حدیث میں آتا ہے...... اس صحابی نے دونوں انگلیاں آنکھوں سے ہٹائیں تو وہ دونوں آنکھوں سے نابینا ہو چکا تھا...... حضرت بلالؓ حضورؐ کی جدائی کے بعد مسجد نبوی میں آذان دینے کے لئے آئے...... کتابوں میں لکھا ہے کہ جب آذان شروع کی اللہ اکبر اللہ اکبر اشہدان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد...... کہا گرے اور بے ہوش ہوگئے...... لوگوں نے پکڑ کر کہا بلالؓ ہوش سنبھال...... بلالؓ کیا ہوگیا ہے......؟ کہا لوگو! روزانہ جب میں اذان دیتا تھا...... اللہ کے محبوب منبر پر نظر آتے تھے...... آج میری پہلی اذان ہے...... مجھے رسول اللہ نظر نہیں آئے...... اس لئے میں گرا ہوں بے ہوش ہوگیا ہوں...... قسم اٹھائی آج کے بعد اذان نہیں دوں گا...... رسول اللہؐ کی جدائی برداشت نہ ہو سکی...... مدینہ چھوڑ کر چلے گئے...... ایک سال تک واپس نہ لوٹے۔

سیدنا بلال کو خواب میں رسول اللہ کی زیارت:

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ نے لکھا ہے...... کہ ایک سال تک واپس نہ آئے...... خواب میں رات کو رسول اللہؐ کی زیارت ہوئی...... دمشق میں چلے گئے...... خواب میں حضورؐ نے فرمایا بلال! اسی کو دوستی کہتے ہیں......؟ یا وہ دور تھا تیرے سینہ پر پتھر ہوتے تھے...... گردن میں تجھے رسیاں ڈالتے تھے...... مکہ کے بازاروں میں تجھے گھسیٹتے تھے...... تو نے پھر بھی مجھے نہ چھوڑا...... اب میرے جانے کے بعد میرا مدینہ بھی چھوڑ دیا ہے...... رہا نہ گیا اٹھے تو چیخ نکل گئی...... رات کو وہیں سے سفر کرنا شروع کیا...... دن رات سفر کرتے کرتے جس وقت مدینہ پہنچے صبح تہجد کا وقت تھا...... کتابوں میں لکھا ہے رسول اللہ کے دونوں لاڈلے شہزادے سیدنا حسنین کریمین شریفین حضرت حسن اور حسینؓ جو شبیہان رسول تھے...... رسول اللہؐ کے ہم شکل تھے...... صحابہؓ کہتے ہیں حسن کا چہرہ اور حسین کا وجود

دیکھتے تو ہمیں رسول اللہؐ یاد آ جاتے ...... ان دونوں بچوں نے حضرت بلالؓ کو آتے دیکھا تو تڑپ گئے ...... یاعمنا بلالؓ ...... "ہمارے چچا بلالؓ آ گئے۔" چچا جان چچا جان آپ کے جانے کے بعد اذان تو ہوتی ہے ...... آپ کی آواز ہم نے نہیں سنی ...... آج ویسے اذان دے دیجئے ...... جیسے ہمارے نانا رسول اللہؐ کے سامنے کھڑے ہو کر اذان دیتے تھے ...... حضرت بلالؓ کہتے ہیں ...... شہزادوں کو دیکھ کر میرا دل بھر گیا ...... مدینہ خالی تھا دل نہیں کرتا تھا اذان دوں ...... مگر شہزادوں کی فرمائش تھی اس لئے میں نہ رہ سکا ...... سیدنا بلالؓ نے جب اذان دینا شروع کی الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر ...... پورے مدینہ میں ہلچل مچ گئی ...... مرد عورتیں بچے بوڑھے جوان چیخیں مار کے گھروں سے باہر نکل آئے ...... کسی نے پوچھا خیر تو ہے کہاں جا رہے ہو ......؟ کہنے لگے لوگو! یہی مؤذن تھا ...... جو رسول اللہ کی زندگی میں اذان دیتا تھا ...... محبوب کے جانے کے بعد مؤذن چلا گیا تھا ...... آج ایک سال کے بعد واپس آیا ہے ...... ہم دیکھنے جا رہے ہیں ...... کیا اکیلا مؤذن آیا ہے ...... یا امام بھی واپس آ گئے ہیں ......؟ لیکن امام وہاں جا چکے تھے ...... جہاں جانے کے بعد واپس کوئی نہیں آیا کرتا۔

موت ایک اہم صدمہ:

میں عرض یہ کر رہا ہوں ...... موت ایک اہم صدمہ ہے ...... لیکن اس صدمہ پر اسلام نے ہمیں صبر کا حکم دیا ہے ...... اسلام نے یہ سکھایا ہے ...... کہ اس وقت اللہ کی رضا پر راضی رہو ...... ظاہر ہے کہ مرنے والے کو آپ دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے ...... آپ اس کو واپس نہیں لا سکتے ...... لیکن اتنا تو کر سکتے ہو کہ اللہ کی رضا پر راضی رہو خدا اس کو بھی اجر عطا کرتا ہے تمہیں بھی اجر عطا کرتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا جب مردے پہ کوئی شخص واویلا کرے، ماتم کرے، ماتھا پیٹے، روئے، فرشتے اس کو کہتے ہیں تو ان کا کیا لے کر آیا ہے کہ تیرے بعد یہ اتنا چیخ و چلا رہے ہیں ...... اور اگر کوئی صبر کرے اللہ فرماتے ہیں فرشتو! ایک تو ان پر میری طرف سے یہ فیصلہ صادر ہوا کہ ان کی والدہ چلی

گئی، ان کی خالہ چلی گئی، ان کا فلاں عزیز چلا گیا، ایک تو میں نے ان سے رشتہ دار کو جدا کیا..... دوسرا وہ میری رضا پر راضی تھے..... ان کی اس نیکی کی وجہ سے اس مرنے والے کی مغفرت کا بھی اعلان کرتا ہوں..... جنہوں نے اس پر صبر کیا ہے..... میں ان کی مغفرت کا بھی اعلان کرتا ہوں..... یہ بہت بڑی نعمت ہے جو خدا کی طرف سے آئی ہے..... موت میں مختلف حکمتیں ہوتی ہیں..... تو سب سے پہلی منزل انسان کی موت ہے..... اور اس کے بعد دوسری منزل جس کی ہم نے تیاری کرنی ہے وہ قبر ہے آج ہم اس کو بھی بھول گئے ہیں..... محلات میں رہتے ہیں..... قبروں کو چھوڑ دیا ہے..... قبرستان سے گزرتے ہیں..... اس انداز سے جیسے پتہ ہی نہیں کہ یہاں پر کون ہے.....؟ وہاں سے گزرتے ہیں..... قبروں کو روند کر جاتے ہیں۔

قبرستان کے آداب:

حدیث میں آتا ہے..... رسول اللہؐ نے فرمایا ہے جو قبر پر پاؤں رکھتا ہے ایسے ہے جیسے جہنم کے انگارے پر پاؤں رکھا ہو..... اس لئے قبرستان میں جاؤ تو قبرستان کے بھی آداب ہیں ..... حضورؐ نے فرمایا قبرستان کے آداب میں یہ ہے کہ قبرستان میں کوشش کیا کرو جوتا اتار کے جایا کرو..... اگر جگہ صاف ستھری ہے..... اگر کوئی کانٹے یا اس قسم کی جگہ ہے وہاں جوتا نہیں اتار سکتے تو گزرتے ہوئے قبروں کا خیال کرو کہ کسی قبر پر تمہارا پاؤں نہ آجائے ..... اللہ کے نبیؐ نے فرمایا جس وقت قبرستان میں جایا کرو ان کی مغفرت کی دعا کیا کرو..... رسول اللہؐ نے فرمایا ان کو سلام کیا کرو..... السلام علیکم یا اھل القبور ...... ''قبر والو! تم پر خدا کی رحمت ہو۔'' انتم لنا سلف و نحن لکم تبع و انا انشاء اللّٰہ بکم لاحقون ...... تم آگے گئے ہو ہم بھی کفن پہن کر تمہارے پیچھے آرہے ہیں..... اور یہ حقیقت ہے اس قبر کی عجیب زندگی ہے۔

سیدنا عثمان اور فکر آخرت:

حضرت عثمان بن عفانؓ کے متعلق آتا ہے قبرستان میں جاتے تو خوب روتے ......اتنا روتے کہ رورو کے رُخساروں پر دونالیاں بن گئیں تھیں ...... کسی نے کہا عثمانؓ! جنت جہنم کے تذکروں پر اتنا نہیں روئے ہو قبر پر اتنا کیوں روتے ہو...... ؟ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا......القبر اول من منازل الآخرة......قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے ...... جو شخص یہاں بچ گیا وہ کامیاب ہوگیا ...... جو پکڑا گیا وہ تباہ و برباد ہوگیا...... مجھے ڈر ہے پتہ نہیں پکڑا جاتا ہوں یا کامیاب ہوتا ہوں......اس لئے میں قبر پر آکے روتا ہوں۔

سیدنا علی قبرستان میں:

میرے پیر علی شیر خدا اسد اللہ اسد الرسول وہ حیدر بہادر صفدر شیر بر حیدر کرارؓ قبرستان میں جاتے تو قبرستان والوں کو خطاب کرتے تھے آج تو ہم لڑتے ہیں کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں سنتے......؟ علیؓ تقریر مردوں میں کرتے تھے...... حضرت علیؓ کی تقریر کے چار جملے یاد کرلو......حضرت علیؓ قبرستان میں آکر کہتے یا اهل القبور ...... اے قبروں والو نساء کم زوجت کل ......''جس بیوی کا کہا مان کر تو نے شریعت کو دھکے دیئے تھے تیرا جنازہ وہیں رکھا تھا وہ دوسری جگہ نکاح کا منصوبہ بنا چکی تھی امو الکم قسمت کل ......''جو تم نے مال جمع کیا تھا وہ سارے کا سارا تقسیم ہو چکا ہے دیار کم سکنت...... ''جن محلات میں تم رہتے تھے مکان خالی ہو گئے ہیں آج تم قبرستان میں پہنچ گئے ہو۔ اولاد کم حرمت کل ''تم جاتے تھے بچہ ابوابو کر کے تمہیں سینہ سے لگاتا تھا جب بیٹا باہر سے آتا ماں پیار کرتی تھی......آج وہ بچہ آتا ہے سینہ لگانے والی ماں نہیں ہے۔''اولاد کم حرمت اولاد چیختی ہے محروم ہو چکی ہے ماں باپ نظر نہیں آتے ۔ میرے محترم دوستو ! حضرت علیؓ قبرستان میں یہ جملے کہتے۔

عذاب قبر:

حضورؐ نے فرمایا القبر روضة من رياض الجنة او حضرة من حضر النار.
قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گھڑوں میں سے ایک گھڑا ہے.... اس کو مٹی کا ڈھیر نہ سمجھو کہ یہ مٹی ہے......شاید مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود...... یہ بات نہیں یہاں حساب و کتاب اور جزا و سزا ہے...... حضرت علی بن ابی طالب کو ایک کافر نے کہا علی! تم کہتے ہو قبر میں عذاب ہوتا ہے...... ہم نہیں مانتے یہ دیکھو میرے ہاتھ میں فلاں کافر کی ہڈی ہے...... اس نے ہڈی کو مسلا اس کی ہڈی چور ہوگئی ...... مٹی میں ملی ہوئی تھی...... وہ ساری مٹی بن کے زمین پہ گر پڑی...... کہنے لگا اگر قبر میں عذاب ہوتا تو میرے ہاتھ کو کیوں نہیں ہوتا......؟ حضرت علیؓ بڑے ذہین تھے...... صاحب علم تھے......فلسفانہ طور پر حضرت علیؓ نے اس کو یہ مسئلہ سمجھایا...... آپ نے دو پتھر منگوائے......اور پتھر پہ پتھر مارا... تو اس سے آگ کی چنگاریاں نکلیں...... حضرت علیؓ نے فرمایا یہ کیا ہے......؟ اس نے کہا آگ ہے......فرمایا پتھر ہاتھ میں لو اور بتاؤ ٹھنڈا ہے یا گرم ہے......؟ اس نے پتھر ہاتھ میں پکڑا اور کہنے لگا...... یہ تو ٹھنڈا ہے......فرمایا اس میں آگ ہے کہ نہیں......؟ اب وہ خاموش ہو گیا......فرمایا بولتے کیوں نہیں ہو......؟ اس نے کہا جی آگ تو اس میں ہے نہ ہوتی تو نظر کیسے آتی...... فرمایا پتھر میں آگ ہے مگر ٹھنڈا ہے...... آگ ہاتھ کو نہیں لگتی...... اوئے دنیا کے پتھر تیرے ہاتھ میں ہیں...... اس کے اندر آگ ہے...... تجھے نہیں لگتی بالکل یہی فلسفہ ہے...... یہ جہان دنیا ہے وہ عالم برزخ ہے...... وہاں بھی قبر میں کافر کے لئے جہنم کی آگ ہے...... اور مومن کے لیے رحمت ہے...... لیکن تو اس جہان میں بیٹھا ہے...... اس جہان کی چیزوں کو نہیں دیکھ سکتا...... جب تک تو وہاں نہیں جائے گا تجھے سمجھ نہیں آئے گا...... ہم ان عذاب کو مانتے اس لئے ہیں کہ اس کا ذکر پیغمبر کی زبان سے سنا ہے...... اور اس نبی کی زبان سے نکلا ہوا جملہ کبھی غلط نہیں ہوتا...... جس پیغمبر کی زبان سے سن کر

بن دیکھے ہم نے اللہ کو مانا ہے...... جنت کو مانا ہے...... فرشتوں کو مانا ہے...... اس نبی نے کہا ہے کہ عذاب قبر حق ہے۔

عذاب والی دو قبروں کی نشاندہی:

حضورؐ ایک مرتبہ دو قبروں سے گزرے...... آپ نے فرمایا دونوں کو عذاب ہو رہا ہے...... صحابہؓ نے پوچھا محبوب! کیوں......؟ فرمایا یہ وہ شخص تھا جو پیشاب کے گندے قطروں سے نہیں بچتا تھا...... اور دوسرا یہ وہ شخص تھا جو چغل خوری کیا کرتا تھا...... مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا تھا...... اسلئے یہ عذاب قبر سے نجات مانگا کرو اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر...... یہ حضورؐ نے دعا سکھائی ہے...... کہ اللہ! مجھے عذاب قبر سے محفوظ رکھ......! دنیا میں کوئی استاد یہ نہیں بتاتا کہ بیٹے! تمہارا فلاں تاریخ کو امتحان ہوگا...... امتحان میں یہ سوال پوچھوں گا...... اللہ کا احسان اور مہربانی ہے...... خدا نے تین سوال بتا دیئے...... فرمایا قبر میں تم سے تین سوال ہوں گے من ربك مادینك من نبیك...... تیرا رب کون ہے...... تیرا دین کیا ہے...... تیرا نبی کون ہے...... اگر اللہ کو رب مانا ہے...... اس کی ذات پر یقین کیا ہے تو کہو گے ربی اللہ...... ''میرا رب اللہ ہے''۔

اگر دکان سے کاروبار ملنے کا یقین ہے...... خدا کو چھوڑا، نماز کو چھوڑا، احکامات کو چھوڑا، تو ھا ھا لاادری...... ہاتھ مل مل کر کہے گا...... پتہ نہیں اللہ کون ہوتا ہے......؟ پوچھا جائے گا من نبیك...... تیرا نبی کون ہے......؟ اگر ہم نے رسول اللہؐ کی شریعت کے مطابق زندگی گزاری...... کھانے پینے میں، چلنے پھرنے میں، تجارت و کاروبار میں، لینے دینے میں، معاملات میں، بیع و شراء میں، اٹھنے بیٹھنے میں، ایک اک اداء میں، رسول اللہؐ کی سیرت کو زندہ کیا تو کہے گا نبی محمد رسول اللہ...... ''میرے نبی محمد کریمؐ ہیں...... اگر ہم نے عمل یہودیوں اور عیسائیوں والا کیا تو خدا کی قسم ہاتھ مل کر کہے گا...... مجھے پتہ نہیں میرا نبی

کون ہے......؟ اور مسلمانو کبھی علماء کے پاس بیٹھ کر یہ باتیں سیکھا کرو...... آسان سی زندگی ہے...... کھاتے تو ویسے بھی ہیں...... یہودیوں عیسائیوں کے طرح کھڑے ہو کر کھاؤ تب بھی پیٹ بھر جائے گا...... بائیں ہاتھ سے کھاؤ تب بھی پیٹ بھر جائے گا...... دائیں ہاتھ سے کھاؤ بیٹھ کر کھاؤ...... بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ...... اپنے سامنے سے کھاؤ...... ابتداء میں اور آخر میں ہاتھ دھوؤ...... آخر میں اللہ کا شکر ادا کرو...... نبی کی سنت کے مطابق کھانا کھاؤ ایک کھانے میں سات سنتیں زندہ ہوتی ہیں...... ہر سنت پر سو شہیدوں کا اجر لکھ دیا جاتا ہے ...... اللہ مجھ کو آپ کو رسول اللہ کے طریقوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

تیسرا سوال ہوگا مــا دینك ...... تیرا دین کیا ہے......؟ تو یہودی مذہب پر تھا، عیسائی تھا، ہندو تھا، سکھوں کے عقیدہ پر تھا تو چیخے گا اگر نبی کی شریعت پر عمل کیا...... ہم کہیں گے دیننا الاسلام ...... ''ہمارا دین اسلام ہے۔''

اگر اس کو چھوڑ دیا تو کہیں گے ہمیں کچھ پتہ نہیں...... پہلی منزل یہ ہے کہ سکرات کی کیفیت ہوتی ہے...... دوسری منزل عذاب قبر ہے...... قبر کی ایک زندگی ہے...... حضور فرماتے ہیں...... کہ نیک آدمی جب فوت ہوتا ہے...... حساب کتاب میں صحیح جواب دیتا ہے...... اللہ حکم دیتے ہیں فرشتو! انــه فـراش مـن الجنة ...... ''اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ افتحـو الــهٔ بـاب مـن الـجـنة ...... ''جنت کا ایک دروازہ ہے اس کے لئے کھول دو...... اس کے لئے خوبصورت جگہ بنا...... اس کو سلا دیا جاتا ہے...... فرشتے اس کو کہتے ہیں نـم کـنـومة العروس ...... ایسے سو جیسے دلہن اپنی سیج پر سوتی ہے...... جیسے دلہن کو اس کے شوہر کے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا...... تجھے بھی تیرے مالک و خدا کے بغیر قیامت سے پہلے کوئی نہیں اٹھائے گا...... یہ جنت میں میٹھی نیند کر رہا ہوتا ہے...... ہم کہتے ہیں قبر میں ہے حقیقت میں جنت پہنچ چکا ہوتا ہے...... تیسری منزل میدان محشر کی منزل ہے...... نفس و نفسی کا

عالم ہوگا......علماء لکھتے ہیں...... پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا...... جب سے حضرت آدمؑ آئے ہیں......اس وقت سے لے کر آج تک تقریباً نو ہزار سال گزر چکے ہیں......اگر یہ دنیا ایک ہزار سال تک اور رہ جائے...... تمہاری اخبار نے تو پیشین گوئی کر دی کہ سن ۲۰۰۰ مشکل آئے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی...... کسی کو پتہ نہیں قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے......اگر ایک ہزار سال بھی دنیا رہ جائے تو ساری دنیا کی دس ہزار سال اور قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا......زمین سورج کی تپش کی وجہ سے تانبے کی طرح ہوگی۔

ہر آدمی اپنے گناہوں کے پسینے میں غرق:

حدیث میں آتا ہے...... حضورؐ نے فرمایا ہر آدمی محشر میں ایسے ہوگا جیسے ماں کے پیٹ سے دنیا میں آتا ہے......کوئی کپڑا اس کے پاس نہیں ہوگا...... میری اماں عائشہ صدیقہؓ نے حضورؐ سے پوچھا محبوب! سارے ننگے ہوں گے ایک دوسرے کو دیکھیں گے یہ تو شرم اور عار کی بات ہے...... حضورؐ نے فرمایا عائشہؓ دیکھنے کی فرصت اور طاقت کہاں ہوگی......؟ ہر آدمی کا منہ آسمان کی طرف اٹھا ہوا ہوگا...... ہر آدمی اپنے گناہوں کے پسینے میں غرق ہوگا کوئی کسی کو نہیں دیکھ سکے گا......قرآن کہتا ہے......یوم یفر المرءُ من اخیہ وامہ وابیہ...... قیامت کے دن ہر آدمی ایک دوسرے سے بھاگے گا...... کوئی کسی کی سننے کے لئے تیار نہ ہوگا...... یہ وہ دن ہوگا جس دن کچھ لوگ ایسے ہوں گے......جس دن خدا کچھ لوگوں کو جنت کے پروانے دیں گے...... اللہ کہتا ہے اس دن جس کو دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملا جنت میں گیا...... بائیں ہاتھ میں جس کو نامہ اعمال ملا جہنم میں گیا......اس دن کچھ لوگ ہوں گے جو مشک کے ٹیلوں پر ٹہل رہے ہوں گے......اس دن کچھ لوگ ہوں گے کہ اللہ کے عرش کے نیچے دسترخوان بچھے ہوں گے...... وہاں پر کھانے کھا رہے ہوں گے......اس دن کچھ لوگ ہوں گے جن کو اللہ کہیں گے محمد رسول اللہؐ کے امتیو! محبوب تیری امت میں سے آج ستر ہزار

کو میں بغیر حساب و کتاب کے جنت کے داخلے کا اعلان کرنا چاہتا ہوں..... دُعا کرو اللہ میرا آپ کا شمار بھی ان لوگوں میں کر دے..... (آمین) اچھی دعائیں مانگ رہا ہوں..... آپ کو لڑا نہیں رہا..... شریعت کے مسئلہ سمجھا رہا ہوں..... اور میں ڈرانا بھی نہیں چاہتا آپ کو اللہ کی رحمت کی اُمید دلاتا ہوں..... اللہ کی رحمت سے توقع رکھو..... یقین کرو کہ خدا کریم ہے ہم پہ کرم کرے گا..... وہ رحیم ہے ہم پہ رحم کرے گا..... وہ غفار ہے ہمارے گناہوں کو بخش دے گا..... وہ رحمٰن ہے اس کی رحمت بے انتہا ہے..... اس لئے اس سے رحمت کی اُمید رکھا کرو۔

رحمت حق بخشش کا بہانہ:

حدیث میں آتا ہے..... اللہ بخشنے کے بہانے تلاش کرتا ہے..... رحمت حق بہانہ ہے..... جو یہ اللہ کی رحمت تو بہانہ تلاش کرتی ہے..... اللہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے بندے کو بخش دوں۔

حدیث میں آتا ہے..... میدان محشر میں ایک آدمی اللہ کی دربار میں پیش ہوگا اس کی ساری نیکیاں ہوں گی..... گناہ اور نیکیوں کا موازنہ کیا جائے گا تو ایک نیکی کم ہو جائے گی..... اللہ فرمائیں گے جا ایک نیکی لے آ تجھے بخشتا ہوں ورنہ جہنم میں جائے گا..... اب یہ بھاگے گا ماں کے پاس جائے گا..... باپ کے پاس جائے گا..... رشتہ داروں کے پاس جائے گا..... کہیں سے کوئی نیکی نہیں ملے گی..... ایک آدمی اس کو ملے گا وہ کہے گا کیوں پریشان ہے.....؟ یہ کہے گا میری ایک نیکی کی کمی ہے..... اگر مجھے مل جائے تو میں جنت میں جا سکتا ہوں..... وہ کہے گا اچھا یار میرے پاس اور تو کوئی نیکی نہیں..... میرے پاس نیکی بھی ایک ہے..... اگر تیرا گزارہ ہوتا ہے تو میں اپنی نیکی تجھے دیتا ہوں..... میں نے تو ویسے بھی جہنم میں جانا ہے..... اس ایک نیکی سے میں کون سا جنت میں جاؤں گا.....؟ میں یہ نیکی

تجھے دیتا ہوں تو لے جا تو جنت میں جا...... یہ نیکی لے کر اللہ کے حضور پہنچے گا...... اللہ فرمائیں گے کہ کہاں سے لایا ہے......؟ کہے گا فلاں آدمی نے مجھے نیکی دی ہے...... اللہ اس کو بھی بلائیں گے...... فرمائیں گے تجھے آج نیکی کی ضرورت نہیں تھی...... وہ کہے گا اللہ میاں ضرورت تو تھی مگر ایک نیکی سے میرا کیا کام بنتا......؟ اس کا ایک نیکی سے گزارا ہو سکتا تھا یہ جنت میں جا سکتا تھا...... میں نے سوچا میں تو ویسے بھی جہنم میں جاؤں گا...... یہ نیکی اس کے حوالہ کیوں نہ کر دوں؟ حدیث میں آتا ہے اللہ فرمائیں گے اس دن جس دن کوئی کسی کے کام نہیں آیا آج اگر تو میرے ایک بندے کے کام آیا ہے تو نے اس کے حال پر رحم کھایا ہے میں تیرے حال پر رحم کھاتا ہوں...... اللہ دونوں کو کہیں گے تم دونوں اکٹھے جنت میں جاؤ...... اللہ دونوں کو معاف کر دیں گے...... یہ باتیں جب ہم پڑھتے ہیں تو دل کرتا ہے خدا کرے ان لوگوں میں ہمارا شمار ہو جائے۔

ایک گناہ گار اللہ کی عدالت میں:

حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی اللہ کی دربار میں پیش ہوگا...... اللہ اسے کہیں گے تو نے یہ گناہ کیوں کیا تھا......؟ تو وہ بجائے خوف کھانے کے اللہ کے سامنے ہنس پڑے گا...... اللہ فرمائیں گے ہنستا کیوں ہے......؟ میں پوچھتا ہوں گناہ کیوں کیا ہے......؟ وہ کہے گا اللہ میاں مجھے ہنسی اس بات پر نہیں آئی کہ میں نے گناہ کیوں کیا......؟ بلکہ مجھے ہنسی اس بات پر آئی کہ میں نے تیرے نبی محمد رسول اللہ سے سنا تھا...... تیرے نبی نے فرمایا تھا کہ جب آدمی کے چہرے پر موجود داڑھی کے بال سفید ہو جائیں تو اللہ کی رحمت کو لحاظ آتا ہے...... رحمت کہتی ہے اب تو حیا کر اب تو تیرے بال سفید ہو گئے...... اب تو گناہ کرنا چھوڑ دے...... اور اگر یہ نیک بن جائے...... گناہ چھوڑ دے تو اللہ اس حیا کی وجہ سے قیامت کے دن اس کو معاف کر دیں گے تو وہ کہے گا اللہ میاں میں تو سفید داڑھی والا مرا تھا...... میری

داڑھی میں تو ایک بال بھی کالا نہیں تھا...... میں تو اس لئے ہنس پڑا ہوں کہ تیرے نبی نے کہا کہ اللہ کی رحمت کو لحاظ آتا ہے...... اگر لحاظ اور رحمت کی شرم یہی ہے...... جس انداز سے آپ پوچھ رہے ہیں تو پھر آپ کا غصہ کیسا ہوگا......؟ یعنی یہ تو رحمت کی بات ہے کہ تو نے کچھ نہیں کہنا اور اتنی سختی سے پوچھ رہا ہے...... اگر تو غصہ کرے تو وہ کیسا ہوگا؟

حدیث میں آتا ہے...... اس بندے کی بات سن کے اللہ بھی ہنس پڑیں گے (سبحان اللہ) اللہ فرمائیں گے تو نے بھی سچ کہا میرے نبی نے بھی سچ کہا...... جا میں تجھے اپنی رحمت کے ساتھ معاف کرتا ہوں...... تجھے جنت میں بھیجتا ہوں...... اللہ ہم سب کے حال پر رحم کرے (آمین)

چوتھی منزل پل صراط ہے......اور پل صراط یہ وہ جگہ ہے جو جہنم کے اوپر بچھایا ہوا ایک پل ہے...... نیچے جہنم ہے اس طرف جنت ہے ادھر میدان محشر ہے...... جو آدمی ماں کے پیٹ سے دنیا کے پیٹ میں دنیا کے پیٹ سے قبر کے پیٹ میں گیا...... قبر سے حشر میں اٹھے گا...... اسے اس پل صراط سے گزر کر جنت میں جانا ہوگا...... تلوار سے زیادہ تیز بال سے باریک، پانی سے زیادہ نرم اور لکھا ہے پانچ سو سال کی چڑھائی، پانچ سو سال کی اترائی، پانچ سو سال کی سیدھائی، یہ پندرہ سو سال کا راستہ ہے...... جب ایمان والا وہاں سے گزرے گا پل صراط کہے گی جلدی گزر جہنم کہے گی میری آگ ٹھنڈی ہوتی ہے...... تیرے نور کی وجہ سے یہ پل بجھ جائے گی...... رحمت کا سامان بن جائے گی...... اور جب کوئی بدکار گزرے گا...... کٹ کر وہ جہنم کا ایندھن بن جائے گا...... آخری منزل آدمی کی یا جنت ہے یا جہنم ہے...... دعا کرو اللہ ہم سب کا حصہ جنت میں بنائے۔

قیامت کے دن ساری انسانیت تین طبقوں میں تقسیم:

حدیث میں آتا ہے اللہ قیامت کے دن ساری انسانیت کو تین طبقوں میں تقسیم

کریں گے...... ایک وہ لوگ ہوں گے جن سے اللہ تعالی کوئی حساب نہیں لیں گے...... سیدھا ان کو جہنم میں ڈالیں گے ...... یہ کافر ہوں گے ...... جہنم کافروں کے لئے ہے مسلمانوں کے لیے نہیں ہے...... دوسرے وہ لوگ ہوں گے جن کو اللہ تعالی بغیر حساب وکتاب کے جنت میں بھیجیں گے وہ لوگ انبیاء صدیقین شہداء صالحین ہوں گے...... اور وہ طبقات جن کو اللہ چاہیں گے جنت میں بھیجیں گے ...... ان میں ایک طبقہ وہ ہوگا جن کا حساب وکتاب ہوگا...... یہ عام لوگ ہوں گے اور ان میں بھی اللہ چاہیں گے کہ میں اکثر کو بخش کر جنت میں بھیج دوں...... اور جن کو اللہ جہنم میں بھیجیں گے...... وہ یوں سمجھ لیجئے میں ایک چھوٹی سی مثال دیا کرتا ہوں کہ ہم جب چھوٹے ہوتے تھے تو مٹی میں بچے کھیلتے ہیں...... مٹی میں کھیلنے کی وجہ سے پاؤں میں مٹی لگ جائے ...... سردی کا موسم ہو تو پاؤں پہ میل چڑھ جاتی ہے...... تو ہمیں ماں جمعہ کے دن ایسا کرتی تھی...... کہ کڑھائی میں پانی گرم کرتی ...... صابن اٹھاتی ساتھ سخت قسم کا پتھر اٹھاتی...... اور وہ ہمارے پاؤں پکڑ کر اس تپتے ہوئے پانی میں رکھ دیتی ...... اور پاؤں کو زور سے رگڑتی مارتی صاف کرتی تیل لگاتی...... اب ظاہرا بچہ کو تکلیف ہو رہی ہے...... ایذا ہے کہ میں کس مصیبت میں ہوں کہ ماں مجھ پر ظلم کر رہی ہے......؟ آپ بتائیے ماں ظلم کر رہی ہے یا احسان کر رہی ہے......؟ (احسان) لیکن بچہ کو تکلیف ہو رہی ہے...... بچہ اس کو مصیبت محسوس کرتا ہے...... حالانکہ ماں کی طرف سے احسان ہے بعینہ یہی کیفیت ہوتی ہے...... تو جس طریقہ سے پاؤں اگر ماں صاف نہ کرے تو جوتا نہیں پہناتی ...... پاؤں صاف نہ کرے تو اچھے کپڑے نہیں دیتی ...... پاؤں صاف نہ کرے تو ہم جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں جاتے ...... جنت اللہ کی رحمت کی جگہ ہے...... اللہ وہاں تھوڑا سا رگڑا دے کر گناہوں کو دھوئیں گے...... اس لئے یہیں سے ہاتھ پاؤں صاف کر کے جائیں کہیں اللہ وہاں نہ دھونا شروع کر دے......؟ میں کہہ یہ رہا

ہوں کہ وہ بھی اللہ کی رحمت کا حصہ ہوگا کہ اللہ بندوں کو صاف کر کے جنت میں بھیجیں ..... اللہ بندے کو یہ عذاب نہیں دے رہا ہوگا ..... جیسے ماں بیٹے پہ رحمت کرنا چاہتی ہے عذاب نہیں دینا چاہتی لیکن بچہ سمجھتا ہے ..... مجھے تکلیف ہے اللہ کی رحمت ساتھ دینا چاہتی ہے اللہ عذاب نہیں دینا چاہتا۔

حضور کی والدہ کی وفات:

ایک بات میں ماں کے متعلق کہتا ہوں ..... ماں ایک بڑی عظمت والی چیز ہے ..... ماں پر جتنی گفتگو کی جائے کم ہے۔

حدیث میں آتا ہے ..... کہ یہ ماں کی جدائی کا صدمہ رسول اللہؐ نے بھی برداشت کیا ہے ..... اللہ کے نبی کی عمر چھ سال تھی جب حضور کی والدہ اماں آمنہ کا انتقال ہوا ..... اور عجیب منظر تھا کہ رسول اللہ سفر میں تھے مکہ المکرمہ سے مدینہ طیبہ ننھیال کو ملنے گئے ..... اور حضور کی والدہ حضور کو لے کر حضور کے والد حضرت عبداللہ کی قبر پر جا کر کھڑی ہو گئیں ..... اور بیٹے کو تعارف کرایا کہ بیٹے محمدؐ! یہ تیرا ابا عبداللہ کی قبر ہے ..... اور وہاں پر کھڑے ہو کر بی بی آمنہ نے ایک جملہ کہا ..... عبداللہ تو تو چلا گیا تھا سفر پر تھا تجھے موت آ گئی تھی ..... تو نے کہا تھا میں واپس آؤں گا ..... جو بچہ تیرے پیٹ میں ہے اس کے لئے کھلونے اور سامان لاؤں گا ..... تو واپس نہ آیا مجھے بعد میں پتہ چلا میں بیوہ بن چکی ہوں ..... عبداللہ اگر آج میرے جملے تجھ تک پہنچ رہے ہوں ..... آج قبر سے منہ باہر نکال کے دیکھ اللہ نے چودہویں چاند سے بھی برتر محمد حسین عطا کیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے بی بی آمنہ نے اتنے جملے کہے ..... آمنہ کی چیخ نکل گئی ..... اللہ اتنا جملہ کہا گری اور بے ہوش ہو گئی ..... رسول اللہؐ کی والدہ کو اٹھا کر گھر لائے ..... حضورؐ کہتے ہیں ایک مہینہ تک میری ماں بیمار رہی ..... بس یہ ماں کی جدائی کے صدمہ کی کیفیت

بتا رہا ہوں کہ وہ کیفیت کیسی ہوتی ہے......؟

حدیث میں آتا ہے حضورؐ فرماتے ہیں......آخری تین دن میری والدہ بے ہوش رہیں......اور جب والدہ کا آخری وقت آیا حضور اپنی امی کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے......اور ماں رخصت ہو رہی تھی......آخری سانس سے ایک لمحہ پہلے حضورؐ کی والدہ ماجدہ آمنہ نے ایک مرتبہ آنکھ کھولی اور آنکھ کھول کر نبوت کے چہرے پر ڈالی......رسول اللہؐ سرہانے کی طرف زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اور اماں کے چہرے کو دیکھ رہے تھے......بے ساختہ ماں کی زبان سے ایک جملہ نکلا......عرش والے اللہ تو بڑا بے نیاز ہے......آنے سے پہلے اس کے ابا کو جدا کیا......آج چھ سال کا ہے تو مجھے سنبھال رہا ہے......اللہ یہ حسین محمد میں تیرے حوالہ کرتی ہوں......بس اتنا کہا اور آمنہ کی روح پرواز کر گئی۔

حضورؐ فرماتے ہیں......مجھے ابھی تک یاد ہے جس وقت میری امی کی میت اٹھی تھی......میں اپنی والدہ کی چارپائی کے پائے کو پکڑ کر پیچھے روتا جا رہا تھا......لوگ مجھے دلاسہ دیتے تھے......رسول اللہ فرماتے ہیں......جس وقت میری اماں کو قبر میں اتارا گیا......تو میں اوپر کھڑا تھا......حضورؐ جب مدینہ میں آئے......صحابہؓ کہتے ہیں ہم اس جگہ گئے جہاں آپ کی والدہ محترمہ کی قبر تھی......رسول اللہؐ جا کر کھڑے ہوئے تو رونا شروع کر دیا......حضورؐ نے بتایا میری امی کی محبت میرے ساتھ کیسی تھی......؟ میں مدینہ طیبہ سے کس طریقہ سے آیا تھا......؟ والدہ کے ساتھ کیسے آیا تھا......؟ والدہ جدا کیسے ہوئی تھی......؟ صحابہ جتنے کھڑے تھے......حضورؐ کی باتیں سن کر انہوں نے رونا شروع کر دیا......حضورؐ جب واپس آئے تو اکیلے تھے......دادا عبدالمطلب نے ام ایمن دائیہ سے پوچھا کہ ام ایمن تو اکیلی آئی یا محمدؐ کو ساتھ لائی ہے......؟ اس کی والدہ آمنہ کہاں ہے......؟ کہا عبدالمطلب اللہ کی رضا پہ راضی ہو جاؤ جہاں عبداللہ اللہ کو پیارا ہو چکا ہے آمنہ بھی اللہ کو پیاری ہو چکی ہے......ماں کی جدائی کا بہت

بڑا صدمہ ہوتا ہے..... ماں کے قدموں میں قرآن نے جنت بتائی ہے..... ماں کی دعا برحق ہے..... یہ گاڑیوں پہ رکشوں کے پیچھے لکھا ہوتا ہے..... ماں کی دعا جنت کی ہوا..... یہ حقیقت ہے ماں دعا کرے تو دونوں جہان کی نعمتیں مل جاتی ہیں۔

امی کی وفات کے بعد سیدنا موسیٰ کوہ طور پہ:

کتابوں میں لکھا ہے..... حضرت موسیٰ کی امی جس دن فوت ہوگئیں..... حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر گئے تو اللہ کی طرف سے آواز آئی کلیم! آج ذرا سنبھل کر قدم رکھنا۔ میرے دوستو سوچو! جن کی ماں آج دنیا سے رُخصت ہوئی ..... سوچ لو آج تک تم کہیں جاتے تھے..... تو ماں دعائیں دیتی تھی..... اب بھی میری والدہ ماجدہ ضعیف العمر ہے..... اللہ کی قسم جب میں سفر سے واپس آتا ہوں، میری پیشانی پہ بوسے دیتی ہے، میرا منہ چومتی ہے..... جب میں جانے لگتا ہوں تو مجھے دعائیں دیتی ہے..... میری والدہ کی زبان پر ایک جملہ ہر وقت ہوتا ہے..... بیٹا آگے تو ہو تیرے پیچھے لاکھوں دنیا چلے..... ! میں لوگوں کو کہتا ہوں..... لوگو میرا کوئی مولوی پن نہیں میں کوئی واعظ نہیں ..... اگر آج بھی اللہ کی رحمت میرا سہارا بن رہی ہے تو اللہ کی قسم میری ماں کی دعا میرے سر پہ سایہ کر رہی ہے..... یہ اماں کی دعا ہے جو میرے ساتھ چلتی ہے..... حضرت موسیٰؑ کو آواز آئی کلیم! آج طور پہ سنبھل کے قدم رکھنا روزانہ جب تم کوہ طور پر آتے تمہاری ماں دعا کرتی تھی..... اللہ! میرا کلیم بیٹا تیری دربار میں آرہا ہے..... میرا بچہ جذباتی ہے..... نبی ہے بے شک اس میں کوئی شک نہیں لیکن جذباتی ہے..... اگر تیری شان کے خلاف اس سے کوئی جملہ نکل جائے تو گرفت نہ کرنا ..... روزانہ اس کی دعا تجھے سہارا دیتی تھی کلیم! آج ذرا سنبھل کے قدم رکھنا کہ دعا دینے والی تیری ماں آج دنیا سے رُخصت ہو چکی ہے..... اس لئے میں اپنے دوستوں سے کہوں گا اپنی والدہ کے لئے مغفرت کی دعا کریں..... تیسری بات دو منٹ میں ختم کر دیتا ہوں..... وہ

یہ کہ ایصال ثواب کیا کرو...... ایک حدیث سنادوں بڑی پیاری حضورؐ نے فرمایا کسی قبرستان سے گزرتے ہوئے اگر کوئی آدمی گیارہ دفعہ قل ھو اللہ پڑھ لے اور یہ سب کو آتی ہے...... پڑھ کر اس پورے قبرستان کے مردوں کیلئے ایصال ثواب کی نیت کر لے حضورؐ نے فرمایا اس قبرستان میں جتنے مسلمان ہیں...... ان سب مردوں کی مقدار کے مطابق پڑھنے والے کو اللہ اجر عطا فرماتے ہیں...... کتنی رحمت کے خزانے ہیں...... تین مرتبہ قل ھو اللہ پڑھو ایک ختم کا اجر ملتا ہے...... اس لئے حضورؐ نے فرمایا جب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو مرنے والے کو ایصال ثواب کیا کرو۔

چند ایسی چیزیں جو صدقہ جاریہ میں لکھی جاتی ہیں:

حضورؐ نے فرمایا پانچ چھ چیزیں ایسی ہیں...... جب آدمی مر جاتا ہے...... وہ صدقہ جاریہ میں لکھی جاتی ہیں علم علّمه و نشرهٗ...... علم سیکھ کر دوسرے کو سکھاؤ ولداً صالحاً ترکهٗ ...... نیک اولاد چھوڑ جاؤ...... بیٹا ماں باپ کے ثواب کی نیت کرے یا نہ کرے جب یہ دعا مانگے گا اس کا اجر اللہ والدین کے حصہ میں لکھ دیں گے۔

حضورؐ نے فرمایا کسی نے قرآن مجید کا نسخہ لے کر دیا...... کوئی دین کی کتاب لے کر دی کوئی اچھا کام کر دیا مسجد بناہ ' ...... کسی کے لئے مسجد بنا دی...... اللہ کا گھر تعمیر ہو رہا تھا وہاں حصہ ملا دیا بیتاً للسبیل بناہ ' ...... کہیں کنواں کھدوا دیا، نلکا لگوا دیا، کسی کے لئے مسافر خانہ کا انتظام کر دیا، کسی کو ٹھنڈا پانی پلا دیا صدقةٌ تخرجه من ماله فی صحته وحیاته...... اپنی زندگی میں اپنی صحت میں اپنے ہاتھوں سے کوئی صدقہ جاریہ کر گئے۔

دو کمرے کھجوروں سے بھاری صدقہ:

حدیث میں آتا ہے...... ایک صحابی کا انتقال ہوا اس نے وصیت کی کہ میرے دو

کمرے کھجوروں کے بھرے ہوئے ہیں...... اللہ کے نبی ان سب کو صدقہ کر دیں...... رسول اللہؐ نے سارے دو بھرے ہوئے کمرے خیرات کئے ...... آخر میں دو کھجوریں حضورؐ نے بچائیں اور بچا کر فرمایا...... اگر یہ اپنے ہاتھ دو کھجوریں دے جاتا...... محمدؐ کے ہاتھ سے دو کمرے دینے سے زیادہ بہتر تھا...... کیونکہ میں نبی ہوں...... اس کی وصیت پر میں نے عمل کیا...... اولاد عمل نہیں کیا کرتی...... وہ تو کھانے پینے کے پیچھے لگ جاتی ہے...... جائیداد پہ لڑتی ہے...... اس لئے خدا کے لئے اپنے ہاتھوں سے صدقہ جاریہ کیا کرو...... خیرات کیا کرو...... ایصالِ ثواب کیا کرو...... قرآن مجید پڑھا کرو۔

تین چیزوں کا اہتمام:

حدیث میں آتا ہے جو شخص ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھ لے...... اللہ اپنی ضمانت پر قیامت کے دن اس کو جنت میں بھیجیں گے...... آپ سے میں اللہ کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے تین چیزوں کا اہتمام کیا کرو...... کلمہ طیبہ سب کو آتا ہے کوشش کرو پوری زندگی میں ستر ہزار مرتبہ خود پڑھ لو...... اور یہ پڑھ کر اگر کسی کی روح کو بخش دو...... اللہ فوراً اس کے گناہوں کو معاف کر کے فوراً اس کو جنت دے دیتے ہیں...... اس لئے میں اپنے بھائیوں سے کہوں گا کہ اپنی والدہ کے لئے ستر ہزار مرتبہ خود کلمہ پڑھیں...... اسی طریقہ سے دوسرا کام، استغفار کثرت سے کیا کرو...... زیادہ استغفار نہیں آتا تو استغفر اللہ کہہ لیا کرو...... اس کا معنیٰ ہی یہی ہے کہ اللہ میں گناہوں سے معافی مانگتا ہوں مجھے بخش دے...... اور تیسری جو سب سے اہم چیز بتانا چاہتا ہوں...... وہ میرے اور آپ کے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ کا ہم پر حق ہے...... وہ ہمارے نبی ہیں...... جن کے قدموں کی برکت سے خدا کی قسم آج ہم انسان ہیں...... جس کی وجہ سے آج ہمارے چہرے انسانوں والے ہیں...... ورنہ ہمارے عمل وہ ہیں کہ آج ہمیں اللہ سور و خنزیر اور بندروں کی

شکل میں تبدیل کر دیتا...... لیکن آج انسانوں والے چہرے اس لئے ہیں...... کہ رسول اللہؐ نے ہمارے لئے دعا مانگی اس لئے اللہ کے نبی پر درود زیادہ پڑھا کرو...... اور سب سے افضل درود وہ ہے جو نماز میں پڑھتے ہیں...... اگر چہ یہ بڑا درود ہے...... باتیں بڑی کر لیتے ہیں...... نواز شریف، بے نظیر پر تبصرے بڑے کر لیتے ہیں...... لیکن درود پڑھتے ہوئے کہتے ہیں...... مولوی جی یہ بڑا درود ہے چھوٹا درود بتا دیں...... اس درود کو پڑھا کرو...... جو رسول اللہؐ نے سکھایا ہے...... یہ تین کام کیا کرو۔ اللہ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ:

جتنے دوست بیٹھے ہیں سارے حضرات اول بھی درود شریف آخر میں بھی درود شریف درمیان میں ایک مرتبہ الحمد اور گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ شریف پڑھ لیں...... اور جس نے جو کچھ پڑھا ہے...... ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ یہ ہے...... ہر آدمی اپنے دل میں یہ نیت کر لے...... کہ اے اللہ میں نے جو کچھ پڑھا اس سارے کلام کا اجر اپنے محبوبؐ صحابہؓ و اہل بیت کے صدقہ سے انبیاء کے واسطہ سے اے اللہ ہمارے بھائی اسلم کی والدہ ماجدہ کی روح کو پہنچا...... تمام مسلمانوں کی ارواح کو پہنچا...... ان کے درجات بلند فرما...... یہ چیزیں تمام احباب پڑھ لیں...... پھر انشاء اللہ دُعا ہو گی۔

(و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

میثاق انبیاء علیہم السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ...... o بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ،قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ(۱) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ......

تمہید:

قابل صد تعظیم وتکریم...... بزرگو دوستو......اور بھائیو......آج جو آیت کریمہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے......اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالی نے ایک میثاق......اور وعدہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

تمام انسانی ارواح دو قسم:

اللہ تبارک وتعالی نے اس جہان میں انسان کو بھیجنے سے پہلے دو قسم کے وعدے لئے تھے......ایک تو انسانی ارواح سے اللہ تعالی نے وعدہ لیا تھا اور دوسرا وعدہ اللہ نے

(۱) طبقات ابن سعد۔ مستدرک حاکم۔ سیرت النبی ﷺ ص ۱٦٢ ج ٣

ارواح انبیاء کرام سے لیا تھا...... جو اللہ نے عام انسانیت سے وعدہ لیا...... قرآن مجید میں اس کا تذکرہ ہے...... کہ اللہ تعالی نے تمام ارواح کو جمع کر کے سوال کیا تھا...... اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ...... کیا میں تمہارا رب ہوں...... میں تمہارا پالن ہار ہوں...... میں تمہارا پروردگار ہوں...... اس وقت پوری کائنات کی روحیں موجود تھیں...... ان میں انبیاء بھی تھے...... شرفاء بھی تھے...... صلحاء بھی تھے...... کفار کی ارواح بھی وہاں موجود تھیں...... تمام روحوں نے اللہ کے روبرو اس سوال کے جواب میں اقرار کرتے ہوئے کہا تھا...... قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا...... اللہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں...... اقرار کرتے ہیں...... اور یقین کرتے ہیں...... کہ تو ہمارا رب ہے۔

ایک خاص طبقہ کی ارواح سے اللہ کا وعدہ:

دوسرا وعدہ اللہ نے جو روحوں سے لیا تھا...... وہ تمام انسانوں کی ارواح نہیں تھیں...... بلکہ وہ ایک خاص طبقہ کی ارواح تھیں...... وہ انبیاء کرام کی بابرکت جماعت کی مقدس روحیں تھیں...... گویا اللہ نے انبیاء کی ارواح کی ایک کانفرنس بلوائی...... ایک جلسہ منعقد کیا...... جس میں تمام پیغمبروں کی ارواح کو جمع کیا...... اور جمع کرنے کے بعد اللہ نے ان سے ایک میثاق یعنی پختہ وعدہ لیا ہے...... اس وعدہ کا خلاصہ و نچوڑ کیا ہے۔؟

وعدہ میں آدم سے عیسی تک تمام انبیاء کی موجودگی:

رسولو نبیو......! نبوت کا تاج...... رسالت کا تاج...... پیغمبری کا تاج...... عظمتوں کا تاج میں تمہارے سپرد کرتا ہوں...... اس شرط پر کہ تمہارے دنیا سے جانے کے بعد پھر ایک پیغمبر ﷺ کو بھیجوں گا...... اگر وہ نبی ﷺ تم میں سے کسی کی زندگی میں آ جائے...... تو تمہاری ذمہ داری یہ ہوگی...... لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ...... اس پیغمبر ﷺ پر ایمان لانا...... وہ نبی جس شریعت کا وعظ کرتا ہو...... وہ نبی ﷺ جس دین کی دعوت دے رہے ہوں...... وہ نبی

ﷺ جو تبلیغ اور جو بتانا چاہتے ہوں...... پھر تم اس پیغمبر کی نصرت بھی کرنا......اس پیغمبر کے مشن کے ساتھ چلنا بھی صحیح...... یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کی ارواح سے لیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر...... جناب عیسیٰ روح اللہ تک......ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء جتنے موجود تھے......سب کی روحوں کو جمع کیا گیا......سب کے سامنے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہی خطاب فرمایا...... بلکہ اس کو اور زیادہ آسان لفظوں میں سمجھنے کے لئے آپ یوں سمجھ لیجئے......کہ محبوب کی آمد سے پہلے......اللہ نے پیغمبر ﷺ کی آمد کا ایک جلسہ منعقد کیا......ایک کانفرنس پیغمبر کی سیرت کی منعقد کی......حضور ﷺ کی آمد سے پہلے نبی ﷺ کے ذکر کا ایک جلسہ اللہ تعالیٰ نے منعقد کیا......جیسے میں اور آپ کسی کی آمد پر کہیں......کہ فلاں بزرگ آرہے ہیں......فلاں عالم آرہے ہیں......ان سے آپ حضرات ملاقات کے لئے تشریف لائیں......جیسے کسی کی آمد کی اطلاع پیشگی دی جاتی ہے......اللہ نے انبیاء کی ارواح کو جمع کر کے پیشگی ان کے سامنے ایک مسئلہ رکھا۔

انبیاء کی ذمہ داری:

اللہ نے ان کو بتایا تمہارے بعد ایک رسول آئیں گے......اس رسول ہاشمی کا نام محمد رسول اللہ ﷺ ہوگا......وہ پیغمبر ﷺ جب آئے......اس وقت تمہاری ذمہ داری یہ ہوگی......اس پیغمبر ﷺ پر ایمان لانا......اس کا کلمہ پڑھنا......اس کا اقرار واعتراف کرنا۔

تمام انبیاء کا اقرار:

چنانچہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے اللہ کے لئے ہوئے اس عہد وپیمان پر اقرار کیا......اللہ ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں......کہ وہ پیغمبر ﷺ ہماری زندگی میں آیا......تو ہم اس پیغمبر ﷺ کی نصرت کریں گے...... ہمارے بعد آیا......تو ہم اپنی نسلوں کو بتا جائیں گے......کہ اس پیغمبر کا تعاون کرنا ہے......ہم اس پر ایمان لائیں گے......گویا پہلے

پیغبروں کونبوت ملی......تو شرط لگائی گئی......کہ محمد ﷺ کی نبوت پر ایمان لاؤ......تب تمہیں نبوت دیتے ہیں......پیغمبر ﷺ کی رسالت پر ایمان لاؤ......تب تمہیں نبوت دیتے ہیں......حضور ﷺ کے دین کی نصرت کا وعدہ کرو...... تب تمہیں رسالت سے نوازتے ہیں......جب پیغمبر ﷺ یہ وعدہ کر چکے...... پھر اللہ تبارک وتعالی نے حضور ﷺ کے متعلق وعدہ لینے کے بعد. ان انبیاء علیہم السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا......رسالت سے سرفراز فرمایا......ان پیغمبروں کو نبوتیں اور رسالتیں ملیں ...... پہلے یہ وعدہ لیا گیا ...... کہ ایک نبی آخرالزماں آئیگا...... پہلے اس کی آمد کا اقرار کرو......تم نے نہیں دیکھا ......تب بھی اقرار کرو......تمہاری موجودگی میں نہیں آئے ......تب بھی تم اقرار کرو......تمہارے بعد وہ تشریف لائیں ......تب بھی تم اقرار کرو......گویا اس انداز میں عزم کرو......کہ اگر ہماری موجودگی میں آجائے......ہم اپنی نبوت کا اعلان نہیں کرینگے۔

محمد ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان:

بلکہ محمد ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان کرینگے......پھر ہم اپنی رسالت کے تذکرے نہیں کرینگے ......حضور ﷺ کی رسالت کا تذکرہ کرینگے......اللہ نے یہ جلسہ منعقد کیا اس میں مخاطب پیغمبر ﷺ تھے......خطاب خدا کا تھا......اللہ نبیوں کے سامنے تقریر کررہے تھے......علماء سمجھانے کے لئے ایک مثال دیا کرتے ہیں......کہ جیسے آپ کسی جلسے کا انعقاد کریں ......اس کے لئے آپ اہتمام کرتے ہیں...... قالین بچھاتے ہیں ......اوپر شامیانے لگاتے ہیں......قمقموں سے اسے سجاتے ہیں ......بتیاں لگاتے ہیں......سٹیج بناتے ہیں......منادی کی جاتی ہے......مجمع کو جمع کیا جاتا ہے......لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے......لوگوں کو جمع کرنے کے بعد......ایک اچھے خطیب کو بلایا جاتا ہے......پھر ان میں جو سب سے نمایاں ہو......آخر میں اس کا خطاب کرایا جاتا ہے......یہ آنے والے سب آکر اپنا پیغام بھی دیتے ہیں

......اور آخر میں آنے والے خطیب کے متعلق اعلان بھی کرتے ہیں......بعینہ یہی ترتیب تھی ......اللہ نے اس زمین کو بچھایا......آسمان کو چھت بنایا......اور چاند سورج ستاروں سے کائنات کو جگمگا کر روشنی سے منور کر دیا......آپ اسٹیج بناتے ہیں......اللہ نے اپنے عرش کا ایک اسٹیج بنایا......میں اور آپ اس مجمع کو جمع کریں......اللہ تعالی نے انبیاء کرام کا مجمع جمع کیا...... یہاں ایک واعظ مقرر عام آدمی تقریر کریگا......وہاں خدا خود خطیب بنے......اللہ نے خود اعلان کیا......اللہ خود اس کے مقرر بنے۔

خصوصیت نبوت:

خدا کی تقریر کا خلاصہ تھا......وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہ......نبیو اور رسولو......میں پہلے تمہیں بھیج رہا ہوں......آخر میں اس محبوب کو بھیجوں گا......جس کی آمد کے بعد......ایک عظیم انقلاب آئیگا......جس کی آمد کے بعد......تمہاری نبوتوں کے دور ختم ہو جائیں گے......تم پہلے جا رہے ہو......وہ بعد میں آئیگا...... جہاں تم جا کر اپنی نبوت کا اعلان کرو......وہاں تم جا کر محمد ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان بھی کرو......پیغمبروں کی ذمہ داری میں یہ بات تھی...... جہاں اپنی آمد کا اعلان کرو......وہاں حضرت محمد ﷺ کی آمد کا اعلان کرو۔

ہر نبی ﷺ کی ذمہ داری:

چنانچہ تمام انبیاء علیہم السلام...... جتنے صاحب کتاب رسول آئے......یا جتنے اللہ کی طرف سے نبی تشریف لائے......ہر پیغمبر ﷺ کا انداز یہی ہوتا تھا......کہ جہاں اپنی نبوت کا تذکرہ کرتا......وہاں حضور ﷺ کی آمد کا تذکرہ بھی کرتا......علماء نے اس کو سمجھانے کے لئے ایک آسان سی مثال دی ہے......اللہ نے آدم کو بھیجا......کہ زمین پر جا......اس میں ہل چلا......اس کو آباد کر......کیوں......؟ آدم تیرا آنا اس میں کوئی شک نہیں......کہ تو نبی ہے......تو اللہ کا پیغمبر ہے۔

حضور ﷺ مقصود اور وجود کے اعتبار سے:

لیکن مقصود محمد ﷺ ہیں...... آدم تو جا...... زمین پر ہل چلا...... زمین کو آباد کر......! آخر میں ایک مقصود نے آنا ہے...... نوح تو جا اب تجھے بھیج رہا ہوں...... زمین پر آدم ہل چلا چکے ہیں...... تو نے زمین پر پانی لگانا ہے...... تو زمین کو سیراب کر...... اس کے بعد میرے ایک محبوب نے آنا ہے...... ابراہیم تجھے بھیجتا ہوں...... آدم ہل چلا چکے ہیں...... نوح نے زمین کو پانی سے سیراب کیا ہے...... خلیل تیری ذمہ داری یہ ہے...... کہ تجھ پر میں نار کو گلزار بناؤں گا...... سراسر بہار بناؤں گا...... زمین ساری ٹھنڈی ہو جائیگی...... آگ ختم ہو جائے گی...... یہاں پر جو آگ کا درخت جل رہا ہے...... وہ سبزہ زار بن جائے گا...... ایک باغ لگا کے آ...... اس لئے کہ تجھے اس میں بھیج رہا ہوں...... تو باغ لگا...... میرے محبوب نے آنا ہے...... کلیم تو جا تجھے دو معجزے دیتا ہوں...... کہ ہاتھ میں عصا لے...... دوسرا ید بیضا کا معجزہ ہے...... جہاں اپنی نبوت کا اعلان کرے...... وہاں محمد ﷺ کی نبوت کا اعلان کر......! عیسیٰ تجھے بھیجتا ہوں...... کلیم نے زندہ لوگوں سے اعلان کرایا...... تو قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ کہہ کر محمد ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان کر......! اس ترتیب کو پورا کرنے کے بعد آخر میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا...... یہی راز ہے...... کہ حضور ﷺ مقصود کے لحاظ سے اول ہیں...... اور وجود کے لحاظ سے آخر ہیں...... تمام انبیاء کرام دنیا میں پہلے تشریف لائے...... حضور ﷺ آخر میں تشریف لائے...... لیکن جہاں تک مقصود کا تعلق تھا...... آمد کا اصل تعلق تھا...... دنیا میں بھیجنا ہی محبوب کا مقصود تھا...... تو مقصود کے لحاظ سے حضور ﷺ سب سے اول اور وجود کے لحاظ سے سب سے آخر میں تشریف لائے۔

وجود کے لحاظ سے مقصود:

علامہ دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت کے بہت بڑے امام

اور مناظر گزرے ہیں...... انہوں نے بچوں کے لئے تقریریں یاد کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے ہیں...... ان میں ایک رسالہ منہاج التبلیغ ہے...... اس میں انہوں نے ایک بڑی حسین مثال دی ہے...... اس مثال میں انہوں نے لکھا ہے...... کہ ایک شخص کو گھی کی ضرورت پڑ گئی...... اب ذہنی طور پر اس کا مقصود گھی ہے...... وہ گھی لینا چاہتا ہے...... اس کو کسی نے کہا...... آپ کو گھی کی ضرورت ہے...... تو یہ عام نہیں ملتا...... سچا اور اصلی گھی ایسے نہیں ملے گا...... آپ کو اس گھی کے لئے گائے لینی پڑے گی...... گائے پہلے لیتا ہے بھینس لیتا ہے...... اسکو چارہ ڈالتا ہے...... مقصود گھی ہے...... اسکا دودھ نکالتا ہے...... مقصود گھی ہے...... اس دودھ کی دہی بناتا ہے...... مقصود گھی ہے...... اس دہی کی لسی بناتا ہے...... مقصود گھی ہے...... مکھن نکالتا ہے...... مقصود گھی ہے...... مکھن کو گرم کرتا ہے...... جھاگ ایک طرف کرتا ہے...... مقصود گھی ہے...... گھی آیا سب کے آخر میں ہے...... مقصود کے لحاظ سے سب سے اول تھا...... اگر گائے خریدی گئی...... مقصود یہی تھا...... اس کا دودھ نکالا گیا...... مقصود یہی تھا...... دودھ کو گرم کیا گیا...... مقصود یہی تھا...... اس کا دہی بنایا گیا...... مقصود یہی تھا...... اسکی لسی بنائی گئی...... مقصود یہی تھا...... مکھن نکالا گیا...... مقصود یہی تھا...... جب مقصد حل ہو گیا...... اب اصل چیز وجود میں آتی ہے...... جو وجود کے لحاظ سے آخر میں ہے...... مگر مقصود کے لحاظ سے اول تھی...... آدم کو بھیجا گیا...... مقصود محبوب ﷺ کا آنا تھا...... نوح کو بھیجا گیا...... مقصود محبوب ﷺ کا آنا تھا...... خلیل کو بھیجا گیا...... مقصود محبوب ﷺ کا آنا تھا ...... یوسف کو بھیجا گیا...... مقصود محبوب ﷺ کا آنا تھا...... دانیال کو بھیجا گیا...... مقصود محمد کریم ﷺ کا آنا تھا...... زکریا کو بھیجا گیا...... مقصود آمنہ کے در یتیم ﷺ کا آنا تھا...... یہ ساری چیزیں ضرورت ضرور تھیں...... پہلے آئیں ہیں...... مگر مقصد وہ نہیں تھا...... اس مقصد کو حاصل کرنے کے یہ سارے ذرائع تھے...... جب مقصد حاصل ہوا...... وہ سب کے آخر میں آئے...... جناب محمد رسول اللہ ﷺ...... اشارہ کر کے بتایا گیا...... کہ وجود کے لحاظ

ہے مقصود آخر میں ہوتا ہے......لیکن مقصود تصور کے لحاظ سے سب سے پہلے ہوتا ہے......
اگر اسکا تصور نہ ہو...... یہ گائے نہ لی جاتی...... دودھ نہ نکالا جاتا......دہی نہ بنایا جاتا......
مکھن نہ بنایا جاتا...... یہ کچھ بھی نہ ہوتا...... مقصود گھی نہ ہوتا...... مقصود گھی تھا......زمین کو
بچھایا گیا......آسمان کو سجایا گیا......شمس و قمر کو جگمگایا گیا......نظام کائنات کو سجایا
گیا......انسانیت کو بھیجا گیا......ابنیاء کا سلسلہ شروع کیا گیا......آدم سے ہل چلوائے......
مقصود آمنہ کے درِیتیم کا آنا تھا......نوح طوفان کے چکروں میں تھے......نوح نے زمین کو
پانی لگایا......مقصود آمنہ کے درِیتیم کا آنا تھا......ابراہیم پہ آگ کو گلزار بنا کر ایک باغ لگوایا
ہے......مقصود محمد کریم ﷺ کی آمد تھی......موسیٰ ید بیضا لے کر ہاتھ میں عصا لے کر پوری دنیا کا
چکر لگاتے ہوئے ......اپنی نبوت کے ساتھ محبوب ﷺ آمنہ کے درِیتیم کا اعلان کرتے
ہیں......مقصود محمد کریم ﷺ تھے......عیسیٰ سب سے آخر میں آئے......عیسیٰ نے آکر وہ مقصد
ظاہر کیا......یَاتِیْ مِنْ م بَعْدِی اِسْمُہٗ اَحْمَد ...... میں مقصود نہیں میرے بعد ایک محمد ﷺ
آئے گا......مقصود وہی ہوگا...... یہ سارے اس مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں......تم پہلے
آرہے ہو......مقصود آخر میں آئیگا......کسی کے آخر میں آنے کا یہ معنی نہیں ہوتا...... کہ اس کی
عظمت پہ حرف آئے......اس لئے کہ وہ مقصود کے لحاظ سے سب سے اول تھا......سب سے
آخر میں محبوب سرورکائنات ﷺ کو بھیجا۔

حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے......اللہ نے مجھے جہاں اور بہت ساری خوبیاں نبوت کی عطاء کی ہیں......مختلف خصوصیات عطاء فرمائیں......ان میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔

حضور ﷺ کا تمام نسب پاکیزہ:

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے......مجھ سے لے کر میرے بابا آدم تک میرے دونوں

سلسلے خواہ باپ کی طرف سے ہوں...... یا اماں کی طرف سے ہوں...... میرے دادا کی طرف سے ہوں...... یا نانا کی طرف سے ہوں...... یہ دونوں خاندان اتنے پاکیزہ ہیں...... اتنے صاف ہیں...... اتنے اچھے ہیں...... کہ مجھ سے لے کر آدم تک...... کسی جگہ حرام کاری کا کوئی شبہ نہیں......(۱) اللہ نے دونوں سلسلوں کو پاک پیدا فرمایا...... آج دنیا میں کوئی مائی کا لال ایسا نہیں...... جو یہ دعویٰ کر کے کہے...... کہ میں حلالی النسل ہوں...... یقیناً کہا جا سکتا ہے...... کہ جی اس کے نکاح اور اس کے ماں باپ کے نکاح کو ہم نے دیکھا ہے...... موقع کے ہم گواہ ہیں...... یہ واقعی اس کا نسب ہے...... لیکن ممکنات میں سے ہے...... کہ شاید ماں نے کوئی غلطی کر دی ہو۔

حضور ﷺ کی ماں اور باپ دونوں کی پاکیزگی:

تنہا پیغمبر ﷺ ہے...... جو اتنے چیلنج سے بات کر رہا ہے...... کہ مجھ سے لیکر میرے ابے آدم تک...... نہ میرے باپ کے نسب میں کوئی شبہ ہے...... نہ میری ماں کے نسب میں کوئی شبہ ہے...... اللہ نے میرے دونوں نسب پاک پیدا کئے ہیں...... دونوں پاک اور منزہ پیدا کئے ہیں...... دونوں گھرانوں کو اللہ نے ان عیوب سے پاک رکھا...... پھر اس ماحول میں جہاں لوگ زنا مشغلہ کے انداز میں کیا کرتے تھے...... شراب کو شراب کے انداز میں پیا کرتے تھے...... ظلم ذوق شوق کے انداز میں کیا کرتے تھے...... ان حالات میں پیغمبر ﷺ کا خاندان اتنا پاکیزہ رہا...... اتنا منزہ رہا...... کہ کسی جگہ کوئی غلط کاری نہیں ہوئی۔

---

(۱) عن انس قال قرا رسول الله ﷺ لقد جاء کم رسول من انفسکم بفتح الفاء وقال انا انفسکم نسبا وصهرا وحسبا لیس فی آبائی من لدن آدم سفاح کلنا نکاح (رواه ابن مردویه زرقانی شرح مواهب لدنیه ص۶۷ ج۱ میں باعتبار حسب نسب کے تم سب سے افضل اور بہتر ہوں میرے آباء و اجداد میں حضرت آدم سے لیکر اب تک کہیں زنا نہیں سب نکاح ہے

کسی جگہ کوئی وہم نہیں ہوا...... کسی جگہ کوئی شبہ پیدا نہیں ہوا...... جہاں سوچ کر بھی کہہ سکیں...... کہ اس جگہ غلط کاری ہوئی ہوگی...... حضور ﷺ نے فرمایا...... اللہ نے میرے دونوں نسب اعلی پیدا فرمائے...... باپ کی طرف سے بھی اعلی...... اور ماں کی طرف سے بھی اعلی...... اللہ تعالی نے ماں اور باپ دونوں کو نسب میں پاکیزہ پیدا فرمایا...... اور حضور اکرم ﷺ کے والد اور والدہ ان دونوں کے نام بھی بڑے عجیب ہیں...... باپ کا نام عبداللہ ہے ...... اور والدہ کا نام آمنہ ہے...... عبداللہ کے معنی ہیں...... اللہ کا بندہ...... یہ نام بھی بہت سارے نقطے اور عقدے حل کرتا ہے...... لفظ عبداللہ بتاتا ہے...... کہ جسکا ابا عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہے...... یقیناً بیٹا بھی اللہ کا ہی بندہ ہے...... جس کا باپ عبداللہ حضرت انسان ہے...... بیٹا بھی تو سید الانس والجان ہوگا...... یہ باپ کا نام بتا رہا ہے...... کہ لوگو اس کو اللہ کا جز نہ کہنا...... یہ تو عبداللہ کا فرزند ارجمند ہے...... عبداللہ کا بیٹا ہے...... اللہ کا بندہ حضور ﷺ کے والد گرامی کا نام ہے...... اس دور میں عبداللہ رکھا گیا...... جس دور میں لوگ بتوں کے نام پہ نام رکھا کرتے تھے...... عبدالعزی...... عبدالشمس...... منات کے نام اور لات کے نام پہ لوگ اپنے بچوں کا نام رکھا کرتے تھے...... ان بتوں کی طرف منسوب کر کے نام رکھا کرتے تھے...... ایسے دور میں یہ نام اتنا پاکیزہ رکھا گیا...... کہ آنے والا وقت بتائے گا...... کہ بیٹا کتنا عظیم ہوگا...... حضور ﷺ کی اماں کا نام آمنہ رکھا گیا...... آمنہ کا معنی امن والی...... اور یہ جوڑ بھی اللہ کی طرف سے عجیب تھا...... حضور ﷺ کے والد کا نام...... خاندان ...... ددھیال خاندان والد والدہ کی رشتہ داری مکۃ المکرمہ سے منسلک ہے...... حضور کا ننھیال خاندان اماں کا گھرانہ مدینہ طیبہ سے منسلک ہے۔

حضور ﷺ کے دو نسب:

گویا حضور ﷺ کے والد کے رشتے مکہ میں ہیں...... ماں کے مدینہ میں

ہیں...... پیغمبر ﷺ نے مکی بھی بننا تھا...... مدنی بھی بننا تھا...... محبوب ﷺ نے مکہ میں بھی رہنا تھا...... مدینہ میں بھی رہنا تھا...... اللہ نے دونوں نسب ساتھ جوڑ دیئے...... تا کہ آنے والا پیغمبر ﷺ باپ کی طرف سے مکی کہلائے گا...... اور اماں کی طرف سے مدنی کہلائے گا...... اس لئے ابا کا تعلق مکہ سے رکھ دیا...... اور اماں کا تعلق مدینہ کی طرف سے رکھ دیا...... اور علماء نے یہاں ایک اور راز کی بات لکھی ہے...... کہ حضور ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے ۵۳ سال تک حضور ﷺ نے مکہ میں زندگی گزاری...... اور پیغمبر ﷺ نے مدینہ میں دس سال زندگی گزاری...... کتنے سال؟ (دس سال) یہ تو آپ کی بات ہے...... لیکن آج تک حضور مدینہ میں ہیں...... اللہ اس میں کیا حکمت ہے۔

حقوق والدین:

اپنے بزرگوں اور علماء سے ہم سنتے ہیں...... کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہوتا ہے......(۱) ماں سے جوڑا ماں سے جوڑ ماں کی تابعداری کر ماں کی خدمت گزاری کر......! ماں کے ساتھ تعلق رکھ...... اماں کا خاص خیال رکھ...... تین حصے ماں کا خیال رکھ...... اور چوتھے نمبر پر باپ کا خیال رکھ...... بعض علماء نے لکھا ہے...... کہ اس کی وجہ ہے...... کہ تین حق ماں ایسے ادا کرتی ہے...... اس کی ایسی خدمات ہیں...... جنکا تصور باپ کی طرف سے نہیں کیا جاسکتا ہے...... نو ماہ تک ماں اٹھاتی ہے...... باپ نہیں اٹھاتا...... زچگی کی تکلیف ماں اٹھاتی ہے...... باپ نہیں اٹھاتا...... دو سال تک ماں دودھ پلاتی ہے...... باپ نہیں پلاتا...... اس لئے حق ماں کا زیادہ ہے...... باپ کا کم ہے۔

---

(۱) قال جاء رجل الی رسول اللہ ﷺ فقال یارسول اللہ ﷺ من حق الناس بحسن صحابتی ؟قال! امک قال ثم من؟ قال امک قال من؟ قال امک قال ثم من؟ قال ابوک (متفق علیہ بحوالہ ریاض الصالحین ص ۱۳۵ ج۱) حضرت خطیب اسلام نے اس حدیث شریف کی روشنی میں علماء کا قول نقل کیا ہے ۱۲

اللہ نے تقسیم میں یہ بات رکھ دی تھی...... کہ محبوب ۵۳ سال مکہ میں گزار...... تا کہ باپ کا حق ادا ہو...... قیامت تک مدینہ میں گزار...... کہ اماں کا حق ادا ہوتا رہے...... ماں کے خاندان سے کیوں نہ وابستہ رہ جاتے...... اس لئے مدینہ میں وقت گزرا۔

حضور ﷺ اور آپ کی والدہ کی آرام گاہ:

پھر یہ بھی عجیب تقسیم ہے...... کہ حضور ﷺ کے والد بھی آج مدینہ میں آرام کر رہے ہیں...... حضور ﷺ کی والدہ بھی مدینہ میں آرام کر رہی ہیں...... اور اللہ کے نبی ﷺ خود بھی مدینہ طیبہ میں آرام کر رہے ہیں...... اور خدا نے پیغمبر کے لئے جن جن لوگوں کو چنا ہے...... ان سب کو مدینہ میں سلا دیا ہے...... صدیق کو چنا...... تو اسے بھی مدینہ میں سلا دیا...... فاروق کا انتخاب کیا...... کہ انہیں بھی مدینہ میں سلا دیا...... عثمان کا انتخاب کوئی عام انتخاب نہیں تھا...... بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا مجھے سو بیٹیاں بھی دے میں یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دے دوں......(۱) ان کو بھی مدینہ میں سلا دیا...... عائشہ کا انتخاب ہوا...... تو مدینہ میں سو گئیں...... ام حبیبہ کا انتخاب ہوا...... تو مدینہ میں سو گئیں...... سیدہ حفصہ کا انتخاب ہوا...... تو مدینہ میں سو گئیں...... تو جس کا حضور ﷺ کے لئے انتخاب ہوا...... اس کو مدینہ میں سلا دیا گیا۔

حضور ﷺ کی اماں کا شہر:

یہ حضور ﷺ کی اماں کا شہر ہے...... لوگ کہا کرتے ہیں...... کہ یہ میرا وطن مادری ہے...... یہ میرے ماں باپ کی جگہ ہے...... تو جیسے ابراہیم کا کعبہ باپ دادے کا مرکز ہے...... مدینہ حضور ﷺ کی اماں کا مرکز ہے...... سیدہ آمنہ اور سیدنا عبداللہ کا یہ جو عقد ہوا۔

---

(۱) والذی نفسی بیدہ لو ان عندی مائة بنت تموت واحدة بعلو احدة زوجتك اخری حتی لا یبقی من المائة شئی

(کنز العمال ص ۲۱ ج ۱۳)

اللہ کی تقسیم تھی...... اور کتابوں میں لکھا ہے...... کہ حضرت عبداللہ کی عمر اٹھارہ سال تھی...... جب عبداللہ کا انتقال ہوا......(۱) اٹھارہ سال کی عمر شباب عروج و جوانی کا زمانہ ہوتا ہے...... آج تو بچارے تیس تیس سال تک پریشان ہوتے ہیں...... کہ رشتے ملتے ہی نہیں...... اٹھارہ سال کی عمر میں عبداللہ جب کسی بازار سے گزرتے تھے...... لکھا ہے دنیا دیوانہ وار کھڑے ہو کر عبداللہ کا چہرہ دیکھا کرتی تھی۔

شادی کی آفر:

حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بازار سے گزرے...... فاطمہ نامی ایک خاتون آگے بڑھ کر آئی...... عبداللہ کے سامنے کھڑی ہوئی...... حضور ﷺ کے والد بزرگوار نے آنکھیں نیچی کرلیں...... اور کہا عبداللہ میرے دل کی تڑپ ہے...... کہ میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں...... حضور ﷺ کے والد نے فرمایا...... نہیں ہوسکتا...... میں نے اپنے باپ کے مشورے کے بغیر زندگی میں کوئی قدم نہیں اٹھایا...... میں اپنے ابا کی مرضی کے بغیر تجھ سے کیسے نکاح کرلوں...... یہ کہہ کر چلے گئے خاموشی اختیار کرلی۔

پیشانی سے نور کا غائب ہونا:

ایک عرصہ بیت گیا...... پھر اس عورت کا گزر ہوا...... حضرت عبداللہ کے چہرے کی طرف اس کی نظر پڑی...... دوڑ کر قریب آئی...... اور سامنے کھڑے ہو کر کہا...... عبداللہ تو نے شاید مجھے آوارہ عورت سمجھا تھا...... عبداللہ شاید تو نے مجھے بازاری عورت سمجھا تھا...... عبداللہ میں تورات زبور اور انجیل کی عالمہ ہوں...... حافظہ ہوں...... فاطمہ میرا نام ہے۔

---

(۱) زرقانی ص ۱۰۹ ج ۱۔ سیرت مصطفی ص ۱۶ ج ۱ وفات کے وقت حضرت عبداللہ کی عمر علی اختلاف الاقوال ۳۰ یا ۲۵ یا ۱۸ سال کا سن تھا حافظ علائی حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ وفات کے وقت اٹھارہ سال کا سن تھا اور علامہ سیوطی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے انتقال کے وقت عبداللہ نے پانچ اونٹ اور چند بکریاں اور ایک باندی جن کی کنیت ام ایمن اور نام برکت تھا یہ چیزیں ترکہ میں چھوڑیں۔

میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے...... نبی آخرالزماں پیغمبر ﷺ تیرے اس خاندان میں آئے گا...... بنو ہاشم میں آئیگا...... عبدالمطلب کا پوتا بنے گا...... عبداللہ جب بھی تو یہاں سے گزرتا تھا...... ایک روشنی چمکتی ہوئی نظر آتی تھی...... ایک نور نظر آتا تھا...... میری حسرت تھی...... میں تجھ سے نکاح کرلوں...... اس یتیم کی اس حسین محمد ﷺ کی اماں بن جاؤں...... لیکن عبداللہ آج تیری پیشانی سے نور غائب ہو چکا ہے......(۱) معلوم یہ ہوتا ہے...... کہ تیرا عقد کسی اور جگہ ہو چکا ہے...... تیرا رشتہ کسی اور جگہ ہو چکا ہے...... وہ بچہ اب تیرے اندر نہیں...... وہ اپنی ماں میں منتقل ہو چکا ہے...... اب اگر تو کہے گا بھی صحیح تو میں تیرے ساتھ نکاح نہیں کروں گی...... اس لئے کہ اب میری آرزو نہیں پوری ہو سکتی...... اور جس دن حضور ﷺ دنیا میں آئے...... محبوب ﷺ کی ولادت ہوئی...... اس دن عرب کی دو سو کنواری دوشیزہ عورتیں جو اس تڑپ میں زندگی گزار رہی تھیں...... کہ ہم نبی آخرالزماں ﷺ کی اماں بنیں...... یہ وقت اور یہ حالات بتاتے ہیں...... کہ اب اس نبی ﷺ کے آنے کا زمانہ قریب آچکا ہے...... ایک عورت کی تمنا ہے...... میں اس کی اماں بنوں...... دوسری کی تمنا ہے...... میں اس کی اماں بنوں...... تیسری کی تمنا ہے...... میں اس کی اماں بنوں ...... میں اس محمد ﷺ کی اماں بنوں...... میں عبداللہ سے نکاح کرلوں...... دو سو عورتیں تمنا کرتی تھیں...... اور جس دن ولادت ہوئی...... محبوب ﷺ کی آمد پر کسریٰ وقیصر کے محلات میں زلزلہ آیا...... جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی...... تو اتنی چمک پیدا ہوئی...... ان لوگوں کو پتہ چل گیا...... کہ جس پیغمبر ﷺ کا انتظار ہو رہا تھا...... آج وہ اس دنیا میں آچکا ہے...... اتنا پتہ چلتے ہی وہ دو سو عورتیں دم توڑ کر اس دنیا سے چلی گئیں...... اور اس حسرت میں گئیں...... کہ ہم نبی آخرالزماں کی اماں نہ بن سکیں دنیا سے رخصت ہو گئیں...... موت کا شکار ہو گئیں۔

---

(۱) زرقانی شرح مواھب

ایک ہی دن میں دوسو عورتوں کا جنازہ اٹھا۔

میں عرض کر رہا تھا...... کہ یہ اتنا عظیم پیغمبر ﷺ تھا...... کہ جس کی آمد سے پہلے بلکہ اس دنیا کی تخلیق سے قبل اللہ نے انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت سے اس کے بارے میں عہد و میثاق لیا تھا...... کہ ایک نبی آئیگا...... اگر وہ تمہارے دور نبوت میں آئے...... تو تم اس کی پیروی کرنا...... اگر وہ نہ آئے تو اس کے آنے کی تصدیق کرنا...... اور اپنی قوم کو بتا جانا...... کہ وہ ایک نبی آخر الزماں ﷺ آئیں گے...... تم اس پر ایمان لانا۔ اللہ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عظمت مصطفیٰ ﷺ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَ جَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... الم نشرح لك صدرك o ووضعنا عنك وزرك o الذی انقض ظهرك o ورفعنالك زكرك o......()قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم سالت ربی مسالة وددت انی لم اكن سالته ایاها، فقلت انه قد كان قبلی رسل منهم من كان یحیی الموتی ومنهم من سخرنا له الریح قال! الم أجدك یتیما فاویتك؟ قلت! بلی یا رب! قال! اشرح لك صدرك قلت! بلی یا رب ! قال ! الم أضع عنك وزرك الذی انقض ظهرك! الم أرفع لك ذكرك قلت بلی یا رب ! فودد أنی لم أساله۔ ......صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

اشعار:

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

---

(۱) پارہ نمبر ۳۰ سورۃ نمبر ۹۴ آیت نمبر ۱،۲،۳،۴ (۲) کنز العمال ص ۲۰۶ ج ۱۱ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان رقم الحدیث ۳۲۱۳۷

ہم ہیں نہیں آسماں والے دبنے سے باطل
ہمارا امتحاں تو ہے چکا کر بار سو
بات یہ کی قلندر کو مجھ گئی کر پانی پانی
من نہ تیرا تن نہ آگے کے غیر جب جھکا تو
زندگی سراغ جا پا کر ڈوب میں من اپنے
بن تو اپنا بن نہ بنتا نہیں میرا
نہ کر تعظیم وہ کی مخلوق دھوکہ کا عبادت میں جس ہو
جو خاص خدا کا حصہ ہو بندوں میں اسے تقسیم نہ کر
جو خاص خدا کا حصہ ہو بندوں میں اسے تقسیم نہ کر
رسول مجتبیٰؐ کہیے محمد مصطفیٰؐ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیے
شریعت کا ہے یہ اسرار ختم الانبیاءؐ کہیے
محبت کا تقاضہ ہے کہ محبوبؐ خدا کہیے
جبین و رخ محمدؐ کے تجلی ہی تجلی ہے
جسے شمس الضحیٰ کہیے جسے بدرالدجیٰ کہیے
جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صلی علیٰ کہیے
درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا
کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحراء کردیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کردیا
کس کی حکمت نے کیا یتیموں کو دریتیم
اور غلاموں کو زمانہ بھر کا مولا کردیا
زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر
اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا

تمہید:

انتہائی لائق صد تعظیم وتکریم علماء کرام......قابل قدر دوستو اور بھائیو......! قرآن مجید کی ایک سورت مبارکہ سورۃ ''الم نشرح'' میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے......اسے تقریباً اکثر بچے قرآن مجید پڑھنے والے یاد کیے ہوئے ہیں......اور آپ میں سے بھی اکثر دوستوں کو یہ سورت زبانی یاد ہوگی......اس سورت میں اللہ نے اپنے محبوب کی تین صفتوں کا تذکرہ کیا ہے۔(۱) شرح صدر (۲) وضع وزر (۳) اور رفع ذکر!۔

یہ تینوں الفاظ عربی زبان کے ہیں......جن کو میں نے اپنی زبان میں بھی استعمال کرنے کی کوشش کی ہے......اس کا مفہوم بیان کرتا ہوں......اللہ نے ایک صفت یہ بیان کی کہ اے پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کا سینہ علم اور حلم کے لئے کھول دیا ہے......اے محبوب ﷺ آپ پر نبوت ودعوت وتبلیغ کا جو بوجھ تھا وہ ہلکا کردیا ہے......اور آپ ﷺ کو یہ خصوصیت عطا کی ہے کہ پوری کائنات میں آپ کے تذکرے سب سے اونچے کردیئے ہیں...... یہ تین باتیں میں آپ حضرات کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔

شانِ نزول:

اس سورت کے شانِ نزول میں بھی علماء نے ایک قصہ لکھا ہے...... کہ یہ سورت اور اس سے پہلے جو سورت ہے...... جس کو سورۃ ''والضحیٰ'' کہتے ہیں ان دونوں کا شانِ نزول ایک ہی ہے سورۃ والضحیٰ اور اس سورۃ کے متعلق آتا ہے کہ ان کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ پر کچھ عرصہ کے لئے وحی رُک گئی...... اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے وہ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اس میں کیا حکمت تھی...... کئی دن اس میں گزر گئے تو کفار نے ایک الزام لگانا شروع کیا...... اور ایک جملہ کہنا شروع کیا...... اللہ کے محبوب ﷺ کو کہتے تھے کہ محمد کیا خیال ہے کہ تیرا رب تجھ سے روٹھ گیا ہے...... کہ اب تجھ پہ وحی نہیں نازل کرتا......؟ اور کافر یہ کہتے تھے کہ ہم نے نہیں کہا تھا کہ آپ پر کوئی فرشتہ نہیں اترتا...... کوئی جبرائیل نہیں آتا...... کوئی وحی نہیں آتی...... کوئی احکامات نہیں آتے...... آپ اپنی طرف سے بیٹھ کر بناتے ہیں...... صبح ہمیں سنا کر کہتے ہیں کہ مجھ پر وحی آئی ہے...... اللہ کے محبوب ﷺ بھی بے تابی سے انتظار کرتے تھے...... کہ اللہ! یہ جو تو نے خود تار مجھ سے محبت کی، تعلق کی اور وحی کی جوڑی تھی اس میں انقطاع کیوں ہے......؟ وہ رُک کیوں گئی ہے؟

حدیث میں آتا ہے...... کہ ایک دن نبی کریم ﷺ محفل میں، دارِ بنی ارقم میں بیٹھے تھے...... ابولہب کی بیوی ام جمیل آئی ...... اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے دروازے میں کھڑی ہوگئی...... اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے کہا محمد! کافرہ عورت تھی، بڑی بد بخت تھی جیسے ابولہب کمینہ اور لعین تھا...... رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑاتا تھا...... یہ بھی ہر وقت بکواس کرتی تھی اور اس نے کہا محمد (العیاذ باللہ) تجھ پر جو وحی بھیجتا تھا...... وہ معاذ اللہ تیرا شیطان تجھ سے روٹھ گیا ہے کیا؟ کہ اب تجھ پہ وحی نہیں نازل کرتا...... حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ نے جب اس کے جملے سنے تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے...... اور حضور

ﷺ کی نگاہ آسمان کی طرف اٹھی...... بے ساختہ زبان سے ایک جملہ نکلا اللہ! یہ مجھے ساحر کہیں، مجنون کہیں، پاگل اور دیوانہ کہیں، میرے راستہ میں کانٹے بچھائیں...... مجھے صدمے اور تکلیفیں دیں سب کچھ برداشت کیا ہے...... تیری توحید کی خاطر! اب تیری ذات پہ حرف آیا ہے محمد سے برداشت نہیں ہوتا لکھا ہے حضور ﷺ کی نگاہ زمین پر بعد میں اترتی ہے ...... آسمان سے جبرائیل علیہ السلام پہلے اتر آیا ہے...... اور یہ دونوں سورتیں لے کر آتا ہے وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ إِذَا سَجٰى ۝(۱) اس میں بھی حضور ﷺ کے کمالات کا تذکرہ ہے۔

شرح صدر کی نعمت:

اور کہا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِىْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ محبوب! کافروں کے طعنے سے نہ گھبرا اس لئے کہ علم کے لئے، رحمت کے لئے، ہدایت کے لئے، انعامات ربانی کے لئے، اللہ کی طرف سے آنے والی رحمتوں کے لئے، ان دشمنوں کے مصائب کو سہنے کے لئے...... تیرے سینہ کو اتنا کھول دیا ہے...... تجھے برداشت کرنا پڑے گا...... گھبرانے کی ضرورت نہیں...... آج تیرا سینہ علم و حلم کے لئے کھول رہے ہیں...... کل محمد ساری کائنات تیرے قدموں میں جھکا دیں گے۔

تمام علوم حضور ﷺ کے سینہ میں:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ اور سوال بھی بڑا عجیب ہے...... سوالیہ انداز ہے...... اللہ کہتا ہے...... کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا ہے...... تجھے شرح صدر کی نعمت عطا کی ہے کہ یہ سارے صدمات تو نے برداشت کرنے ہیں...... علماء نے لکھا ہے کہ شرح صدر کی دو قسمیں ہیں...... ایک سینہ کھولا ہے علم کیلئے...... اور دوسرا ہم نے آپ ﷺ کا سینہ کھولا ہے

(۱) پارہ نمبر ۳۰ سورۃ نمبر ۹۳ آیت نمبر ۱۲۲

جو صلہ رحمی اور حلم کے لئے ...... علم کیا ہے؟ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش نبیوں اور رسولوں کو جتنے علوم اللہ نے عطا کئے ہیں ...... ان سب کا خلاصہ تورات، زبور، انجیل میں ہے ...... ان تینوں کتابوں کا نچوڑ قرآن مجید میں ہے ......

اور اللہ کہتا ہے اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ...... محمد ﷺ یہ سارا قرآن ہم نے تیرے سینہ پہ اتار دیا ہے ...... اور صرف یہ قرآن نہیں ...... اس جیسے اور کئی علوم عطا کئے ہیں ...... یہ وحی متلو کہلاتی ہے ...... جس کو پڑھا جاتا ہے اور وحی بھی ہے ...... جس کو لوگ پڑھتے نہیں ...... آپ ﷺ کے قلب اطہر پہ اتاری ہے ...... آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان کرتے ہیں ...... لوگوں کو وعظ کرتے ہیں ...... نصیحت کرتے ہیں ...... بیان کرتے ہیں ...... احادیث کے الفاظ روایات کے الفاظ وہ بھی آپ کے سینہ پہ ہم نے علم اتارا ہے ...... یہ علم بھی آپ کو عطا کیا ہے ...... محبوب علم کے لئے ہم نے آپ ﷺ کے سینہ کو کھول دیا ہے۔

محبوب ﷺ اور کلیم علیہ السلام میں فرق:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تقریر کر رہے تھے ...... بڑی عجیب وجدانی کیفیت ہوتی تھی ...... کسی نے کہا حضرت شاہ جی! موسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے کلیم تھے ...... اللہ سے باتیں کرتے تھے ...... محمد ﷺ کون تھے؟ فرمایا! وہ کلیم خدا یہ حبیب خدا ...... پوچھا گیا کہ کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے؟ بخاریؒ وجدانی کیفیت میں آیا، سر ہلایا، اور زلفوں کو جھٹکا دے کر کہا لوگو! بڑا فرق ہے ...... کلیم اس کو کہتے ہیں جو رب سے مانگے تب ملے ...... کہے رَبِّ شۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ وَیَسِّرۡلِیۡ اَمۡرِیۡ ۝ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ۝ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ۝ ...... اللہ میرے سینہ کو کھول ...... اے اللہ مجھ سے بوجھ کو ہٹا ...... اے اللہ مجھے علم عطا کر ...... جو مانگے تب ملے ...... اس کو کلیم کہتے ہیں ...... جسے بن مانگے رب کہے ...... اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ...... محمد! اس نے مانگا تھا ...... میں بن مانگے تیرے سینہ کو کھولتا ہوں اے

حبیب کہتے ہیں...... پھر کہا لوگو! بڑا فرق ہے...... کلیم اس کو کہتے ہیں جو طور پہ جائے...... تو کتاب ملے...... حبیب اس کو کہتے ہیں کہ تو محبوب ہے...... جانے کی ضرورت نہیں...... تو مکہ میں رہ...... قرآن مکی بنا کے بھیجوں گا...... تو مدینہ میں قرآن مدنی بنا کر بھیجوں گا...... فرمایا بڑا فرق ہے...... کلیم اس کو کہتے ہیں...... جو طور پہ آئے...... تو رب اس کو کہے فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى...... وحی لینے کے لئے طور پر آتا ہے...... پہاڑ ہے، زمین پہ ہے، نہ مکہ میں ہے نہ مدینہ میں ہے...... مصر کی دھرتی کی ایک زمین ہے...... اللہ کہتا ہے طور پہ آتا ہے جوتے اتار کے آ...... اور جب محبوب کی باری آئی...... اللہ کہتا ہے...... محمد ﷺ تو عرش پہ جوتے پہن کے آ کہ تیری آمد پہ قیامت تک عرش بھی ناز کرتا رہے گا......!

ایک اور فرق بھی سمجھ لو! کلیم منت کر کے کہتا ہے رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ...... اے اللہ اپنا دیدار تو کرا! اللہ نے کہا کلیم! لَنْ تَرٰىنِیْ...... تجھ میں طاقت ہی نہیں...... تو مجھے نہیں دیکھ سکتا...... کلیم وہ ہے جو منت کرے رب انکار کرے...... حبیب وہ ہے جو میٹھی نیند کرے رب انتظار کرے...... کلیم منت کرتا ہے رب انکار کرتا ہے...... حبیب نیند کرتا ہے جبرئیل علیہ السلام اٹھا کے کہتا ہے...... رب انتظار کرتا ہے۔

علماء نے لکھا ہے...... کہ اللہ نے جب کہا کہ کلیم تو نہیں دیکھ سکتا تو جب اللہ نے طور پہ تجلی ڈالی کلیم گرے...... تو کتابوں میں لکھا ہے...... کہ پہاڑ پر ایک جملہ لکھا ہوا ہے...... کلیم نے پڑھا...... کیا تھا؟ کلیم نے پڑھا لکھا ہوا تھا لَا تَقْرَبُ مَالَ الْيَتِيْمِ...... کلیم! یتیم کے مال کے قریب نہ جا...... آج تیرا پیر مولوی کہتا ہے کہ یتیم کا حق نہ کھا...... اللہ کہتا ہے میں تو یتیموں کو حق دلواتا ہوں...... میں ان کا حق کسی کو کیسے دے سکتا ہوں۔؟ لَا تَقْرَبُ مَالَ الْيَتِيْمِ...... کلیم ہوش کر! یتیم کے مال کے قریب نہ جا...... یہ دیدار تجھ کلیم کا حق نہیں محمد یتیم کا حق ہے...... جس کا حق ہے اسی کو دینا ہے۔

علم اور حلم:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ...... ''محبوب! تیرا سینہ ہم نے علم کے لئے کھول دیا ہے''۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ...... تیرا سینہ ہم نے حلم کے لئے بھی کھولا ہے...... جتنا جس کا علم ہوگا اتنا اس کا حلم ہوگا...... جو بڑے علم والا ہو...... اس میں قوت برداشت بڑی ہوتی ہے...... اور جو بیچارہ ویسے ہی خالی ہوگا...... وہ اچھلے گا بھی بہت زیادہ...... یہی وجہ ہے کہ ہمارے اکابرین علماء دیوبند بڑی محتاط گفتگو کرتے ہیں...... فتوے لگانے میں بہت احتیاط کرتے ہیں...... ایسے ہر ایک کو کافر نہیں کہہ دیتے...... ہر ایک کو ہم کافر کہتے نہیں ہم تو کافر بتاتے ہیں بناتے نہیں...... آدمی کافر بنتا ہے اپنے جرم سے ہم تو بتاتے ہیں...... یہ جرم کفر ہے...... ایسا کرو گے کافر ہو جاؤ گے...... اور یہ بات بھی یاد رکھ لو...... علماء دیوبند ایسے کسی کو کافر نہیں کہتے اور جس کو یہ کہہ دیں اس کو دنیا کی کوئی طاقت مسلمان ثابت کر ہی نہیں سکتی۔

کائنات کے سارے علوم حضور ﷺ کے سینہ میں:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ...... پیغمبر ہم نے آپ کا سینہ کھول دیا ہے کہ کائنات کے سارے علوم تیرے سینہ میں رکھے ہیں...... آدم علیہ السلام کی انابت ہو...... نوح علیہ السلام کا ولولہ تبلیغ ہو...... ابراہیم علیہ السلام کا جوش توحید ہو...... اسحاق علیہ السلام کی رضا جوئی ہو...... یوسف علیہ السلام کا حسن ہو...... لوط علیہ السلام کی حکمت ہو...... دانیال علیہ السلام کی محبت ہو...... زکریا علیہ السلام کا وقار ہو...... یحییٰ علیہ السلام کی پاکدامنی ہو...... موسیٰ علیہ السلام کے کمالات ہوں...... عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہوں۔(۱)

آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک جس پیغمبر کو جو حکمتیں ہم نے عطا کی ہیں

(۱) المواہب اللدنیہ

اگر تورات کے اندر انبیاءؑ کے مواعظ موجود ہیں ہم نے وہ علم قرآن میں جمع کر دیا ہے اگر انجیل میں قصص و واقعات اور حکمت کی مثالیں موجود ہیں ہم نے قرآن مجید میں جمع کر دیئے ہیں زبور کے احکامات قرآن میں ہم نے جمع کر دیئے ہیں آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک جس پیغمبر کو جو علم دینا تھا محمد ﷺ وہ سارے علوم جمع کر کے تیرے سینہ میں رکھ دیئے ہیں۔

حوصلہ اور بردباری:

غور کریں! حوصلہ کے لئے بھی ہم نے تیرا سینہ کھولا ہے...... اتنے حوصلہ والا نبی کائنات میں کوئی نہیں ...... حضور ﷺ نے فرمایا! اللہ کے دین کے لئے جتنا مجھے ستایا گیا مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ستایا گیا ......(۱) علماء نے لکھا ہے کہ یہود کا ایک عالم تھا...... اس نے تورات میں رسول اللہ ﷺ کی صفات پڑھیں کہ آخرالزمان نبی ﷺ کی یہ یہ صفات ہیں ...... پڑھنے کے بعد وہ کہتا ہے میں آیا...... اور میں نے رسول اللہ ﷺ میں وہ صفات دیکھیں تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ واقعی اللہ کے نبی ہیں...... ایک صفت ایسی تھی ...... جو مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی...... وہ صفت یہ تھی کہ کتابوں میں لکھا تھا کہ آخرالزمان نبی وہ ہیں...... جس پر اللہ اپنی وحی بھیجیں گے...... اس کی خوبی یہ ہوگی کہ ظالم کا ظلم بڑھے گا تو اس کا حوصلہ بڑھے گا...... یہ جتنی زیادتی کرے گا وہ اتنا حوصلہ میں بڑھتا چلا جائے گا...... صحابی کہتا ہے...... اس صفت کو دیکھنے کے لئے میں نے سوچا کیا کروں؟...... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تجارت شروع کر دی...... کاروبار شروع کیا...... اللہ کے نبی ﷺ نے مجھ سے کچھ کھجوریں لیں...... پیسے دینے کا وعدہ فرمایا...... وعدہ کی تاریخ متعین ہو گئی...... اس متعینہ تاریخ سے

---

(۱) کنز العمال ص ۲۰۸ ج ۱۱

ایک دن پہلے وہ شخص آتا ہے......اور آ کے اللہ کے نبی ﷺ کو کہتا ہے......محمد کریمؐ دیکھ کل تم نے میرے پیسے دینے ہیں......اور تمہیں معلوم ہے......کہ کل کا وعدہ آخری ہے......اس کے بعد پھر میں کسی قسم کی رعایت نہیں کروں گا......یہ کہہ کے جذبات میں آنا شروع ہو گیا......تم قریشی لوگ ہو......میں تمہیں جانتا ہوں......تمہارا خاندان ایسا ہے۔تم لوگوں کا مال غصب کر لیتے ہو......تم لوٹ کھسوٹ کرتے ہو......تم کھا جاتے ہو......اپنے آپ کو مکہ کے وڈیرے سمجھتے ہو......اپنے آپ کو بڑے تاجر سمجھتے ہو......بڑے ہوشیار بنتے ہو......اس قسم کی باتیں اس نے کہنا شروع کیں......اور اتنی جذباتی انداز سے وہ گفتگو کر رہا تھا......

حدیث میں آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سن رہے تھے......اور مسکرا کے کہتے ہیں......بھائی کل تو کل ہے......تو آج اتنے غصہ میں آ رہا ہے......کل جو ہی پیسے لینے ہیں......ٹھنڈا تو ہو......میں کل پیسے دے دوگا......کہا نہیں نہیں نہ دیئے تو پھر دیکھ لینا......کیا ہوتا ہے......حضور ﷺ نے فرمایا! کل ہی دوں گا......اب وہ غصہ کرتا جا رہا ہے......اور حضور ﷺ مسکراتے جا رہے ہیں......حتیٰ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے......غصہ میں آ کر کھڑے ہو گئے......کہا اللہ کے نبی ﷺ اجازت دیجئے......میں اس کی گردن قلم کر دوں......ہمارے ہوتے ہوئے یہ اتنی جرأت کرتا ہے......حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ! بولا کیوں ہے؟......فرمایا عمرؓ میں نے اس کا قرضہ دینا ہے......اس نے مجھ سے قرضہ لینا ہے......مانگنے والے کا حق ہے......وہ مانگے......تیرا حق یہ نہیں بنتا تھا......کہ تو اس کو ڈانٹ تیرا حق یہ ہے......کہ تو مجھے کہہ محمد ﷺ تو قرضہ ادا کر......اس پر کیوں غصہ ہو رہے ہو......اس کا حق میں نے ادا کرنا ہے......تو اس پہ کیوں غصہ ہوا ہے......حضرت عمرؓ پریشان ہو گئے......حضور ﷺ نے فرمایا! عمرؓ اس آدمی کو لے جا......میری طرف سے سارا قرضہ بھی ادا کرو......اور اس کو اتنی مقدار زیادہ دے......کہ اس کا جو غصہ ہے......وہ ٹھنڈا ہو جائے......حضرت عمر رضی اللہ عنہ

اس آدمی کو لے کر گئے ...... اور جا کر جب وہ قرضہ ادا کیا ...... حضرت عمرؓ اس کو پیسے دے رہے ہیں ...... اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں ...... وہ پیسے لے لیتا ہے اور زائد جو حضور ﷺ نے مقدار بتائی تھی ...... وہ وصول کرتا ہے ...... اور لے کر کھڑا ہے ...... عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ...... اب روتا کیوں ہے ...... اس نے کہا یہی ایک صفت تو تھی ...... جو میں دیکھنا چاہتا تھا ...... عمر رضی اللہ عنہ تو گواہ ہو جا ...... شاید تیرے نبی ﷺ تک پہنچنے سے پہلے کہیں ایسا نہ ہو ...... میری روح قبض ہو جائے ...... تو میرے ایمان کا گواہ بن جا کہ واقعی محمد ﷺ بڑے حوصلے والے ہیں ......(۱) اللہ کہتے ہیں محبوب! ہم نے تیرے سینہ کو حوصلہ اور حلم کے لئے بھی کھولا ہے۔

ظاہری وباطنی دونوں طرح سے سینہ کھولنا:

ایک بات اور یاد کریں ...... حضور ﷺ کا سینہ روحانی طور پر بھی کھلا ...... کہ آپ ﷺ نے سب کچھ اس سینہ میں محفوظ کیا ہے ...... جیسے کوئی آدمی کسی بڑے آدمی کے متعلق کہتا ہے کہ یہ بڑا وسیع الظرف ہے ...... بڑے کھلے دل کا مالک ہے ...... بڑا انشراح صدر اس کو حاصل ہے ...... بات بڑی جلدی سمجھ جاتا ہے ...... بڑے حوصلہ سے گفتگو کرتا ہے ...... کھلے سینہ والے لوگ ایسے ہوتے ہیں ...... تنگ ظرف آدمی نہیں ہے ...... یہ ہے روحانی طور پر، باطنی طور پر، انشراح صدر ...... اور علماء نے لکھا ہے ...... یہ حرف کاف ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِىٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ اس کا معنی ہے صرف تو ایک اور کوئی نہیں۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ صرف علم کے لئے تیرا سینہ کھولا ...... حوصلہ اور حلم

---

(۱) اس خوش نصیب کا نام زید بن سعنہ ہے (شفاء قاضی عیاض ۴۸، رواہ البیہقی، رحمۃ للعالمین ص ۲۵۷ ج ۱ مطبوعہ لاہور

کے لئے تیرا سینہ کھولا...... یہ کاف بتا تا ہے...... کہ ایسا سینہ کسی اور کا نہیں کھلا تھا...... لیکن علم تو باقی انبیاءؑ کو بھی ملا ہے...... حوصلہ پہلے نبیوں کو بھی ملا ہے...... لیکن اس کو کھولنے کا کیا مطلب؟...... علماء نے لکھا ہے کہ باطنی سینہ تو سب کے کھلے تھے...... ظاہری طور پر اگر کسی کا سینہ کھلا ہے...... تو صرف محمد ﷺ کا کھلا ہے...... یہ سمجھو کیسے؟...... اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی میں چار دفعہ ایسا ہوا...... کہ ظاہراً حضور ﷺ کا سینہ اطہر کھولا گیا...... فرشتہ نے آپ ﷺ کا سینہ کھولا...... کھول کر آپ ﷺ کا دل مبارک نکالا...... نکال کر اسے تھال میں رکھا...... اس کو دھویا...... دھونے کے بعد اس کے دل کے اندر انوارات فیوضات، تجلیات کو بھرا، بھرنے کے بعد دل کو پھر وہاں پر رکھا...... پھر سینہ کو بند کیا...... پھر با قاعدہ اسے بند کر دیا گیا...... حتیٰ کہ حدیث کی کتابوں میں آتا ہے...... کہ رسول اللہ ﷺ کے سینہ اطہر پہ اس نرم ہڈی سے لے کر ناف تک ایک باریک سا نشان تھا...... لگتا ایسے تھا...... جیسے آپریشن ہوتا ہے...... اور اس کے بعد باریک سا نشان رہ جاتا ہے...... ٹانکے لگتے ہیں...... اور آدمی کی جڑی ہوئی جگہ محسوس ہوتی ہے...... اس طریقہ سے محبوب کے سینہ اطہر پر نشان تھا...... اور یہ واقعہ اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ چار دفعہ پیش آیا...... پہلا اس وقت جب حضور ﷺ بچپن میں تھے...... دوسرا اس وقت جب عین عالم شباب کے قرب میں تھے...... بارہ تیرہ سال کی عمر تھی...... تیسری مرتبہ جب حضور ﷺ پہ پہلی وحی اتری...... چوتھا اس وقت جب حضور ﷺ معراج پر جا رہے تھے......(۱) ان چار جگہوں پہ سینہ کیوں کھلا دل کیوں نکلا؟...... اس میں کیا بھرا گیا...... یہ سمجھ لو! سب سے پہلے بچپن میں سینہ اطہر کھلا ہے۔

---

(۱) شق صدر کے متعلق تفصیل آپ دیکھ سکتے ہیں۔ مجمع الزوائد ص ۲۲۱ ج ۸، فتح الباری ص ۴۰۹ ج ۲، الخصائص الکبری ص ۵۵ ج ۱، مستدرک حاکم ص ٦١٦ ج ۲، طبقات ابن سعد ص ۹٦ ج ۱، دلائل ابی نعیم ص ٦۹ ج ۱ مسند ابی داؤد طیالسی ص ۲۱۵، البدایہ والنہایہ ص ۲۷۵ ج ۲، روض الانف ص ۱۱۱ ج ۱، سیرۃ النبی شبلی نعمانی ص ۳٤ ج ۱، شرح العلامۃ الزرقانی ص ۲۸۵ ج ۱، ابن ہشام ص ۱٦٦، درمنثور ص ۳٦۳ ج ۲

ایک بات سمجھو! ...... ہر انسان کے جسم میں کچھ چیزیں ایسی ہیں ...... جو تکمیل انسانیت کے لئے ضروری ہیں وہ نہ ہوں تو آدمی کامل نہیں ہوتا ...... اور پھر کچھ چیزیں ایسی ہیں ...... کہ تزئین انسانیت یعنی انسان کے حسن اور خوبصورت ہونے کے لئے ان کو اکھیڑنا ضروری ہے ...... کسی کے گھر بچہ پیدا ہو ...... اور اس کے ناخن نہ ہوں ...... ہر آدمی کہے گا ...... بچہ بڑا خوبصورت ہے ...... بڑا حسین ہے ...... لیکن ایک عیب ہے ...... کہ اس کے ناخن نہیں ہیں ...... ان کا ہونا انسانیت کی تکمیل کے لئے ضروری ہے ...... اس کے بغیر انسان مکمل نہیں ...... عیب ہے ...... اگر کسی کے ناخن نہ ہوں ...... اور ہوں اور بڑھتے ہی چلے جائیں ...... انہیں کاٹے نہ تو یہ بھی عیب ہے ...... اس لئے انسانیت کی تزئین اور حسن انسانیت کے لئے ان کو کاٹنا ضروری ہے ...... تکمیل انسانیت کے لئے ان کا ہونا ضروری ہے ...... ایسے ہی جسم کے بال یہ نہ ہوں ...... تو عیب ہے ...... اور بال ہوں ...... اور سکھوں کی طرح جدھر جائیں چلے جائیں ...... ان کو صاف نہ کیا جائے ...... ان کی صفائی نہ کی جائے ...... ان کو کنگھا نہ دیا جائے ...... ان میں زائد بالوں کو اکھیڑا نہ جائے ...... تو یہ بھی حسن انسانیت کے خلاف ہے ...... تکمیل انسانیت یہ ہے ...... کہ بال ہوں ...... حسن انسانیت یہ ہے ...... کہ ان کو اکھیڑا جائے ...... اور ان کو ختم کیا جائے ...... ایسے اللہ نے پیغمبر ﷺ کو کامل انسان بھی بنایا تھا ...... کہ رسول اللہ ﷺ سے بہتر انسان بھی کوئی نہیں ...... اور محمد ﷺ سے بہتر کائنات میں حسین بھی کوئی نہیں ...... اس لئے کئی چیزیں ایسی تھیں ...... جو حسن انسانیت کے لئے نبی کے سینہ میں رکھی گئیں ...... پھر حسن کمال نبوت کے لئے نبی کے سینہ سے نکال کر ان کی جگہ اور چیزوں کو بھر دیا گیا ...... تا کہ محمد ﷺ انسان بھی کامل بن جائے ...... نبی بھی کامل بن جائے۔

بچپن ہی سے حضور ﷺ کا سینہ کھول دینا:

توجہ کریں! بچہ جب بچپن میں ہوتا ہے ...... بچہ کی فطرت ہوتی ہے ...... لڑنا، شور

کرنا، اچھلنا، کودنا، جھپٹنا، لپٹنا، کسی سے کوئی چیز چھیننا...... ایسے ہی بیٹھے بیٹھے کسی کو چھیڑنا ...... اور یہ ساری باتیں بچپن کی عادت ہوتی ہیں ...... ان کو کوئی آدمی عیب نہیں سمجھتا...... یہ بچہ کی فطرت ہے...... اس کو عیب کوئی نہیں سمجھتا...... اور اگر کسی کا بچہ بہت زیادہ شریف ہو، کچھ نہ کرتا ہو، تو آدمی لے کے ڈاکٹر کے پاس چلا جاتا ہے...... حکیم صاحب معائنہ کریں ...... سمجھ نہیں آتی چپ کر کے بیٹھا رہتا ہے۔ نہ کسی سے کھیلتا ہے...... نہ باہر جاتا ہے...... نہ باتیں کرتا ہے...... عجیب بچہ ہے...... ہم اس کے متعلق بڑے پریشان ہیں ...... اور جس کا بچہ شرارتیں کرتا ہو...... وہ کبھی ڈاکٹر کے پاس نہیں جائے گا...... کہ اس کو دیکھو! یہ شرارتیں کیوں کرتا ہے؟...... اس لئے کہ ہر آدمی سمجھتا ہے...... بچہ کی تکمیل اسی میں ہے...... بچہ کی فطرت یہی ہے...... بچہ کا مزاج یہی ہے...... کہ وہ بھاگے، وہ دوڑے، وہ اچھلے، وہ کھیلے، وہ ادھر ادھر آئے جائے ...... وہ کسی کو چھیڑے، وہ کسی سے لڑے، جب تک ایسا نہ کرے...... بچپن کی تکمیل نہیں ہوتی...... لیکن یہ تمام بچوں کی بات ہے...... جبکہ نبی کا بچپن دنیا کے لئے نمونہ ہوتا ہے۔

اس لیے پیغمبر کے بچپن کی وہ صفات نبی کے سینہ میں رکھیں...... تاکہ پیغمبر بحیثیت انسان کے کامل انسان بنے...... لیکن بچپن ہی میں پیغمبر کے سینہ کو کھول کر اس میں انوارات بھرے...... تجلیات بھریں...... فیوضات بھرے کہ یہ بچہ تو رہے لیکن عام بچوں جیسا نہ بنے ...... یہ بچہ تو رہے ان کی طرح ضدی نہ بنے یہ بچہ تو رہے ان کی طرح شرارتیں نہ کرے...... یہ بچہ تو رہے ان کی طرح لڑنا جھپٹنا اس کا مزاج نہ بنے کہ کل کو بڑا ہو کر جب یہ لوگوں کو دعوت دے گا، دین سکھائے گا، ہدایت کا کلمہ کہے گا...... کوئی یہ نہ کہے تو وہی تو ہے...... جو کل شرارتیں کرتا تھا وہی تو ہے...... تیرا بچپن ہمارے ہاتھوں میں کھیلا ہے...... ہم تیری طبیعت سے واقف ہیں اب تو پڑھ لکھ گیا ہے...... ہمیں سمجھانا شروع ہو گیا ہے...... ہزار ہا طعنے

ہوتے...... اللہ نے کہا محبوب! اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ ہم نے تو بچپن میں تیرا سینہ کھول کے، تجھ میں وہ انوارات بھر دیئے تھے کہ بچپن میں بھی لوگ تجھے کچھ کہتے! تیرا سینہ میں اتنا علم محفوظ تھا...... اتنا حوصلہ محفوظ تھا کہ تو نے اس وقت شرارت کوئی نہیں کی تھی...... اس وقت پریشان نہیں ہوا تھا...... اس وقت نہیں گھبرایا تھا...... آج ہم نبوت عطا کر رہے ہیں ...... کافروں کے جملوں سے نہ گھبرا کہ ہم نے تیرے سینہ کو علم کیلئے اور کھول دیا ہے۔

عین عالم شباب میں انعامات:

جب جوانی آئی...... جوانی کا حسن اس کی رعنائیاں، اس کا جوبن، اس کا شباب، اس کی مستی، اس کی ترنگ، اس کا نخرہ، اس کی آکڑ یہ جوان ہی سمجھ سکتے ہیں...... کوئی بوڑھا نہیں سمجھ سکتا...... کیا منظر ہوتا ہے...... آدمی پر جوانی کے عالم میں نہیں کسی کی پرواہ کرتا...... بڑا ہو، چھوٹا ہو، امیر ہو، غریب ہو، تازہ پھول ہے، ترنگ ہے، مستی ہے، آکڑ ہے، کسی کی نہیں سنتا، کسی کو دیکھتا نہیں، کوئی بات کرنا چاہے تو کسی کو خاطر میں نہیں لاتا...... یہ ساری جوانی کے جوبن کی باتیں ہوتی ہیں...... اور پیغمبر ﷺ کی جوانی عجیب ہے...... علماء نے لکھا ہے...... اللہ نے امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو، اپنے محبوب ﷺ کو، جنت کے حسین، ایک سو جوانوں کی طاقت عطا فرمائی تھی...... اور جنت کے ایک جوان کی طاقت دنیا کے چالیس پہلوانوں سے بھی زیادہ ہے...... اب جس میں اتنی قوت ہو...... اتنی طاقت ہو...... جس کے حسن کا یہ عالم ہو کہ چاند سامنے شرمندہ ہو...... جس کے جوبن کا عالم یہ ہو کہ سورج سامنے ماند پڑ جاتا ہو...... اور جس کے شباب کا عالم یہ ہو کہ رحمت کائنات ﷺ کو اللہ اتنی رعنائیاں عطا کردے...... کہ دنیا اس کے سامنے بھیک مانگ رہی ہو۔

ستارے اس سے روشنی طلب کر رہے ہوں...... چاند اس کے سامنے جھک رہا ہو...... سورج اس کے سامنے ماند پڑ رہا ہو...... جو اتنے حسن و جمال کا مرقع اور مجسمہ

ہو......اور یہ حسین اپنے شباب کے ساتھ، اپنے جوبن کے ساتھ، اپنی جوانی کے ساتھ، اپنے رعب و جلال کے ساتھ، جب یہ چلتا ہے...... یقیناً عقل کہتی ہے......اس میں مستی کتنی آئی ہوگی......آکڑ کتنی آتی ہوگی......نخرہ کتنا آتا ہوگا......اللہ کہتا ہے...... یہ سب چیزیں جوانی کا حصہ تھا......لیکن محبوب! تیری جوانی کو بے مثال بنانا تھا...... تیری جوانی کو بے داغ بنانا تھا......تیری جوانی کو دنیا کے لئے نمونہ بنانا تھا۔

اس لئے "اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ" عین عالم شباب میں تیرے سینہ کو کھول کر اس سے دل نکال کے اس میں انوارات کو بھر کے، تجلیات کو بھر کے، فیوضات کو بھر کے ہم نے سینہ میں رکھ دیا ہے...... کہ یہ جوانی میں بھی اتنا شرمیلا ہو...... جوانی میں بھی اتنا باحیا ہو...... جوانی میں بھی اتنا باوفا ہو...... جوانی میں بھی اتنا باکردار ہو...... جوانی میں بھی اتنا باعظمت ہو کہ دنیا یہ کہنے پہ مجبور ہو کہ لوگو! عرب کی کنواری لڑکی کی آنکھ میں اتنی حیا نہیں جتنی محمد ﷺ کی نگاہ میں حیا ہے......اس شباب کے عالم میں جب دنیا مستی میں ہوتی ہے...... محمد ﷺ اس وقت بھی تو نے چالیس سالہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سینہ سے لگایا تا کہ تیری جوانی دنیا کے جوانوں! کے لئے نمونہ بن جائے۔

تیسری مرتبہ سینہ کھولنے کی وجہ:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ اور تیسری مرتبہ حضور ﷺ کا سینہ مبارک اس وقت کھلا......جس وقت آپ ﷺ پہ پہلی وحی اتری......اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○(۱) وحی کا بوجھ کتنا ہوتا ہے؟......آپ اور میں اس کو نہیں سمجھ سکتے......اسی وحی سے سمجھئے!......قرآن کہتا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ○(۲) ہم نے زمین و آسمان پر یہ

(۱) پارہ نمبر ۳۰ سورۃ نمبر ۹۶ آیت نمبر ۱ (۲) پارہ نمبر ۲۲ سورۃ نمبر ۳۳ آیت نمبر ۷۲

امانت پیش کی...... پہاڑوں پہ امانت پیش کی...... سب نے اٹھانے سے انکار کر دیا...... یہ انسان کی طاقت ہے...... جس نے اس کو برداشت کیا ہے...... اور انسان میں بھی نبوت کی طاقت ہے...... جس نے اس بوجھ کو اٹھایا ہے۔

سیدنا زیدؓ کہتے ہیں...... ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میرے گھٹنے پر تھا...... حضور ﷺ سو رہے تھے...... اس دوران اللہ کے محبوب ﷺ کی آنکھ کھلی...... اسی دوران وحی اُتری...... اور نبی ﷺ کا سر زید رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر تھا...... حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... لگتا ایسے تھا کہ میرا گھٹنا چور چور ہو رہا تھا...... (۱) وحی نبی پہ اتری ہے...... زید رضی اللہ عنہ پہ نہیں...... لیکن اس کا بوجھ اتنا ہے کہ زید برداشت نہیں کر رہے...... نبی ﷺ کا سینہ ہے...... اس کو برداشت کر رہا ہے...... اس لئے آپ کا شق صدر کیا گیا...... دل نکالا گیا...... اس میں انوارات و تجلیات بھری گئیں کہ اب وحی الٰہی آئے گی...... اور یہ عام وحی نہیں...... آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام پیغمبروں کو جو وحی ملی تھی...... وہ وحی احکامات الٰہی تھی...... آپ ﷺ پہ جو وحی آئی ہے...... یہ کلام الٰہی ہے...... اللہ کے بول ہیں...... ان کو جو وحی ملی ہے پس پردہ ملی ہے...... آپ کو جو وحی ملی ہے شب اسراء معراج پہ بلا کے براہ راست بے حجاب وحی ملی ہے...... یہ وحی ان سب سے زیادہ وزنی تھی...... سب سے زیادہ اعلیٰ تھی...... سب سے زیادہ ارفع تھی...... اس وحی کو برداشت کرنا محبوب ﷺ یہ تیری خصوصیت ہے...... اس لئے تیرا سینہ کھولا تا کہ تو اس وحی کو برداشت کر سکے...... حدیث میں آتا ہے جب اللہ وحی بھیجنے کے لئے کلام فرماتے ہیں تو آسمان والے فرشتے آسمان پر زنجیر کھینچنے کی آواز سنتے ہیں...... اور بے ہوش ہو جاتے ہیں...... جبرئیل علیہ السلام کے آنے

---

(۱) صحیح بخاری ص ۶۶۱ ج ۲.. ابن القیم زاد المعاد ص ۱۹۰۱۸ ج ۱۱ مطبوعہ مصر.. مسند احمد ص ۱۱۸ ج ۶ طبع دار صادر بیروت.. مستدرک حاکم وصححہ الذہبی ص ۵۰۵ ج ۲

تک بے ہوش پڑے رہتے ہیں...... جب جبرئیل علیہ السلام آ جاتے ہیں......تو ان کے دلوں سے خوف نکل جاتا ہے...... یہ فرشتے ہوش میں آ کر جبرائیل سے پوچھتے ہیں...... اے جبرئیل علیہ السلام کیا کہافَیَقُوْلُ الْحَقَّ فَیَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ الْحَقَّ......''جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ نے حق بات کہی ہے''۔(۱)اور وہ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچتے ......اور جب پیغمبر ﷺ کے پاس آتے...... حضور ﷺ محفل میں بیٹھے ہوئے بات کر رہے ہوتے...... اللہ کے نبی سب سے بیگانے ہو جاتے......آپ ﷺ اپنا سر مبارک جھکا لیتے ......اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لیتے تھے......حضور کی پیشانی پہ پسینہ آنا شروع ہو جاتا...... پیغمبر کے جسم پہ کپکپی طاری ہو جاتی......(۲) یہ وحی کا وہ بوجھ تھا...... جو نبی اٹھاتے تھے......اللہ کہتا ہےاَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۝ محمد ﷺ اتنا بڑا بوجھ ہم نے تیرے سینہ میں رکھا ہے ......اس سینہ کو ہم نے اس لئے کھولا ہے......تا کہ یہ ساری نعمتیں تو ہی برداشت کر سکے۔

مقام جبرائیل:

ایک بات سمجھیں ! جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ پہ وحی لاتے تھے...... اب جبرائیل علیہ السلام کی حیثیت کیا ہے؟ استاد ہیں؟...... (نہیں) استاد نہیں تو استاد کا درجہ زیادہ شاگرد کا درجہ کم،بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ڈاکیا ہے......خط دے کے چلا گیا ہے...... تو یہ بھی نہیں ہے......اس لئے کہ جو خط دیتا ہے...... وہ پڑھ کے نہیں سنایا کرتا...... جبرائیل علیہ السلام تو وحی پڑھتا تھا بتاتا تھا...... آج پہلا دن ہے......نمازوں کے اوقات یہ ہیں...... دوسرا دن ہے......آج یہ واقعات ہیں......حضور ﷺ کو نماز پڑھائی تو جبرائیل علیہ السلام کی

---

(۱) سنن ابی داؤد باب القرآن کتاب التوحید لابن خزیمۃ ص۳٤۹ ج۱ مطبوعہ ریاض الاحسان لترتیب صحیح ابن حبان ص۲۲٤ ج۱ مطبوعہ بیروت اصول اعتقاد اهل السنۃ لابی القاسم اللالکائی ص۳۲٤ ج۱ مطبوعہ ریاض...... (۲) صحیح بخاری ص۲ ج۱، صحیح مسلم رقم الحدیث ٤۲۰۵، زرقانی ٤۲۵ ج۱ بیروت، السیوطی الاتقان ص٤٦ ج۱ قاهره

حیثیت کیا ہے؟اس حقیقت کو قرآن نے کھولا ہے......اللہ فرماتے ہیں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ اقرأ! محمد ﷺ پڑھ اس رب کے نام سے......اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ...... جس تیرے عزت والے رب نے تجھے قلم سے سکھایا ہے...... حضور ﷺ قلم سے لکھتے تھے؟ ......(نہیں) حضور تو اُمّی تھے۔النبی الامی اُمی نبی تھے۔

اُمی اس کو کہتے ہیں جو قلم سے لکھتا بھی نہ ہو......اور لکھے ہوئے کو پڑھتا بھی نہ ہو ......یہاں ایک مسئلہ اور بھی ذہن میں آ گیا......تو اُمی کو قلم کی ضرورت نہ ہوئی۔علی رضی اللہ عنہ پہ آنے والے الزام کی صفائی عمر رضی اللہ عنہ نے دی ہے۔

یہ جو جاہل کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قلم دوات لاؤ......!علیؓ کی خلافت لکھتا ہوں...... سمجھو! یہ شور مچاتے ہیں...... قلم دوات لاؤ! میرے نبی ﷺ کی صفت، النبی الامی ہے ......حضور ﷺ تو لکھتے بھی نہیں تھے......اور لکھے ہوئے کو پڑھتے بھی نہیں تھے......جس نے لکھنا نہیں...... اس کو قلم کاغذ کی کیا ضرورت ہے؟ ہے ہی جھوٹ! نہ کوئی قلم منگوایا نہ کوئی کاغذ منگوایا......اور اگر کچھ منگوایا ہے......تو یہ بھی سن لو...... لکھنے کا کام جس کے ذمہ تھا...... پتہ ہے......سب سے بڑا مشہور معاہدہ جو مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ ہوا...... صلح حدیبیہ یہ کس نے لکھا تھا...... (حضرت علیؓ نے) اور حضور ﷺ کا جس وقت وصال ہوا......اگر اس وقت بھی قلم کاغذ منگوایا جا رہا ہے......تو گھر کا فرد علی رضی اللہ عنہ ہے......تو کام تو گھر والے کے ذمہ ہے...... بھائی میں گھر میں بیمار پڑا ہوا ہوں......میرا کوئی دوست ملنے آ جائے...... میں کہوں قلم کاغذ لے آؤ......تو کیا خیال ہے......میرا بیٹا لائے گا......میرا داماد لائے گا...... آنے والا نہیں لائے گا...... یہ تو باہر سے آئے بیٹھے ہیں...... میں تو گھر والے کو کہوں گا...... قلم کاغذ لاؤ......تو حضور ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا ہی نہیں...... کہا ہی علی رضی اللہ عنہ کو ہے

کہ تو لے آ ...... اب وہ حق علی رضی اللہ عنہ کا تھا...... کہ لے آتے ...... لیکن علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اس بیماری کی وجہ سے پریشان تھے...... قلم کاغذ نہ لائے تو عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ کل کو کوئی علی رضی اللہ عنہ پہ الزام نہ لگا دے...... اس لئے علی رضی اللہ عنہ کا بوجھ اپنے سینہ پہ اٹھا کے کہا حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰه ......(۱) یہ علیؓ پہ آنے والے الزام کی صفائی فاروق اعظمؓ نے دی تھی ...... کہ محبوب! قلم کاغذ کی کیا ضرورت ہے؟ ...... یہ تیس پارے قرآن آپ ہمیں دے کے جا رہے ہیں ...... اس کی ترتیب آپ ہمیں بتا کے جا رہے ہیں ...... اور اس کی وضاحت مشکوٰۃ کی روایت میں موجود ہے ...... فرمایا! مجھے خوف ہے کہ میرے بعد کوئی یہ تمنا کرے کہ میں خلیفہ بننا چاہتا ہوں ...... میں نبی ﷺ بتا کے جانا چاہتا ہوں۔ اَنَا وَلَا وَيَابَى اللّٰهُ وَالْمُؤمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْر ...... اللہ بھی انکار کرتا ہے...... اور امت بھی انکار کرتی ہے...... نبی بھی انکار کرتا ہے...... محمد ﷺ کے مصلیٰ پہ صدیق کے سوا کوئی نہیں آ سکتا...... حضور ﷺ یہ دیکھنا چاہتے تھے...... علی رضی اللہ عنہ کو کہا قلم دوات لے کے آ ...... عمر رضی اللہ عنہ نے کہا...... علی پریشان ہے...... محبوب آپ ﷺ نے جو کہہ دیا...... قرآن میں جو ہے۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ ...... قرآن میں جو ہے وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ ...... قرآن میں جو کہے کہ انبیاء علیہا السلام کے بعد صدیقین کا درجہ ہے...... ہم قرآن پہ عمل کر لیں گے لکھ کے دینے کی ضرورت نہیں ...... ہم تیرے بعد صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی لائیں گے...... الزام آنا تھا علی رضی اللہ عنہ پر وکالت کی...... عمر رضی اللہ عنہ نے ...... اس طرف آ ؤ! جہاں میں بات کر رہا تھا...... فرمایا! عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ...... قرآن نے کہا...... ہم نے آپ ﷺ کو قلم سے سکھایا...... وہ کون سا قلم ہے جس سے نبی نے سیکھا ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری ص ۱۱۹، ۴۲۹، ۱۱۰، ج ۱، ص ۶۳۸، ۸۴۹، ج ۲، رقم الحدیث ۷۹، صحیح مسلم ص ۴۲، ج ۲، رقم الحدیث ۳۰۸۹، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، مسند احمد رقم ۱۹۴۴، ۱۸۳۱، ۱۸۳۵

جبرائیل علیہ السلام کا بطور قلم استعمال:

توجہ کرنا! جب کوئی کتاب لکھی جاتی ہے...... دیکھو! یہ کتاب ہے...... اس کو میں نے لکھنا ہے تو لکھوں گا...... قلم سے لیکن قلم خود لکھتا ہے؟ (نہیں) ہاتھ سے لکھا جاتا ہے...... تو نیچے جس پر لکھا جائے وہ کتاب ہے اوپر ہاتھ ہے...... ان دونوں کے درمیان ایک واسطہ ہے...... اس کو کہتے ہیں قلم! اس کی اپنی اکیلے کی کوئی حیثیت نہیں...... جب تک ہاتھ حرکت نہ کرے...... اکیلے کی کوئی حیثیت نہیں...... جب تک نیچے کتاب نہ ہو...... اللہ کہتا ہے اِقْـرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ○...... اور دوسری جگہ اللہ کہتا ہے: محبوب نَـزَّلَـهٗ عَلٰى قَلْبِكَ ○ اَلَـمْ نَشْـرَحْ لَكَ صَـدْرَكَ ○...... محبوب! تیرے سینہ اور تیرے دل کو ہم نے بنایا ہے کاغذ! ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے "الحمد سے والناس" تک سارا قرآن تیرے سینہ پر لکھا ہے...... اور لکھنے کے لئے بطور قلم استعمال کیا ہے جبرائیل علیہ السلام کو، اب یہ جبرائیل علیہ السلام قلم ہے...... استاد نہیں...... وہ قرآن ہے...... یہ قلم ہے...... اگر وہ چیزیں آپ کے سامنے آجائیں...... آپ ہی فیصلہ کریں!...... درجہ قرآن کا زیادہ ہے...... یا قلم کا؟...... (قرآن کا) اگر چہ قرآن لکھا...... قلم سے گیا ہے...... مگر یہ قرآن کا مقابلہ کر سکتا نہیں...... بے شک نبی کے سینہ پہ سارا قرآن لکھا جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے گیا ہے...... لیکن نبی ﷺ کا سینہ قرآن ہے...... اور جبرائیل علیہ السلام قلم ہے...... اس لئے جبرائیل علیہ السلام میرے محمد ﷺ کی عظمت کا مقابلہ کر سکتا نہیں۔ اَلَـمْ نَشْـرَحْ لَكَ صَـدْرَكَ ○...... "پیغمبر! ہم نے آپ ﷺ کا سینہ کھولا ہے"۔

چوتھی دفعہ سینہ کھولنے کی وجہ:

چوتھی دفعہ آپ ﷺ کا سینہ کھلا جب آپ معراج پر جارہے تھے...... اب یہ

معراج تھا کہ یہ جہان اور ہے وہ جہان اور ہے...... یہاں کے حالات اور ہیں...... وہاں کے حالات اور ہیں...... آج کل حاجی حج پہ جارہے ہیں...... تو حج پر جانے سے پہلے کہتے ہیں...... انجکشن لگواؤ!...... کیوں؟ اس لئے کہ یہاں کے حالات اور ہیں...... وہاں کے اور ہیں...... یہاں کی فضا اور ہے...... وہاں کی اور ہے...... کہیں ایسا نہ ہو...... وہاں جا کے اُلجھ جاؤ...... کعبہ نہ دیکھ سکو...... بیمار ہو جاؤ کہ طواف نہ کرسکو...... بیمار ہو کے پڑے رہو...... تمہارا یہ پیسہ ضائع ہو جائے گا...... اس لئے انجکشن لگواؤ!...... اللہ نے کہا...... یہ تو کعبہ دیکھنے کے لئے جاتے ہو...... اتنی محنت کرتے ہو...... میں تو محبوب ﷺ کو عرش اور اپنی قربت کے دیدار کرانا چاہتا ہوں...... اس لئے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ پیارے تیرے سینہ کو کھولا ہے اس میں انوارات و فیوضات وتجلیات رکھی ہیں...... تا کہ تیرا سینہ اس قابل ہو جائے...... کہ یہ تیرا سینہ اللہ کے علوم کا خزینہ بن جائے...... رحمت الٰہی کا گنجینہ بن جائے...... اس لئے تیرے سینہ کو کھولا ہے...... ایک بات کہہ کے اگلی بات شروع کرتا ہوں...... غور سے سننا۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ:

یہ جو شرح صدر کے جتنے واقعات میں نے بیان کئے ہیں...... ان کے راوی سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کوئی نہیں...... کسی صحابی نے نہیں کہا...... کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کا سینہ کھلا ہے...... ان چاروں واقعات میں...... یہ جو رسول اللہ ﷺ کا سینہ بچپن میں کھلا شباب اور جوانی میں کھلا ہے...... اعلان نبوت کے وقت کھلا ہے...... اور معراج کے وقت کھلا ہے...... ان چاروں کے گواہ...... موقع کے شاہد...... ان کے راوی سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کوئی نہیں سوائے اس پہلے واقعہ کے حضرت شیما دوڑی ہوئی گئیں...... لیکن واپس آئیں...... تو حضور ﷺ ٹھیک ٹھاک کھڑے تھے...... کوئی واقعہ نہیں تھا...... تو اس کی بھی وہ گواہ نہیں بن سکیں...... پھر اکیلی عورت ہے...... اس کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے......

اور وہ بھی بنی تھی ...... اب یہ جو چاروں واقعات ہوئے ...... حدیث کی کتابوں میں مفسرین نے اس کو نقل کیا ہے ...... اب اس پہ اجماع ہے ...... کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ...... اس واقعہ نے ایک اور سبق سکھایا ہے ...... وہ یہ کہ یہ آدمی کا وجود سر سے پاؤں تک جو حرکت کرتا ہے ...... اس میں دو چیزیں کارفرما ہیں ...... ایک روح اور دوسرا دل روح ہے تو یہ آنکھیں دیکھتی ہیں ...... روح ہے تو زبان بولتی ہے ...... روح ہے تو ہاتھ کام کاج کرتے ہیں ...... روح ہے تو جسم چلتا ہے۔

سب کچھ روح کرتی ہے ...... روح نہیں تو کچھ بھی نہیں ...... اور دوسرا یہ دل ہے جو اس پورے نظام کو چلاتا ہے ...... اور اس کی ایک خاص حرکت ہے ...... یہ حرکت تیز ہو جائے ...... تب بھی انسان بیمار ہے ...... موت کا خطرہ ہے ...... آہستہ ہو جائے ...... تب بھی بیمار ہو جائے ...... لوگ کہتے ہیں ...... دل کی حرکت بند ہو رہی ہے ...... اور یہ دل ہی ایسی چیز ہے ...... جو سارے نظام کو چلاتی ہے۔ دل کی تکلیف ہے آنکھ صحیح دیکھتی نہیں ...... دل کی تکلیف ہے کسی کی بات سننے کو دل نہیں کرتا ...... دل کی تکلیف ہے محفل میں بیٹھنے کو جی نہیں چاہتا ...... دل کی تکلیف ہے ڈاکٹر کہتے ہیں اس کو کوئی صدمہ کی بات نہ سنانا ...... دل کی تکلیف ہے ڈاکٹر کہتے ہیں اس کو زیادہ چلنے پھرنے نہ دینا ...... اس لئے کہ اس کے دل کا خیال کرو ...... دل صحیح سالم تو سارا نظام صحیح ...... دل اگر غلط ہے تو سب کچھ غلط ہے ...... دل کی حرکت تیز ہو گئی ...... تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا ...... اب دل ہی ہے ...... کہ دل کو سنبھالتا ہے ...... دل ہی سارا کام کرتا ہے ...... اور اللہ کے نبی ﷺ کے جسم میں اس دل کا عجیب کنکشن تھا ...... کہ نبی ﷺ کا جسم یہاں ہے ...... دل وہاں ہے ...... جب یہ دل نکلا ہے ...... فرشتوں نے نکالا ہے ...... طشتری میں رکھا ہے ...... زمزم کے کنویں کے پاس لے گئے ہیں ...... حضور ﷺ یہاں ہیں ...... دل وہاں ہے ...... جسم سے دل جدا ہے اندر ہے حرکت

میں کمی زیادتی آئے تو بندہ مرجاتا ہے یہاں جسم سے نکل کر وہاں چلا گیا ہے سمجھا مسئلہ حیات النبی پر دلیل دے کر جارہا ہوں دل نکل کے وہاں چلا گیا ہے ...... دل وہاں ہے جسم یہاں ہے...... حضور ﷺ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔فرشتے باتیں کرتے ہیں نبی ﷺ ان کی باتوں کو سنتے ہیں...... فرشتے دھوتے ہیں پیغمبر ﷺ آنکھوں سے دیکھتے ہیں...... فرشتے اس کو لاتے ہیں پیغمبر ﷺ اس کو محسوس کرتے ہیں ...... نبی ﷺ کی نگاہ بھی کام کرتی ہے جسم کی پوری حرکت کام کرتی ہے...... نبی ﷺ کے جسم سے دل جدا ہو وجود کی حس میں،حرکت میں،طاقت میں،قوت بینائی میں،سماعت میں کوئی فرق نہیں آیا...... یہاں ایک مسئلہ سمجھایا گیا...... تم اپنی زندگی کے مطابق نبی ﷺ کی زندگی کو نہ سمجھنا...... کہ جیسے ہم ہیں...... ویسے وہ ہیں...... جیسے میں بولتا ہوں...... ویسے وہ ہیں...... جیسے میں دیکھتا ہوں ...... ویسے وہ ہیں...... اوئے تیرا دل اندر ہے...... اس کی حرکت میں فرق آجائے...... تیرا نظام درہم برہم...... اور نبی ﷺ کا دل نکل جائے...... دوسری جگہ چلا جائے...... جسم یہاں پر ہو...... وہ دل وہاں ہے...... یہ جسم حرکت کرتا ہے...... دل وہاں پر ہے...... وجود میں فرق نہیں آتا...... یہی وہ خوبی ہے...... جو اللہ نبی کے جسم میں رکھتا ہے...... پیغمبر اگر قبر میں ہے ...... تو باہر کھڑا ہے...... یہاں پر درود پڑھتا ہے...... نبی کی سماعت میں فرق نہیں آتا...... پیغمبر ﷺ کے درود کے جواب دینے میں بھی فرق نہیں آتا...... کسی جاہل نے کہا...... کیسے کنکشن رہا...... عقل نہیں مانتی...... اب بھی ہم کہیں کہ عذاب قبر حق ہے...... تو کہتے ہیں...... حق ہے...... لیکن یہ قبر ہے ہی نہیں ...... یہ قبر نہیں تو مردے کو کہاں ڈالتے ہو...... اسی کو قرآن نے کہا ہے وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ...... محمد ﷺ! کافر منافق کی قبر پر کھڑا بھی نہ ہو...... اسی کو پیغمبر ﷺ نے کہا اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ ...... یہ جنت کے باغوں میں سے باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا ہے نبی اس کو قبر کہے......

جاہل کہے علیین سجین قبر ہے...... کہتا ہے...... وہ روح کی جگہ ہے...... اور یہ قبر جسم کی جگہ ہے...... اب کہتا ہے...... ان میں جوڑ کوئی نہیں...... ادھر کہتے ہیں...... برزخ کی زندگی حق ہے...... زندگی نام ہے روح اور جسم کے جڑنے کا...... موت نام ہے روح اور جسم کے ٹوٹنے کا...... اگر اس جہان سے مرنے کے بعد قیامت سے اٹھنے سے پہلے روح اور جسم جڑتا ہے...... تو برزخ کی زندگی ہے...... اگر یہ جدا جدا رہتے ہیں...... تو یہ زندگی نہیں ہے...... پھر دھوکہ مت دو!...... کہ ہم برزخ کی زندگی مانتے ہیں...... صاف کہو کہ ہم نہیں مانتے...... اب میں سمجھاتا ہوں...... روح وہاں ہے...... جسم یہاں ہے...... جوڑ کیسے ہے...... اول تو ہم اس کے قائل ہیں...... کہ روح لوٹتی ہے۔

ایک عقلی مثال:

اور اگر کوئی قائل نہ بھی ہو تو تب بھی وہ سمجھے...... ٹی وی دیکھا ہے...... آپ نے آج کل بڑا ترقی کا دور ہے...... ٹی وی وہاں چل رہا ہے...... یہاں اس کے پاس چھوٹا سا ایک ریموٹ ہوتا ہے...... اس نے بٹن دبایا چینل بدل گیا ہے...... دوسرا بٹن دبایا تصویر بدل گئی...... اور بٹن دبایا بند ہو گیا...... اور بٹن دبایا آواز اونچی ہو گئی...... جوڑ کیا ہے...... کوئی ہے...... کنکشن کوئی ہے...... جوڑ؟...... او بدبختو! پندرہویں صدی میں تم یہ ایجاد کر سکتے ہو...... ایک چیز وہاں ہے...... دوسری یہاں ہے...... اس کو حرکت دو...... تو احساس اس کو ہوتا ہے کیا اللہ کی قدرت میں یہ بات نہیں کہ عذاب ثواب روح کو ہوا...... اور احساس جسم کو ہو۔

بہترین استدلال:

اسی کو ایک اور بات سے سمجھاتا ہوں...... قرآن میں ہے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ ٥ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ٥...... اللہ کہتے ہیں

جو جنت میں چاہو گے ملے گا...... جو مانگو گے ملے گا...... اس کے حوالے سے حدیث ہے......
کہ ایک جنتی جنت میں بیٹھا ہوگا...... خوبصورت حسین پرندہ سامنے بیٹھا ہوگا...... اس کا دل
کرے گا کہ میں اس پرندہ کا گوشت کھاؤں۔ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ ...... جو
دل میں آئے گا وہ ملے گا...... اس نے یہ کہا...... وہ پرندہ بھن کے اس کے سامنے آجائے گا
...... اب یہ اس کو کھانا شروع کر دے گا...... کھاتے کھاتے تھوڑا سا بچے گا...... یہ سوچے گا
...... کہ یہ کتنا اچھا بیٹھا تھا...... میں نہ کھاتا تو اچھا تھا...... ویسے ہی میں نے کھالیا ہے......
اب یہ پرندہ بن کے اڑ کے وہاں جا کے بیٹھ جائے گا۔(۱)

جو چیز سمجھانا چاہتا ہوں...... اس کو سمجھیں!...... سوال یہ ہے...... کہ وہ جو پرندہ
بھن کر سامنے آئے گا...... تو بھونتے کس میں ہیں؟...... پکاتے کس میں ہیں...... (آگ
میں) جنت میں آگ ہوگی...... (نہیں) یہ پھر کیسے بھن کر سامنے آئے گا...... سمجھ! اس کی
وضاحت حدیث میں ہے...... حضور ﷺ فرماتے ہیں...... جنت میں جنتی نعمتیں اللہ تمہیں پکی
پکائی دیں گے...... وہ ایسی پکی ہوں گی...... کہ نہ ان کو آگ نے چھوا ہوگا......(۱) نہ ان کو
دھویں نے چھوا ہوگا...... اب اس وقت کے لوگوں نے تو ایمان بالغیب کے طور پر مان لیا تھا
...... اللہ جانتے تھے...... یہ بڑے ظالم لوگ ہیں...... یہ مشاہداتی دنیا والے ہیں...... بڑے
ترقی یافتہ شہروں میں رہتے ہو...... کسی بڑے سٹور پر چلے جاؤ...... کسی بڑی بیکری پر چلے جاؤ
...... ان کے پاس چھوٹی سی مشین ہوتی ہے...... جس کو ''اُودن'' کہتے ہیں...... آپ پلیٹ
میں رکھیں...... گاجر کا حلوہ اس کے اندر رکھ دیں...... اور اس کا بٹن دبا دیں...... کہ اتنا گرم
ہونا چاہئے...... وہ باہر گرم ہو کے آئے گا...... جس پلیٹ میں رکھا ہے...... پلیٹ ٹھنڈی ہے
...... حلوہ گرم ہے...... کاغذ میں رکھا ہے...... لفافے میں رکھا ہے...... مٹھائی کو ڈبہ میں رکھا

(۱) الترغیب والترھیب ص ۵۲۷ ج ۴۔ (۲) الترغیب والترھیب ص ۵۲۷ ج ۴

ہے...... ڈبہ ٹھنڈا ہوگا...... مٹھائی اندر گرم ہوگی...... یہ کیا چیز اس کو گرم کر رہی ہے...... آگ بھی نہیں...... دھواں بھی نہیں...... اور گرم ہو کے سامنے آئی...... دنیا میں آسکتی ہے...... اللہ جنت میں نہیں دے سکتا...... میں بتانا یہ چاہتا ہوں...... کہ اللہ نے ہر نعمت دنیا میں ایسی رکھی ہے...... یہ رحمت کائنات کی خصوصیت ہے۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ ......''پیغمبر ہم نے آپ کا سینہ کھولا ہے''۔

آپ کا بوجھ:

اور دوسری صفت اللہ فرماتے ہیں وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِىٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ ...... اے محبوب آپ ﷺ جو بوجھ اٹھا رہے تھے...... جب کسی پہ بوجھ آتا ہے...... تو بوجھ کی وجہ سے اس کی کمر جھک جاتی ہے...... ٹیڑھی ہو جاتی ہے...... اور ہم دیکھتے ہیں ...... باپ فوت ہو جائے...... بیٹا محسوس کرتا ہے...... ابا کی جدائی کا بوجھ مجھ پر آ گیا ہے...... اس بوجھ کی وجہ سے وہ کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے...... اس کے چہرے پر اس کے اثرات آتے ہیں...... اس کا وجود اس سے متاثر ہوتا ہے...... وہ بوجھ ایک عجیب چیز ہے...... یہ بوجھ ظاہری بھی ہوتا ہے...... روحانی اور باطنی بھی ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کا دین پورے عالم میں:

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِىٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ ...... محبوب ﷺ تجھ پہ دو بوجھ ہم نے ڈالے...... ایک تو وحی الٰہی کا بوجھ...... احکامات الٰہی کا بوجھ...... اللہ کی طرف سے آنے والی وحی...... جو براہ راست اللہ کا کلام ہے...... بغیر کسی واسطہ کے بھی آپ ﷺ پر وحی اتاری ہے...... ایک اس کا بوجھ تھا...... اور پھر دوسرا یہ بوجھ بھی پیغمبر تیرے حصہ میں آیا...... کہ اس وحی کو دنیا میں تو نے پھیلانا بھی ہے...... ہر نبی کوئی قوم کا نبی، کوئی بستی کا نبی، کوئی

شہروں کا نبی، تو بین الاقوامی نبی، عالمی نبی مشرق و مغرب کا نبی ﷺ، شمال سے جنوب تک کا نبی ﷺ، عرش سے تحت الثریٰ کا نبی ﷺ، پوری انسانیت کا نبی ﷺ قیامت تک آنے والی انسانیت کا نبی ﷺ ہے...... آپ پہ یہ بوجھ ہے کہ آپ کا یہ دین پورے عالم میں پھیلے...... چاردانگ عالم میں پھیلے...... پوری انسانیت میں پھیلے...... یہ بوجھ پیغمبر ﷺ کو محسوس ہورہا تھا...... اللہ تو نے دعوت ذمہ تو لگائی ہے...... حال تو یہ ہے...... کہ مکہ والے رہنے نہیں دیتے...... گھر والے نکال رہے ہیں...... مدینہ میں مشکلات آرہی ہیں...... دنیا میں دین کیسے پھیلے گا؟ رب کہتا ہے:...... پیغمبر ﷺ نہ گھبرا!

آسمان وزمین کا بوجھ:

وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ۝ الَّذِيٓ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ۝...... بوجھ بہت زیادہ ہے...... مگر ہم تیرے بوجھ کو ہلکا خود کر رہے ہیں...... کیسے ہلکا ہوا؟...... بوجھ وزنی تھا...... ہلکا کیسے کیا؟...... وزر کہتے ہیں بوجھ کو...... اللہ کہتے ہیں...... تیرا بوجھ ہم نے ہلکا کیا...... یہ جو لفظ وزیر ہے...... یہ بھی اسی وزر سے ہے...... وزیر کو وزیر بھی اسلئے کہتے ہیں...... کہ وہ بادشاہوں کے بوجھ اپنے سر پر اٹھاتے ہیں...... ایک بادشاہ ہے...... اس کے ذمہ سارے کام ہیں...... یہ وزیر جج بن گئے...... کہ یہ جو کام بادشاہ کے ذمہ تھا...... انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا ہے...... یہ وزیر قانون بن گئے...... بادشاہ کے ذمہ قانون کا کام تھا...... انہوں نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا ہے...... یہ وزیر خوراک بن گئے...... خوراک کا انتظام بادشاہ کے ذمہ تھا...... وہ انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا ہے...... اب بادشاہ کا کام تقسیم ہوگیا...... اس کے سر سے بوجھ ہلکا ہوگیا...... بہت بوجھ تھا...... یہ کیسے کام کروں گا...... ایک ایک ضلع میں اپنا نمائندہ بنا دیا...... ایک ایک صوبہ میں اپنا نمائندہ بنا دیا...... بوجھ ہلکا ہوگیا...... حضور ﷺ کی نبوت زمین میں بھی ہے...... اور آسمان میں بھی...... یہاں بھی ہے...... وہاں بھی ہے......

عالم دنیا میں بھی ہے...... عالم بالا میں بھی ہے...... اللہ کہتا ہے...... محمد ﷺ ہم نے تیرا بوجھ کیسے ہلکا کیا...... یہاں بادشاہوں کے وزیر ہوتے ہیں...... ہم نے تجھے بھی وزیر دے دیئے ہیں...... ہم نے دو وزیر آپ کو آسمانوں میں دے دیئے اور دو وزیر آپ کو زمین پہ دیئے......(۱) یہ جو بوجھ آپ ﷺ کے سر پر تھا۔ہم نے آپ ﷺ کے وزیروں کے سر پر ڈال دیا ہے...... ان وزیروں کی وجہ سے آپ ﷺ کا بوجھ ہلکا کیا ہے...... جو آسمانوں کا بوجھ تھا...... وہ جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام کے حوالہ کر دیا...... جو زمین کا بوجھ تھا...... وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا ہے...... جب کوئی آدمی بادشاہ بنتا ہے...... تو سب سے پہلے اسے دو وزیروں کی ضرورت ہوتی ہے...... ایک وہ وزیر جو مذہبی نظام سنبھال سکے...... دوسرا وہ وزیر جو انتظامی امور سنبھال لے...... باقی کاموں کے وزیر بعد میں بنتے رہتے ہیں...... جونہی پیغمبر ﷺ کے سر پر نبوت کا بوجھ آیا...... تو اللہ نے سب سے پہلے دو وزیر چُن کے دے دیئے...... ایک مذہبی نظام سنبھالے ایک انتظامی امور سنبھالے۔

مذہبی بوجھ:

پہلے پہل مذہبی وزیر آیا...... حضور ﷺ نے ابھی دعوت دی...... تو ابوبکرؓ نے کلمہ پڑھا...... اور پوچھا ما شغلی ...... میرا کیا کام ہے؟...... فرمایا جو میرا کام ہے...... وہ تیرا کام ہے...... جو بوجھ میرے سر پر ہے وہ تیرے سر پر ہے...... اب پیغمبر نے اکیلے ابوبکر کو دعوت دی ہے...... اب صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے...... اور دوکان پر گئے...... اب یہ نبی ﷺ کا بوجھ ہے...... جو ہلکا ہو رہا ہے۔عثمان رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا ہے...... طلحہ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا ہے...... زبیر رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا ہے...... سعد رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا ہے۔

---

(۱) جامع الترمذی ص۲۰۹ ج۲ رقم الحدیث ۳۶۱۲، کنز العمال ص۲۵۶ ج۱۱ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان

سعید رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا ہے..... ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا ہے..... عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا ہے...... (۱) پہلے ہی دن کلمہ پڑھا کے شام کو چھ یا سات آدمیوں کو لے کر آئے۔

اللہ کہتے ہیں وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○..... محمد ﷺ بوجھ تو تجھ پہ تھا..... ہم نے صدیق رضی اللہ عنہ وزیر دے کے تیرے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے ..... صرف یہ نہیں سارے مذہبی معاملات چلتے جایئے..... وحی کی ابتداء تھی..... بوجھ نبی ﷺ نے اٹھایا..... صدیق رضی اللہ عنہ نے اب یہ بوجھ آگے چلایا ہے..... اللہ کے محبوب ﷺ رحمت کائنات امام الانبیاء معراج پر گئے ہیں..... محبوب ﷺ واپس آتے ہیں..... اب یہ معراج پر جانا اور آنا..... اس کو دنیا میں بتانا / اور اس بوجھ کو سر پہ اٹھانا..... اس کے حوالہ سے جتنے لوگ اعتراضات کریں گے..... وہ بوجھ بھی نبی ﷺ کے سر پہ آئے گا..... اللہ نے کہا محبوب ﷺ نہ گھبرا..... اس لئے آسمانوں پہ کہہ دیا تھا اِنَّ قَوْمِیْ لَا یُصَدِّقُوْنِیْ فَقَالَ لَهٗ جِبْرَائِیْلُ! بَلْ یُصَدِّقُكَ اَبُوْبَكْرِ الصدیق ○ ...... ''صدیق رضی اللہ عنہ جب سب تجھے جھٹلائیں گے..... محمد ہم تجھے وزیر دے رہے ہیں...... (۲) صدیق رضی اللہ عنہ جو بن دیکھے تیرے معراج کی تصدیق کر کے تیرے بوجھ کو ہلکا کرے گا''۔

امامت مذہب کا مسئلہ تھا..... بوجھ صدیق رضی اللہ عنہ نے اٹھایا..... معراج مذہب کا مسئلہ تھا..... بوجھ صدیق رضی اللہ عنہ نے اٹھایا..... ہجرت مذہب کا مسئلہ تھا..... ارے اور تو بوجھ اپنی جگہ پر خود نبی ﷺ کو صدیق رضی اللہ عنہ نے اٹھایا..... مدینہ پہنچے..... ہر

(۱) ریاض النضرۃ لمحب الطبری ص ۵۷ مطبوعہ ص ۵۷ مطبوعہ مصر، زرقانی ص ۴۵۷ ج ۱، مطبوعہ بیروت، سیرۃ النبی شبلی نعمانی ص ۱۳۴ ج ۱ مطبوعہ لاہور، سیرۃ مصطفیٰ ص ۱۵۸ ج ۱، مطبوعہ دھلی، رحمۃ اللعالمین ص ۵۶ ج ۱، المواہب اللدنیہ ص ۴۵۷ ج ۱ مطبوعہ بیروت، (۲) کنز العمال ص ۲۲۹ ج ۱۲، سیرت حلبیہ ص ۱۰۵ ج ۲، اردو فضائل صحابہ للامام احمد بن حنبل ص ۱۴۰ ج ۱ مطبوعہ مکۃ المکرمہ

موڑ پہ حضور ﷺ بدر میں پہنچے...... رو رہے ہیں...... بڑا بوجھ ہے...... اللہ کل کیا بنے گی...... کافر مقابلے میں کھڑے ہیں...... اور پیغمبر ﷺ کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے...... کہ وہ پتھر تر ہو گیا...... یہ نبوت پہ جو بہت بڑا بوجھ محسوس ہو رہا تھا...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا کندھا پکڑ کر کہا...... محمد کریم ﷺ! نہ رو تیرے رونے نے اللہ کا عرش ہلا دیا ہے...... آسمان سے فرشتے اترتے ہم نے دیکھے ہیں...... محبوب ﷺ سر اٹھایئے!...... اللہ کی مدد آ چکی ہے...... یہ بوجھ ہلکا ہوا ہے...... رسول اللہ کا آپ تمام میدان میں چلے جایئے...... یا رو تبوک میں کفر کا مقابلہ کرنا ہے...... کون چلتا ہے...... اللہ نے کہا یہ وزیر کس لئے دیئے ہیں...... جو گھر میں جھاڑ و دے کے سب کچھ تیرے قدموں میں لا رہا ہے۔(۱) وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِىْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○...... حج مذہب کا مسئلہ تھا...... یہ مذہبی وزیر بتا رہا ہوں...... یہ کیسے کیسے کام کر رہے ہیں...... حج فرض ہوا تو سب سے پہلے امیر حج ابوبکر رضی اللہ عنہ بنے ہیں۔

حضور ﷺ دوسرے سال حج پر گئے ہیں...... پہلے سال ابوبکر رضی اللہ عنہ گیا ہے...... امامت مذہب کا مسئلہ تھا...... اس لئے حضور ﷺ نے مذہبی بوجھ صدیق رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھا۔ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ......(۲) صدیق رضی اللہ عنہ کو کہو...... میرے مصلیٰ پہ کھڑے ہو کے نماز پڑھائے...... اماں عائشہؓ کہتی ہیں۔ اِنَّهٗ رَجُلٌ رَفِيْقٌ ...... ''میرا ابا بڑا نرم دل ہے...... آپ ﷺ کے مصلیٰ کو خالی دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گا''۔ فرمایا اَنــــــا

---

(۱) جامع ترمذی ص ۲۰۸ ج ۲ رقم ، مشکوۃ ، زرقانی ص ۶۴ ج ۳ بیروت...... کنز العمال ص ۲۲۱ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(۲) صحیح البخاری ص ۹۳، ۹۹ ج ۱ ، ص ۶۹۳ ج ۲ ، صحیح مسلم رقم ۶۳۰، ۶۲۹ ، موطا امام مالک رقم ۴۷۴ ، دارمی رقم ۱۲۲۹ ، ترمذی ص ۲۰۸ ج ۲ ، کنز العمال ص ۲۵۰ ج ۱۱ ، فضائل الصحابہ ص ۱۰۸ ج ۱ ، نووی شرح مسلم ص ۱۷۹ ج ۱ ، فتح الباری ص ۱۲۴ ج ۲ ، ابن ماجہ ص ۸۸ رقم ۱۶۰۷، ۱۲۲۳، ۱۲۲۲ ، مسند احمد بن حنبل رقم ۲۲۳، ۲۲۹۳ ، طحاوی ص ۱۹۷ ج ۱ ، سنن الکبریٰ بیہقی ص ۸۱ ج ۳ ، البدایہ والنہایہ ص ۲۴۴ ج ۵ ، سیرۃ حلبیہ ص ۳۸۲ ج ۱

وَلَا وَیَأْبِیَ اللّٰهُ وَالْمُؤمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ ......خبردار! زنان مصر کی طرف تم مجھے بہکانے کی کوشش کرتی ہو......اللہ اور محمد ﷺ اور امت انکار کرتی ہے...... نبی کے مصلیٰ پہ صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہیں آ سکتا......اللہ کا فیصلہ ہے......محمد ﷺ بوجھ تیرا صدیق کے سر پہ آئے ......اور صدیق رضی اللہ عنہ تیرے بوجھ کو ہلکا کرے......ایک بات یاد آ گئی ہے...... وہ بھی سن لیں......ابوبکر رضی اللہ عنہ جب مصلیٰ پر نماز پڑھا رہے تھے......حضور ﷺ کی عدم موجودگی میں تو آخری نماز میں حضور ﷺ مسجد میں آئے......سامنے حجرہ سے نکل کر اگلی صف کے سامنے سے حضور ﷺ آئے......ساری امت نماز میں ہے...... جو اس وقت مدینہ میں تھے......تین آدمی نماز میں نہیں تھے......اس وقت ایک نبی ﷺ نہیں تھے......ایک علی رضی اللہ عنہ نہیں تھے......ایک عباس رضی اللہ عنہ نہیں تھے......حضور ﷺ آئے......ایک طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ......اور دوسری طرف سیدنا عباس رضی اللہ عنہ دونوں کے کندھوں پر آپ نے ہاتھ رکھا ہوا تھا......اور اس حالت میں آپ مسجد میں تشریف لائے...... جونہی حضور ﷺ آئے......حضور ﷺ کے آنے کی آہٹ محسوس کی ابوبکر نے...... پورا ماحول خوشبو سے معطر ہو گیا......ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اللہ کے نبی کے آنے کا پتہ چلا......تو ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے......ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھ کر......حضور ﷺ نے فرمایا ......مشکوٰۃ کی روایت کے الفاظ ہیں علی مکانك یا ابابکرؓ ......صدیق! اپنی جگہ ٹھہر...... جگہ نبی کی تھی......مصلیٰ نبی کا تھا......کہنا چاہئے تھا......کہ میری جگہ پر ٹھہرا رہ......میرا مصلیٰ ہے......تو اس پر کھڑا رہ......یہ نہیں کہا......میری جگہ ٹھہر! علی مکانك یا ابابکرؓ......صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ ٹھہر......دنیا کے تصور میں آ سکتا تھا......کہ اگر بھتیجا محمد ﷺ دنیا سے چلا جائے......تو عباس رضی اللہ عنہ کے کندھے پر بوجھ آئے گا......اگر بھائی محمد ﷺ چلا جائے...... بھائی علیؓ اس بوجھ کو سنبھالے گا......میرے نبی ﷺ دونوں کے

کندھوں پہ ہاتھ رکھ کے کہتے ہیں...... چچا عباس رضی اللہ عنہ تو بھی سن...... بھائی علیؓ تو بھی سن...... میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سر پہ یہ بوجھ رکھ کے کہتا ہوں۔ علی مکانک یا ابابکرؓ...... صدیق رضی اللہ عنہ اب تک مصلیٰ میرا تھا...... آج کے بعد تیرا ہے...... اب تک امام امت کا میں تھا...... اب تو ہے...... علی رضی اللہ عنہ بھی گواہ ہے...... کہ امام تو ہے...... عباس رضی اللہ عنہ بھی گواہ ہے...... کہ امام تو ہے...... یہ جگہ تیری ہے...... تو ٹھہر...... ایک اور بات سمجھو! قرآن قیامت تک امت کے لئے محفوظ کرنا تھا...... بڑا بوجھ تھا...... اور یہ ذمہ نبی کے تھا...... لیکن یہ بوجھ صدیق رضی اللہ عنہ نے اٹھایا ہے...... ختم نبوت کی حفاظت کا بوجھ صدیق رضی اللہ عنہ نے اٹھایا ہے...... یہ تمام مذہبی امور تھے...... جو سارے کے سارے صدیق رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئے...... اللہ کہتے ہیں...... محمد ﷺ بوجھ زیادہ تھا...... یہ وزیر ہم نے تجھے دیئے ہیں...... جنہوں نے اس بوجھ کو اٹھایا ہے۔

"وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ۝ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ" کی تفسیر میں لکھا ہے...... کہ ابوبکر و عمرؓ نبی ﷺ کے دو وزیر تھے...... جو اس آیت کا مصداق بنے ہیں...... جنہوں نے نبی ﷺ کا سارا بوجھ اٹھایا ہے...... اب دوسرے وزیر جو تھے۔

انتظامی امور کا بوجھ:

انتظامی امور کے اگر بات اس طرف لے جاؤں...... تو لمبی ہو جائے گی...... کم از کم بائیس مقام ایسے ہیں...... جو بوجھ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے سر پہ اٹھایا ہے...... سوال نبیؐ سے ہوتا تھا...... عمر رضی اللہ عنہ بولتا تھا...... اللہ جواب بنا کر قرآن بھیجتے تھے...... اور پھر انتظامی امور میں لوگوں کو خوراک پہنچانی ہے...... پانی کا انتظام کرنا ہے...... نظام مملکت کو سنبھالنا ہے...... اس لئے عمر رضی اللہ عنہ اکیلا آدمی ہے...... جو عناصر اربعہ کا حکمران ہے۔

آگ پر بھی حکومت کی ہے...... پانی پر بھی حکومت کی ہے...... ہوا پر بھی حکومت

کی ہے...... زمین پر بھی حکومت کی ہے...... زمین پہ درہ مارا ہے زمین ہلنے سے رک گئی ہے...... پانی کو خط لکھا ہے تو سمندر چلنا شروع ہو گیا ہے...... آگ کی طرف کپڑا پھینکا ہے آگ رک گئی ہے...... اسی طریقہ سے آگ نے کہا مانا ہے...... پانی نے کہا مانا ہے...... یا ساریۃ الجبل کے جملے کہے تو ہوا پیغام لے کے گئی ہے...... اور پھر انتظامی امور میں کندھے پر بوریاں رکھ کر رات کو لوگوں کے گھر عمر رضی اللہ عنہ پہنچانے جایا کرتے تھے...... یہ وہ بوجھ تھا...... جو نبی ﷺ کا ہلکا ہوا ہے...... تیسری صفت جو اللہ نے بیان کی...... اللہ کہتا ہے...... وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ...... اللہ کہتا ہے...... محبوب! ہم نے آپ کا تذکرہ بہت اونچا کیا ہے...... معنیٰ سمجھو! ورفعنا اور اونچا اٹھایا...... ہم نے بلند کیا؟...... وَرَفَعْنَاكَ نہیں...... لَكَ ہے...... ذِكْرَكَ یہ لک کیا ہے...... اس کو سمجھو!...... پیارے تجھے خوش کرنے کے لئے، پیارے تیری عظمتوں کو اجاگر کرنے کے لئے، پیارے تیری رفعتوں کو بلند کرنے کے لئے، پیارے تیرا چرچا کرنے کے لئے محمد ﷺ تجھے خوشی اور راضی کرنے کے لئے ہم تیرے نام کو اونچا کر رہے ہیں۔

حضور کے ذکر کا منکر:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ...... شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر عثمانی میں ہے...... کہ جس وقت یہ آیت کریمہ جبرائیل علیہ السلام لے کے آئے...... تو حضور ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام! اللہ سے پوچھ کہ تو نے میرا نام کیسے اونچا کیا ہے...... تو فوراً جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے...... اللہ نے کہا میرے محبوب کو کہہ...... جہاں میرا ذکر وہاں تیرا ذکر...... جہاں میرا تذکرہ ہوگا...... وہاں تیرا تذکرہ ہوگا...... کلمہ میں میرا ذکر ہوگا۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ...... تیرا ذکر بھی ہوگا...... شہادت میں میرا ذکر ہوگا ساتھ تیرا ذکر ہوگا...... اذان میں میرا ذکر ہوگا ساتھ تیرا ذکر ہوگا...... عبادت میں میرا ذکر ہوگا اطاعت میں تیرا ذکر

ہوگا......نام میرا ہوگا آ دائیں اور کام تیرا ہوگا......محبوب ﷺ جہاں میرا تذکرہ وہاں پہ تیرا تذکرہ......دنیا میں میرا تذکرہ ساتھ تیرا تذکرہ......عالم میثاق میں میرا تذکرہ ساتھ تیرا تذکرہ......عالم دنیا میں میرا تذکرہ ساتھ تیرا تذکرہ......قبر کے سوال جواب میں میرا تذکرہ ساتھ تیرا تذکرہ......میدان محشر میں میرا تذکرہ ساتھ تیرا تذکرہ...... میرے محبوب ﷺ خطبہ میں امام کی زبان پر تذکرہ ساتھ تیرا تذکرہ، وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ......کوئی عالم ایسا نہیں جہاں میرا تذکرہ ہو تیرا نہ ہو...... جہاں میرا نام ہوگا وہاں تیرا نام ہوگا...... بلکہ علماء اگر مجھے اجازت دیں تو میں اپنے ذوق کی ایک بات کہتا ہوں......وہ یہ ہے کہ دنیا میں اللہ کے منکر تو ہیں۔جو کہتے ہیں اللہ نہیں اللہ کے وجود کے منکر ہیں......جو کہتے ہیں اللہ ہے ہی نہیں......لیکن کائنات میں ایسا کوئی نہیں جو یہ کہے محمد ﷺ ہے ہی نہیں......اتنا نام اونچا ہوا ہے کہ اللہ کے وجود کے منکر تو ہیں......لیکن نبی ﷺ کے وجود کا منکر کائنات میں کوئی نہیں۔

دشمن ہے تب بھی میرے نبی ﷺ کا تذکرہ کرے گا......محسن ہے تب بھی نبی ﷺ کا تذکرہ کرے گا......اپنا ہے تب بھی نبی ﷺ کا تذکرہ کرے گا...... بیگانہ ہے تب بھی ذکر کرے گا......اور اس تذکرے کو اتنا اونچا کیا......کہ نام کو اتنی عظمت بخش دی......نام اتنا حسین بنایا نام ہے محمد ﷺ......سب سے زیادہ تعریفوں والا......یہ نام ہی ایسا ہے......دشمن بھی کہے تو تعریف ہی ہوگی......مذمت نہیں آئے گی......نہیں مانتا کوئی نہ مانے......کس کو نہیں مانتا؟......کہے گا محمد ﷺ کو......محمد ﷺ کا معنی تعریفوں والا......سننے والے کہیں گے......کیسا پاگل ہے......ادھر کہتا ہے......تعریفوں والا اوپر کہتا ہے......مانتا نہیں......اللہ نے نام میں وہ حسن رکھا ہے......اور پھر یہ جتنے عالم ہیں......جہان ہیں......ہر جہان میں اللہ نے حضور ﷺ کا تذکرہ کیا ہے وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ سب سے زیادہ آپ کا تذکرہ ہے۔

حضور ﷺ کے دو ذاتی نام:

ایک بات اور سمجھیں!...... دنیا میں ہر ایک کا ذاتی نام ایک ہوتا ہے...... عبدالکریم ایک نام ہے...... عبدالرحمٰن ایک نام ہے...... عبدالقیوم ایک نام ہے...... ابوبکر ایک نام ہے ...... ہر ایک کا ذاتی نام ایک ہوتا ہے...... اللہ کا ذاتی نام ایک ہے...... اور حضور ﷺ کے ذاتی نام دو ہیں...... سوال یہ ہے کہ اللہ کا نام تو ایک ہے...... حضور ﷺ کے نام دو کیوں ہیں؟...... سب کے ذاتی نام ایک ہیں...... حتیٰ کہ اللہ کا بھی ایک ہے...... باقی سب صفتیں ہیں...... اور حضور ﷺ کے ذاتی نام دو ہیں...... کیوں ہیں؟...... اس کو سمجھیں! اس لیے کہ اللہ نے ...... محبوب میں اتنے حالات رکھے ہیں...... کہ وہ ایک نام سے پورے نہیں ہوتے...... کیا مطلب؟...... محمد ﷺ کے معنی ہیں...... سب سے بڑھ کر تعریف کے قابل اپنے بیگانے جن دشمن عرشی فرشی قریب کے دور کے سب جس کی تعریف کریں...... اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں...... بلکہ یوں کہیں...... کہ اللہ جس کی تعریف کرے...... اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں...... اب جب محمد ﷺ کہا۔ یہ تو پتہ چل گیا کہ اللہ اس کی تعریف کرتا ہے...... یہ پتہ چل گیا کہ جبرائیل اس کی تعریف کرتا ہے...... یہ پتہ چل گیا کہ فرشتے اس کی تعریف کرتے ہیں...... یہ پتہ چل گیا کہ مخلوق اس کی تعریف کرتی ہے...... لیکن یہ پتہ نہ چلا کہ یہ بھی کسی کی تعریف کرتا ہے یا نہیں......؟ وہ بھی کسی کے دروازے پہ جھکتا ہے یا نہیں...... یہ بھی کسی کو خالق کہتا ہے یا نہیں...... یہ بھی کسی کو مالک مانتا ہے یا نہیں...... یہ بھی عبد بن کے کسی معبود کے دروازے پہ جھکتا ہے یا نہیں...... یہ کیسے پتہ چلے گا؟...... اس لئے ایک اور نام کی ضرورت تھی...... وہ نام ہے احمد ﷺ...... احمد ﷺ کے معنی ہیں...... سب سے بڑھ کر جو رب کی تعریف کرے...... اس کو احمد ﷺ کہتے ہیں...... اور رب سب سے بڑھ کر جس کی تعریف کرے...... اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں...... جو سب سے زیادہ رب کی تعریف کرے...... اس کو احمد ﷺ کہتے ہیں...... اور

جس کی سب سے زیادہ رب تعریف کرے اس کو کہتے ہیں محمد ﷺ اب ایک بات اور سن لیں!

حضور ﷺ احمد کیسے بنے؟:

حضور ﷺ احمد پہلے ہیں...... محمد ﷺ بعد میں ہیں...... پہلے رب کی تعریف انہوں نے کی ہے...... تو احمد ﷺ بنے ہیں...... پھر رب نے ان کی تعریف کی ہے...... محمد ﷺ بنے ہیں...... نوح علیہ السلام کتنے سال دعوی دی ہے؟...... ۹۵۰ سال اور حضور ﷺ نے ۲۳ سال...... جس نے ۹۵۰ سال اللہ کی تعریف کی...... وہ احمد نہیں بنا وہ رہا نوح علیہ السلام اور یہ ۲۳ سال والا احمد ﷺ کیسے بن گیا؟...... احمد ﷺ کا معنی سب سے زیادہ رب کی تعریف کرنے والا...... جو ۹۵۰ سال تک پتھر کھاتا ہے...... طوفان میں رہتا ہے...... مشکلات برداشت کرتا ہے...... ایک ایک کے دروازے پر جاتا ہے...... اور وہ اتنی تعریف کر کے بھی احمد نہیں بنا...... یہ ۲۳ سال میں احمد ﷺ بنا یہ کیا حکمت ہے؟ یہ ایک مدرسہ ہے...... جہاں ہم بیٹھے ہیں...... مولانا اعجاز صاحب اس کے مہتمم ہیں...... انہوں نے محنت کی ہے...... اس درسگاہ میں ایک شاگرد کو پڑھایا ہے...... اب جو بچہ یہاں سے تیار ہوا ہے...... اس نے آگے ایک ہزار کو پڑھا دیا ہے...... اب وہ جوان کا شاگرد ایک ہزار کو پڑھا چکا ہے...... وہ ہزار کو پڑھا کر بھی استاد کا مقابلہ کر سکتا ہے...... (نہیں) وہ لاکھوں کو پڑھائے...... تب بھی مقابلہ نہیں کر سکتا...... اس لئے کہ بنیاد تو اس نے رکھی ہے...... اب احمد ﷺ کے معنی ہیں...... سب سے بڑھ کر رب کی تعریف کرنے والا بھائی شاگرد جتنی بھی تعریف کرے...... استاد کے کھاتے میں جائے گی...... علم استاد کا کہلائے گا...... فضیلت استاد کی کہلائے گی...... تصوف استاد کا کہلائے گا...... عظمت استاد کی ہوگی...... وہ کتنا مقام حاصل کرے...... کتنا بڑا کیوں نہ شیخ طریقت بن جائے...... لاکھوں اس کے مرید بن جائیں...... لیکن استاد کے اس تقدس کا مقابلہ نہیں کر سکتا...... کہ جس کی نگاہ میں برکت سے اللہ نے اس کو اتنی عزت دی

ہے...... یہ جتنا بڑا بن جائے پر سکھایا تو انہوں نے ہے......اب ایک بات سمجھنا کہ ساری کائنات کو اللہ کی تعریف سکھانے والے محمد ﷺ ہیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں ......قرآن میں بھی ہے...... کہ اللہ نے عالم میثاق میں پوری انسانیت کی روحوں کو جمع کر کے ایک سوال کیا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ...... کیا میں تمہارا رب ہوں؟...... ممتحن جب امتحان لیتا ہے......لڑکا کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو......لیکن ایک دم وہ ڈر جاتا ہے...... جتنا بھی ذہن ہو سہم جاتا ہے ......اب اللہ نے پوچھا میں تمہارا رب ہوں؟ ......کسی میں کیا طاقت تھی کہ سامنے بولے......حدیث میں آتا ہے......سب کے سب چپ تھے......فرمایا! میں اس وقت اپنے اللہ کے بالکل سامنے تھا...... جب کوئی نہیں بولا سب چپ تھے......فرمایا! انا اول میں سب سے پہلا تھا......جس نے کہا بَلٰی شَہِدْنَا ......اللہ ہم اقرار کرتے ہیں......تو ہمارا رب ہے......فرمایا! جب میں نے کہا کہ تو رب ہے مجھ سے سن کر! پھر بابا آدم علیہ السلام نے کہا اللہ تو ہمارا رب ہے......پھر نوح علیہ السلام نے کہا اللہ تو ہمارا رب ہے......یحییٰ، زکریا، دانیال اور یونس علیہم السلام ان سب نے کہا تو ہمارا رب ہے......پھر صدیقین شہداء صالحین نے کہا......تو ہمارا رب ہے......ارے ساری کائنات نے رب کو رب تب مانا ہے...... جب شاہ عرب نے مانا ہے......گویا اللہ کے رب ہونے کا سبق سکھانے والے محمد کریم ﷺ ہیں......ان سے سیکھ کر نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال دعوت دی ہے......مگر سکھایا تو میرے محمد ﷺ نے ہے۔آدم علیہ السلام جتنی تبلیغ کرے ......سکھایا تو میرے محبوب ﷺ نے ہے۔خلیل علیہ السلام جتنا تذکرہ کرے سکھایا تو میرے محبوب ﷺ نے ہے۔زکریا علیہ السلام جتنی تعریف کرے سبق تو میرے محبوب ﷺ نے دیا ہے۔ اس لئے یہ احمد ﷺ ہے......کہ کائنات میں جتنے لوگ تعریف کرتے رہیں گے ......ان کا استاد محمد ﷺ ہے......اور شاگرد ہزاروں کی تعداد میں بن جائیں......علم استاد کا

چل رہا ہوتا ہے......فضیلت استاد کی بڑھ رہی ہوتی ہے......عظمت اسی کی ہوتی ہے...... خراج عقیدت اسی کو پیش کیا جاتا ہے......اس لئے حضور ﷺ احمد کہ سب سے بڑھ کر رب کی تعریف کرنے والے ہیں...... کہ دنیا میں جتنی تعریف کوئی کرے گا......اس نے سیکھی میرے محمد ﷺ سے ہے......سب کا ثواب میرے محمد ﷺ کے کھاتے میں جائے گا......اس لئے حضور ﷺ احمد ہیں...... جو سب سے بڑھ کر حضور ﷺ کی تعریف کر رہے ہیں...... حضور ﷺ جب بنے احمد ﷺ تو سب کو رب کا تعارف کروایا۔

احمد اور محمد:

جلسہ ہو رہا تھا......مولانا اعجاز صاحب نے بڑے اچھے انداز میں اپنے مہمانوں کا تعارف کروایا...... کہ مولانا شعیب صاحب آئے......مولانا عبدالکریم صاحب آئے...... ہر عالم کا ان کی حیثیت کے مطابق، ان کے انداز کے مطابق، ان کی شخصیت کے مطابق، انہوں نے تعارف کروایا...... نئے لوگ جتنے تھے......ان کو یہ تو پتہ چل گیا......کہ یہ خواجہ محبوب صاحب ہیں...... یہ خواجہ عبدالماجد شعیب ہیں......اب جلسہ ختم ہونے کے بعد کچھ لوگ ہوں گے...... جو یہ کہیں گے کہ مہمانوں کے بارے میں تو پتہ چل گیا......لیکن جو تعارف کروا رہا تھا......وہ کون تھا......اس کا انداز بہت اچھا تھا......اس نے تعارف کرانے میں کمال کر دیا......اس کا پتہ کرو......وہ کون ہے...... جب حضور ﷺ نے کہا بَلٰی شَھِدْنَا ......اللہ تو ہمارا رب ہے......اور سب نے کہا......تو ہمارا رب ہے......تو سب نبی کہنے لگے......اللہ تیرا پتہ تو چل گیا......تو ہمارا رب ہے......لیکن یہ تو بتا......جس نے تیرا تعارف کرایا ہے......وہ کون ہے...... یہ تو پتہ چلا کہ تو رب ہے۔تو رب العالمین ہے......تو ارحم الراحمین ہے......تو احکم الحاکمین ہے...... تو رب العرش العظیم ہے......تیری عظمتوں کا تو پتہ چلا......لیکن جو تیرے متعلق کہہ رہا تھا......بَلٰی شَھِدْنَا......اس کا تو بتا......وہ کون ہے

؟جب رب کا تعارف کرالیا...... تو احمد ﷺ نے...... اور اب اللہ نے کہا...... آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں...... یہ کون ہے...... اس نے پھر نبیوں کو اکٹھا کیا...... ہر ایک نہ آئے...... خاص لوگوں کو اکٹھا کیا...... یہ ایسا نہیں کہ ہر ایک کو تعارف کرایا جائے...... یہ خاص لوگ ایک طرف ہوجائیں...... ان کو جمع کر کے کہا اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۝...... نبیو رسولو! تمہارے سر پر نبوت کا تاج رکھوں گا...... اسی کو میں سب کے آخر میں بھیجوں گا...... اس کے سر پہ ختم نبوت کا تاج سجاؤں گا...... تمہاری ذمہ داری ہوگی...... جہاں میری ربوبیت کا اعلان کرو...... اپنی نبوت کا اعلان کرو...... اس کی ختم نبوت کا اعلان کرنا...... اس کے تذکرے کرنا...... اس کا نام بتانا...... میں بھی اس کی تعریف کر رہا ہوں...... تم بھی اس کی تعریف کرنا...... جب اس نے میری تعریف کی ہے...... میں نے اس کو احمد کہا ہے...... اب میں اس کی تعریف کر کے اس کو محمد ﷺ بناتا ہوں۔

محمد ﷺ کی عظمت کا چرچا:

اللہ نے کہا یہ وہ ہے...... اب تم مجھ سے ایک وعدہ کرو...... پکا وعدہ کرو میرے ذکر کے ساتھ اس کا تذکرہ بھی کرو گے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ...... یہ وعدہ کرو...... جہاں میرا ذکر ہوگا...... وہاں اس کا بھی ذکر ہوگا۔ ءَ اَقْرَرْتُمْ...... "تم اقرار کرتے ہو"۔ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ...... میرے ذوق کا ترجمہ یہ ہے...... اللہ کے نبیو! ہاتھ کر کے پکا وعدہ کرو...... محمد ﷺ کی عظمت کا چرچا تم کرو گے...... تم یہ وعدہ کرو...... کہ اللہ جہاں ہم تیرا تذکرہ کریں گے...... اس کے ساتھ تیرے محبوب ﷺ کا تذکرہ بھی کریں گے...... وعدہ ہوگیا۔ قَالُوْا اَقْرَرْنَا...... انہوں نے کہا اللہ ہمارا پکا وعدہ اللہ نے کہا فَاشْهَدُوْا...... اللہ نے کہا نبیو! جیسے میری ربوبیت کے گواہ ہوا ایسے محمد ﷺ کی نبوت کے بھی گواہ بن جاؤ۔ فَاشْهَدُوْا...... آدم علیہ

السلام تو نوح علیہ السلام کا گواہ بن! نوح علیہ السلام تو ابراہیم علیہ السلام کا گواہ بن! یوسف علیہ السلام تو یونس علیہ السلام کا گواہ بن! یونس علیہ السلام تو زکریا علیہ السلام کا گواہ بن! زکریا علیہ السلام تو یحیٰ علیہ السلام کا گواہ بن! یحیٰ علیہ السلام تو دانیال علیہ السلام کا گواہ بن! فَاشْهَدُوْا...... ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ!...... کہ اس نے بھی وعدہ کیا...... اس نے بھی وعدہ کیا...... اللہ جہاں تیری ربوبیت کے تذکرے کریں گے...... وہاں محمد ﷺ کی نبوت کے تذکرے کریں گے۔

فَاشْهَدُوْا...... تم گواہ ہو جاؤ۔ اَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ ...... میں تمہارا گواہ بنتا ہوں...... میں بھی کہوں گا...... محمد ﷺ میں نے جب تجھے محمد ﷺ بنایا تھا...... ان میں سے میں نے وعدہ لیا تھا...... انہوں نے وعدہ کیا تھا...... تیرے تذکرے کریں گے...... میں نے بھی وعدہ کیا تھا...... کہ محمد ﷺ تیرے تذکرے کروں گا۔

نبوت کے گواہوں کی فہرست:

فَاشْهَدُوْا ایک اور مفہوم تم میری گواہی دینا کہ رب نے وعدہ لیا تھا...... یار کو منانا ہو تو پھر ایسی باتیں کر دیا کرتے ہیں ...... بے نیاز ضرور ہے...... لیکن آگے بھی تو محبوب ﷺ ہے...... رب نے کہا فَاشْهَدُوْا...... ورنہ ان کو گواہ بنانے کی کیا ضرورت ہے ۔اَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ...... میں رب ضرور ہوں...... لیکن جب قیامت کے دن محمد ﷺ کے گواہوں کی فہرست کھڑی ہوگی۔ اَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ...... آدم علیہ السلام بھی اس کی نبوت کی گواہی دے...... نوح علیہ السلام بھی دے...... ابراہیم علیہ السلام بھی دے...... یوسف علیہ السلام بھی دے...... یونس علیہ السلام بھی دے...... زکریا علیہ السلام بھی دے...... یحیٰ علیہ السلام بھی دے...... دانیال علیہ السلام بھی دے۔

توجہ کرنا! محمد ﷺ تیری نبوت کا گواہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی بن کے آئے گا! عمر

رضی اللہ عنہ بھی بن کے آئے گا! عثمان رضی اللہ عنہ بھی بن کے آئے گا! طلحہ رضی اللہ عنہ بھی بن کے آئے گا! زبیر رضی اللہ عنہ بھی آئے گا! حسن رضی اللہ عنہ بھی آئے گا! علی رضی اللہ عنہ بھی آئے گا! معاویہ رضی اللہ عنہ بھی آئے گا...... اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ...... میں رب پیچھے نہیں رہوں گا...... پہلے میں رب گواہی دوں گا...... پھر بعد میں یہ گواہی دیں گے...... میں اپنا نام محمد ﷺ تیرے نبوت کے گواہوں کی فہرست میں لکھنا چاہتا ہوں...... اس لئے کہا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ جہاں میرا تذکرہ وہاں تیرا تذکرہ۔

زمین پر حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی :

علماء نے لکھا ہے...... حضرت آدم علیہ السلام جب پہلی مرتبہ زمین پر اترے...... ہندوستان کے علاقہ میں غالباً حضرت آدم علیہ السلام کو اتارا گیا...... جنت کی نعمتوں سے دوری زمین میں کوئی ٹھکانہ نہیں...... رہائش کی جگہ کوئی نہیں کھانے پینے کی چیز نہیں...... پھر تنہائی ہے وحشت ہے...... پریشانی ہے...... حضرت آدم علیہ السلام انتہائی پریشان تھے...... اللہ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا...... کہ آدم علیہ السلام کا غم دھو...... سب سے پہلے مواہب الدنیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے زمین پہ آ کے کہا اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ اشھد ان محمد رسول اللّٰہ اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ......(۱) جب یہ جملے کہے...... جس کو ہم آذان کہتے ہیں...... یہ سب سے پہلی آذان ہے...... جو زمین پہ دی گئی ہے ابھی کوئی نماز فرض نہیں ہوئی تھی محمد ﷺ کی نبوت کی شہادت پہلے دی گئی تھی...... نماز بعد میں ہے...... ایمان پہلے ہے۔ اشھد میں ایمان ہے۔ حی علی الصلوۃ میں نماز ہے۔ اس لئے جبرئیل علیہ السلام سے

---

(۱) المواھب الدنیہ ص ۱۲۰ ج ۱ مطبوعہ بیروت ... کنزالعمال ص ۲۰۶ ج ۱۱

پہلے شہادت کے کلمے کہلوائے......اور جب یہ جبرائیل علیہ السلام کہتے تو حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا یہ محمد ﷺ کون ہے؟......جس کا اللہ کے نام کے ساتھ ذکر ہے......کہا آدم علیہ السلام یہ تیری اولاد میں پیدا ہوگا......اس کے سر پہ اللہ نے ختم نبوت کا تاج رکھا ہے اور وہ یقیناً اس زمین پہ آئے گا......اس لئے ہم اس کے تذکرے بھی ساتھ کر رہے ہیں۔اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ...... پتہ چلے کہ اللہ کی ربوبیت کے ساتھ محمد ﷺ کی نبوت کے تذکرے ہیں......حضرت نوح علیہ السلام حضور ﷺ کا تذکرہ کر رہے ہیں......ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر محبوب ﷺ کا تذکرہ کر رہے ہیں......انجیل میں ہے......آخرالزمان نبی ﷺ فاران کی چوٹی سے اتر کر آئے گا......پوری دنیا کا فاتح بنے گا......سکھوں کی گرنتھ میں ہے۔

عرب کا باشی احد کا پیارا ،،زبان پہ تھا امتی کا نعرہ،،
کمر میں پٹکا جو میم کا تھا وہ نام احمد ﷺ بتا رہا تھا

تورات میں،انجیل میں،زبور میں،آسمانی صحائف میں،اس کے آنے سے پہلے اس کے تذکرے ہیں......اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں......پھر جب عالم دنیا میں حضور ﷺ آئے......تو آنے سے پہلے اماں کے پیٹ میں ہیں......اماں آمنہ چلتی پھرتی ہے۔پتھروں سے آواز آتی ہے......پہاڑوں سے آواز آتی ہے......درختوں سے آواز آتی ہے آمنہؓ تجھے مبارک ہو......تیرے پیٹ میں اللہ کی سب سے بڑی امانت محمد ﷺ ہے......جب تو اس بچہ کو جنم دے......اس کا نام محمد ﷺ رکھنا......بی بی کہتی ہے......محبوب ﷺ نے جب دنیا میں قدم رکھا......کعبہ کے پتھر پکار اٹھے تھے......لوگو! ہمیں مبارک پیش کرو......ہمیں پاک کرنے والا محمد ﷺ اس دنیا میں آ چکا ہے......اللہ کہتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

ہر جگہ حضور ﷺ کی عظمت کا تذکرہ :

عالم عقبیٰ میں بھی تیرا تذکرہ ہے...... عالم یثاق میں بھی تیرا تذکرہ ہے...... انبیاء کے صحائف میں بھی تیرا تذکرہ ہے...... آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک بھی تیرا تذکرہ ہے...... ماں کے پیٹ میں تھا...... تب بھی تیرا تذکرہ ہے...... جب تو نے دنیا میں قدم رکھا ہے...... اب بھی تیرا تذکرہ ہے...... مرجاتے ہو قبر میں چلے جاتے ہو...... سب سے پہلا سوال! "من ربك" پھر ہوتا ہے "من نبيك؟"...... تو بتا تیرا نبی ﷺ کون ہے؟ تا کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ذکر بھی ہو...... کل قیامت کے دن میدان محشر میں نفسا نفسی کا عالم ہوگا لوگوں پہ سناٹا ہوگا...... اللہ اپنی جلالیت اور قہاریت میں ہوں گے...... ہر آدمی اپنے گناہوں کے مطابق پسینہ میں غرق ہوگا...... کتابوں میں لکھا ہے...... پوری انسانیت جمع ہو کے بابا آدم علیہ السلام کے دروازے پر جائے گی...... ابا انکار کر دیں گے ...... کہیں گے اللہ کی قہاریت اور جلالت سے ڈرتا ہوں...... آج میں وہاں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ بھی جواب دے دیں گے...... خلیل علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ بھی جواب دے دیں گے...... اسماعیل علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ بھی جواب دے دیں گے...... ہر پیغمبر سے جواب ملے گا...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے...... عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے لوگو! میں نے ایک آنے والے کی بشارت دی تھی۔ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗ اَحْمَد...... آؤ اس کے دروازے پر چلو!...... میں تم سب کو اس کے دروازے پر لے کے چلتا ہوں...... ان کے پاس چلو!...... آج اللہ ان کی سنیں گے...... آج اللہ کی قہاریت و جلالت اتنی ہے کہ رب کے سامنے کسی کو بولنے کی جرأت و طاقت نہیں...... دروازے پہ آئیں گے...... آئے تھے بلائے نہیں...... پچھلے دنوں میں ایک جلسہ میں تھا...... وہاں ہمارے دوست اسلامی بھائی

آئے ہوئے تھے......تقریر سنی...... بڑی وجدانی کیفیت تھی......تقریر کے بعد ملنے آئے ......تو سلام بھی کر رہے تھے......اور کہہ رہے تھے......الصلوٰۃ و السلام علیك یا رسول الله ......اور میں کہہ رہا تھا......"لاحول ولا قوۃ الا بالله" ......وہ کہنے لگے...... یہ کیا میں نے کہا...... بھائی سلام تم مجھے کر رہے ہو......تم یوں کہو......"السلام علیکم" یا عبد الکریم یہ جو تم کہہ رہے ہو......"الصلوٰۃ و السلام علیك یا رسول الله" ......اس پر میں "لاحول و لا قوۃ" اس لئے پڑھ رہا ہوں......کہ میں رسول نہیں......رسول کا غلام ہوں ......جہالت کی حد ہے...... مجھے کہتے ہیں......"الصلوٰۃ و السلام علیك یا رسول الله" ......بھائی میں رسول کہاں ہوں......ادب جاتا ہے...... بلاتا نہیں۔

ساری کائنات حاضر نبی حضور:

ایک بات سمجھیں!......ایک لفظ بڑا مشہور ہے حاضر......! یہ لفظ حاضر چھوٹے کے لئے ہوتا ہے، بڑے کے لئے نہیں۔ بڑا حضور ہوتا ہے چھوٹا حاضر ہوتا ہے......ابا حضور ہے بیٹا حاضر ہے...... استاد مرشد حضور ہے مرید حاضر ہے۔

یہ تو عام طور پر ہوتا ہے...... کہ پیر کہے کہ تو کل نہیں آیا؟......مرشد آج حاضر ہو گیا ہوں ......لیکن کبھی کسی مرید نے کہا...... پیر صاحب کل آپ حاضر نہیں ہوئے؟ ...... (نہیں) استاد شاگرد کی حاضری لگائے ......عبد الرحمٰن حاضر ......عبد القیوم حاضر...... یہ حاضر جو ہو رہے ہیں...... یہ مقام میں استاد سے بڑے ہیں......یا چھوٹے؟ (چھوٹے) تو چھوٹے حاضر...... بڑے حضور...... استاد حضور ہے......شاگرد حاضر ہے......اگر شاگرد استاد کو حاضر کہے......تو یہ توہین ہے......مرید مرشد کو حاضر کہے......تو یہ توہین ہے......لڑکا اپنے ابے کو حاضر کہے......تو یہ توہین ہے میں سمجھانا یہی چاہتا ہوں کہ ہم آقا ﷺ کو حاضر نہیں کہتے......ہمارے آقا حضور ﷺ ہیں......ہم سب نبی ﷺ کی غلامی میں حاضر ہیں۔

☆ ابوبکر رضی اللہ عنہ بنو تیم سے چل کر حاضر ہے..... عمر رضی اللہ عنہ بنو عدی سے چل کر حاضر ہے..... عثمان رضی اللہ عنہ بنو امیہ سے چل کر حاضر ہے..... علی رضی اللہ عنہ بنو قریش سے چل کر حاضر ہے..... سلمان رضی اللہ عنہ فارس سے چل کر حاضر ہے..... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یمن سے چل کر حاضر ہے..... جبرئیل علیہ السلام سدرہ سے اتر کر حاضر ہے..... براق جنت سے اتر کر حاضر ہے..... قرآن لوحِ محفوظ سے اتر کر حاضر ہے..... ساری کائنات نبی ﷺ کے قدموں میں حاضر ہے..... ہمارے آقا حضور ہیں..... لیکن اس سے بھی کوئی بڑا گستاخ ہے..... جو بہت بڑی دستار پہن کر غزالی زمان بن کر کہتے ہیں..... حضور ہوں اور آقا کو کہے حاضر ہیں سب سے بڑا بے ادبی کا جملہ ہے..... جو یہ کہے آقا حاضر ہے..... اب ایک سوال ہے کہ اللہ حاضر ہے..... یا نہیں؟..... نہیں ہے سمجھو! حاضر کی تعریف کیا ہے..... پہلے اس کو سمجھیں!..... استاد نے کہا..... ایک بجے حاضری ہوگی ..... گھنٹی لگا دو..... ایک لڑکا اس کمرے میں تھا..... کوئی کہیں تھا..... کوئی کہیں تھا..... گھنٹی کی آواز سنتے ہی سارے طلبہ ایک درسگاہ میں جمع ہو گئے..... اب حاضری لگنی شروع ہوگئی..... ہر ایک نے کہا حاضر..... کیا مطلب؟..... کہ پہلے حاضر نہیں..... اب آ گیا ہوں..... پہلے نہیں تھا..... اب آیا ہوں..... کوئی ایسی جگہ ہے..... جہاں اللہ پہلے نہ ہو..... اب آیا ہو ..... (نہیں) اللہ حاضر نہیں..... اللہ واجب الوجود ہے..... ہر جگہ موجود ہے..... حاضر وہ ہوتا ہے..... جو پہلے نہ ہو..... اب ہو..... اس لئے یہ پاگل کہتے ہیں۔

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
ہمارے گھر بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

یہ حاضر اسی کو کہا جاتا ہے..... جو تشریف لاتے ہیں..... یعنی پہلے نہیں تھے..... اب آئیں گے..... جو نہ ہو اور اسے بلایا جائے..... مدینہ سے یہاں بلایا جائے..... تکلیف

دی جائے......اسی کو بے ادبی کہتے ہیں......ادب مدینہ سے بلانا نہیں مدینہ جانا ہے۔

پوری انسانیت کی سفارش:

تمام انبیاء علیہم السلام اور پوری انسانیت نبی کے قدموں میں حاضری دے گی......اور حدیث میں آتا ہے......کہ آقا ﷺ سے کہیں گے......کہ محبوب ﷺ آج سفارش کریں......حضور ﷺ فرماتے ہیں......کہ اس وقت میں اللہ کے قرب میں جاؤں گا......اور ایک جگہ ہے......جس کا نام ہے......مقام محمود......اور یہ خصوصیت ہے رسول اللہ ﷺ کی......حضور ﷺ فرماتے ہیں......اللہ مجھے وہ جگہ دیں گے......میں وہاں جا کر رب کے حضور سجدہ کروں گا......اور میں اتنا لمبا سجدہ کروں گا......ایک روایت میں آتا ہے......کہ ایک ہفتہ کی مقدار جتنا لمبا سجدہ کروں گا......اور اس میں اپنے رب کی وہ منقبت کروں گا......وہ تعریف و توصیف اور مدح کروں گا......جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں کی......جب میں یہ کروں گا......تو اللہ کا جلال جمال میں بدلے گا......تو اللہ اس وقت کہیں گے۔(۱) اِرْفَعْ مُحَمَّد وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفع تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ......پیارے بڑا لمبا سجدہ کیا تو نے......مجھے سنانے کے لئے بڑے اچھے جملے کہے۔ارفَعْ محمد، سر اٹھا......وسل تعطه مانگ دیتا ہوں وَاشْفَعْ تُشْفَع ُ......سفارش کر قبول کرتا ہوں......قُلْ تُسْمَع محمد ﷺ تیرے کہنے کی دیر ہے میرے سننے میں کوئی دیر نہیں ہوگی۔

حضور ﷺ کہتے ہیں......جب رب کے دربار میں اتنا لمبا سجدہ کروں گا......اللہ کی وہ مدح کروں گا......رب کی وہ تعریف و توصیف کروں گا......اللہ کا جلال جمال میں بدلے گا......رب کہے گا۔ارفع مُحَمَّد ...... محمد ﷺ تیرے رونے نے میرا عرش ہلا دیا ہے

(۱) مشکوۃ المصابیح ص۴۹۹ ج۲، کنز العمال ص۱۹۵ ج۱۱ رقم ۳۲۰۳۵

سر اٹھاؤں نہیں اٹھاؤں گا...... پھر کہے۔ سَلُ چلو مانگ عطا کرتا ہوں...... میں پھر سجدہ میں رہوں گا...... اللہ کہے گا...... قُلْ تُسْمَعِ تو کہنا شروع کر میں سنتا ہوں...... پھر کہے گا وَاشْفَعْ تشفع محمد ﷺ تیرے سفارش کرنے میں دیر ہے...... میرے قبول کرنے میں کوئی دیر نہیں...... اللہ کہتا ہے وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكْ...... محبوب ﷺ جب تک محشر میں تیری سفارش نہیں آئے گی...... میں بھی کسی کو بخش کے جنت میں داخل نہیں کروں گا...... اللہ کہیں گے ...... مانگ عطا کروں گا۔

حساب کے لئے ابوبکر کی حاضری:

محبوب ﷺ سفارش کریں گے اللہ یہ ساری انسانیت یہاں تڑپ رہی ہے...... ان کا فیصلہ کر...... اور جنتیوں کو جنت میں...... اور جہنمیوں کو جہنم میں بھیج...... اب اللہ جلال میں کہیں گے...... چلو میں فیصلہ کرتا ہوں...... کوئی ہے...... جو مجھے حساب دے...... کامیاب مدرس وہ ہوتا ہے...... جب ممتحن امتحان لینے کے لئے آئے...... تو قاری صاحب ایسا کریں گے...... کہ پوری کلاس میں جو ذہین بچہ ہے...... اس کو بھیجیں گے...... تاکہ ممتحن اس کا قرآن سن کر خوش ہو جائے...... ان کا دل ٹھنڈا ہو جائے...... باقی بچوں کے لئے آسانی ہو جائے گی...... اللہ کہے گا...... محمد! (ﷺ) ہے کوئی جو آج مجھے حساب دے سکے...... اس کو پیش کر...... حضور ﷺ کہتے ہیں...... میں اپنی پوری امت پہ نظر ڈالوں گا...... ساری امت میں فرمایا!...... میں اسی کو پکڑوں گا...... جس نے مجھے سجدہ سے اٹھایا تھا...... بدر میں...... ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے اللہ کے ہاتھ میں دے کے کہوں گا...... اللہ! اس سے حساب لے...... یہ لے کے آیا ہوں...... حدیث میں آتا ہے...... رب کا جلال جمال میں بدل جائے گا...... اللہ کہیں گے...... محمد ﷺ اس کو تو نے پیش کیا...... جس نے تجھ سے کبھی حساب نہیں لیا...... میں بھی اس سے حساب نہیں لیتا...... اس نے تجھ سے کبھی کوئی بات ٹلے نہیں کی

......میں بھی نہیں طے کرتا......تو نے اسی کو پیش کیا ہے......جس کے بدلے تو دنیا میں نہیں چکا سکا......آج میں اس سے کوئی حساب نہیں لیتا......بغیر حساب کے میں اس کو جنت میں بھیجتا ہوں ...... جو صدیق رضی اللہ عنہ بھیجا جائے گا......تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صدقے لاکھوں کی مغفرت کے فیصلے ہو جائیں گے......پھر فرمایا فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً ○ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً ......اس میں ایک عجیب بات ہے......اس کو سمجھ لیں......اللہ کہتے ہیں......ہر دکھ کے بعد سکھ ہے......دکھ پہلے ہے سکھ بعد میں ہے...... یہ صدمات ہیں......دکھ ہیں...... جگہ نہیں تنہائی ہے......عمارت نہیں ...... ماحول نہیں......لوگ قریب نہیں جگہ دیتے......اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً......اللہ کہتا ہے......تیرا کیا ماحول ہے......ذرا نظر تو ڈال میرے محبوب ﷺ نے جب لوگوں کو دعوت دینا شروع کی تھی......کیا ماحول تھا......دکھوں کی زندگی تھی...... راستہ میں کانٹے بچھ رہے تھے......صدمے آرہے تھے......اورآج اللہ اتنا نواز رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

مسئلہ حاضروناظر

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً وَّمُبَشِّراً وَّنَذِیْراً ۝ وَدَاعِیاً اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجاً مُّنِیْراً ۝(۱)قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیة (۲)وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدَ الْغَائِبَ......(۳)صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ......وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم واجب الاحترام بزرگودوستواور بھائیو! آج کے خطبہ جمعہ کا عنوان جناب سرور کائنات ﷺ ”بحیثیت مبلغ اسلام“ ہے......کہ اللہ کے نبی ﷺ نے لوگوں کو دین کی دعوت کس طریقہ سے دی؟......آپ ﷺ کی دعوت کا انداز کیا تھا؟......اور آپ ﷺ

(۱) پارہ نمبر ۲۲ سورۃ نمبر ۳۳ آیت نمبر ۴۵،۴۶؛ (۲)مشکوۃ ص ۳۲ ج ۱،،صحیح بخاری ص ۴۹۱؛ ج ۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی برقم ۳۲۰۲،،ترمذی ص ۹۵ ج ۲ مطبوعہ قدیمی کراچی رقم ۲۵۴۲،،مسند شہاب للقضاعی ص ۳۸۷ ج ۱،،فیض القدیر ص ۲۰۶ ج ۳،،ابو نعیم فی الحلیہ ص ۷۸ ج ۶،،(۳) صحیح بخاری ص ۲۱ ج ۱ رقم ۱۰۱،،صحیح مسلم رقم ۱۳۴۱۲،،ترمذی ص ۹۰ ج ۲ رقم ۷۲۷،،ابن ماجہ ص ۲۱،،سنن النسائی رقم ۲۸۲۷،،مسند احمد رقم ۲۵۹۰،،۱۵۷۷۸،،مستدرک ص ۸۷ ج ۱،،سیرۃ المصطفی ص ۱۵۰ ج ۳،،رحمۃ للعالمین ص ۲۲۰ ج ۱

نے جو ہمیں تبلیغ کی اس میں کیا طریقہ سکھایا؟......اور اللہ کے محبوب ﷺ کے وہ کون سے طریقے تھے......جس کی وجہ سے لوگ آپ کے قریب ہوئے......اور آپ کے دین کو قبول کیا؟......جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے......اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی ان پانچ صفات کا تذکرہ ہے جو پانچوں صفات رسول اللہ کی دعوت کی صفات ہیں بحیثیت مبلغ ہونے کے وہ صفات ہیں۔

تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ:

میں بغیر کسی تمہید کے اس آیت کریمہ کا ترجمہ اور ان صفات کا عکس جو رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر تھا...... بلکہ حضور ﷺ میں وہ بدرجہ کمال موجود تھیں......اور ان کا عکس جوامت پر پڑا ہے......میں اس کے متعلق کچھ باتیں آپ حضرات کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں......اللہ نے اپنے محبوب کو یہ صفات عطا کر کے بطور احسان کے فرمایا کہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ میرے پیارے نبی اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا ''ہم نے آپ ﷺ کو شاہد بنا کر بھیجا......آپ کو خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا''۔ وَّنَذِیْرًا ''اور اللہ کے خوف سے ڈرانے والا بھیجا''۔ وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ اور لوگوں کو اللہ کے دین کی دعوت دینے والا بنا کر بھیجا......وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا اور ہم نے آپ کو نبوت کا چمکتا ہوا چراغ بنا کر بھیجا...... یہ تو اس آیت کریمہ کا سرسری ترجمہ ہے ......جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا۔

حضور ﷺ کے القابات میں چاشنی:

اب ان مسائل پر غور کریں!......جو اس آیت کریمہ سے ہمیں سمجھ میں آتے ہیں یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ سب سے پہلی چیز جس کے ساتھ قرآن مجید میں اگر ہم اس بات پر غور کریں! ......تو قرآن مجید نے حضور اکرم ﷺ کو جس جس جگہ خطاب کیا ہے......اللہ کے قرآن نے

محبوب ﷺ سے براہ راست جو باتیں کی ہیں ...... ان باتوں میں جو بقیہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ قرآن کا مذاکرہ ہے...... اور جو حضور ﷺ کے ساتھ ہے...... ان میں ایک فرق بڑا واضح ہے...... ایک فرق تو یہ ہے کہ قرآن مجید نے جب کسی نبی سے بات کی ہے...... تو اسے صرف یا کہا ہے۔ یَا اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ ○ یا اِبْرَاھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا ○ یٰیَحْیٰی خُذِالْکِتَابَ بِقُوَّةٍ ○ یٰزَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ ○ اور جب اپنے محبوب ﷺ سے خطاب کیا...... تو صرف یا نہیں کہا بلکہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّر تو اس میں فرق سمجھئے کہ پہلے انبیاء کے ناموں کے ساتھ یا لگا لیا اس کا معنیٰ اے ہے اور! یاایھا کا کیا معنیٰ ہے؟۔ یا آدم اے آدم علیہ السلام یانوح اے نوح علیہ السلام یاابراھیم اے ابراہیم علیہ السلام یاموسیٰ اے موسیٰ علیہ السلام جیسے کوئی آدمی بات کرے بغیر اس کے کہ میں اس کو خطاب، القاب، آداب سے یاد کروں...... ویسے ہی گفتگو کرتے ہوئے بڑا چھوٹے کو کہہ دیتا ہے...... اوئے فلاں! اللہ کی ذات چونکہ اکبر ہے، اقدس ہے، اعلیٰ ارفع ہے، جتنی بھی بڑی سے بڑی شخصیت ہو، خواہ نبی ہو، غوث ہو، قطب ہو، ابدال ہو، اللہ کے لئے تو اللہ کے بندے ہی ہیں...... اس لئے خدا اس بات کا پابند نہیں کہ کسی کو ایسے بلائے، جیسے کوئی لڑکے کو بلا رہا ہو...... اس لئے خدا نے جب بھی ان نبیوں کو خطاب کیا۔ یا آدم علیہ السلام، یا نوح علیہ السلام، یا ابراہیم علیہ السلام، یا یحییٰ علیہ السلام کہا...... لیکن ادب ہمیں بھی سکھانا تھا، جب آمنہ کے دریتیم روف الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ کی جب باری آئی تو قرآن نے صرف یا مزمل نہیں کہا...... یا مدثر نہیں کہا...... یا نبی نہیں کہا...... یا رسول اللہ نہیں کہا...... یا محمد نہیں کہا...... یا یسین نہیں کہا...... صرف یا نہیں کہا...... بلکہ حضور کو القاب و آداب میں بھی خطاب کرنے کا جو جملہ تھا...... اللہ نے اس میں بھی ادب کی ایک چاشنی رکھ دی۔

اللہ کے حضور ﷺ کو بڑے پیارے القابات سے خطاب:

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ ......یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ......یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ......یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّر ......اور معنی میں وہ وسعت رکھی ہے۔ یــــا آدم، اے آدم علیہ السلام......! یــــا نــوح، اے نوح علیہ السلام......! یــا ابراھیم، اے ابراہیم علیہ السلام......! یــا موسی، اے موسیٰ علیہ السلام ......! اور محبوب علیہ السلام کو کہا......یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ، میرے پیارے نبی علیہ السلام، ! یاایھا الرسول، میرے لاڈلے رسول، ! یاایھا المزمل، میرے پیارے کملی پہننے والے! ، یاایھا المدثر ، میرے پیارے چادراوڑھنے والے......! جیسے کسی محبوب سے گفتگو کی جارہی ہو اسے اوئے کر کے کوئی خطاب نہیں کرتا بڑی محبت کے ساتھ انس والفت سے گفتگو کرتا ہے۔

اللہ نے "یاایھا النبی" کہہ کے بتایا کہ جب میں اپنے محبوب ﷺ کو ایسے خطاب کر رہا ہوں ...... میں باوجود اس کے کہ خالق ہوں محمد ﷺ میری مخلوق ہے...... میں ان کا رازق ہوں وہ میرے مرزوق ہیں ...... میں ان کا داتا ہوں وہ میرے منگتا ہیں جب میں اپنے محبوب ﷺ سے اس انداز سے خطاب کر رہا ہوں۔ تو تم کبھی یا محمد کہہ کر یا نبی کہہ کر یارسول ﷺ کہہ کر بے ادبی نہ کرنا اسلئے جب ہمیں سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا تو بتایا گیا کہ السلام علیك ایھا النبی پڑھا کرو، تا کہ یاایھا النبی والا ادب برقرار رہ جائے

حضور ﷺ کے القابات:

دوسری بات اسی میں یاایھا النبی میرے پیارے نبی! لفظ نبی کہا محمد نہیں کہا حالانکہ نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ کہا......یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کہا......یا مُحَمَّد نہیں کہا...... یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّر کہا......حضور کا نام نہیں لیا......اس میں بھی وہی ادب ملحوظ خاطر رکھا گیا کہ ان تمام انبیاء علیہم السلام کو نام کے ساتھ خطاب کیا ہے......اور جب

باری آئی۔ آمنہ کے دریتیم، سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، راحت العاشقین، مرادالمشتاقین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی۔

حضور ﷺ سے گفتگو کے آداب:

علماء نے لکھا ہے کہ اللہ نے جب جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تو کہا جا کر کیا انداز اختیار کرو گے......؟ جبرائیل امین نے کہا......اللہ کوئی پہلی دفعہ تو نہیں جا رہا......آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کے پاس گیا ہوں...... میں نے ہر پیغمبر کو اس کے نام سے خطاب کیا ہے۔ آدم علیہ السلام کو یا آدم کہہ کر بات کی ہے......نوح علیہ السلام کو یا نوح کہہ کر خطاب کیا ہے......موسیٰ علیہ السلام کو یا موسیٰ کہہ کر خطاب کیا ہے......میں ان کو بھی یا محمد ﷺ کہہ دوں گا...... یہ کوئی نئی بات نہیں ہے......اللہ نے ادب سکھایا......جبرائیل! ان پیغمبروں میں اور میرے اس پیغمبر ﷺ میں بڑا فرق ہے۔ وہ نبی ہیں یہ نبی الانبیاء ہیں...... وہ رسول ہیں یہ سرتاج الرسل ہیں......وہ حسین ہیں یہ حسینوں میں احسن ہیں......وہ جمیل ہیں یہ جمیلوں میں اجمل ہے......وہ شریف ہیں یہ شریفوں میں اشرف ہیں......وہ فاضل ہیں یہ فاضلوں میں افضل ہیں......وہ کامل ہیں یہ کاملوں میں اکمل ہے......وہ رسول ہین یہ سید الرسل ہیں......وہ سب زمین پر بیٹھنے والے ہیں اور یہ عرش بریں پہ جانے والے ہیں۔

سیدنا جبرائیل کو گفتگو کا حکم:

ان کا ایک ادب ہے ملحوظ خاطر رکھنا! اللہ کیا ادب ہے؟ فرمایا نام سے پکارنے کی ضرورت نہیں، یا محمد کہنے کی ضرورت نہیں، ذرا میرے محمد ﷺ کو اداؤں میں دیکھ لینا......جس ادا سے محبوب ﷺ بیٹھے اسی ادا سے گفتگو کرنا......اگر میرا پیارا کملی پہن کر بیٹھے تو یـــا أَيُّهَـــا

الْمُزَّمِّل کہہ دینا..... محبوب ﷺ نے چادر اوڑھی ہوئی ہوتو یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّر کہہ دینا..... محبوب ﷺ میدان جہاد میں کھڑے ہوں تو یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِالْكُفَّار کہہ دینا..... محبوب ﷺ میدان تبلیغ میں آئیں تو یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ کہہ دینا..... محبوب چہرہ کھول کے بیٹھے تو وَالضُّحٰی کہہ دینا..... اگر یہ زلفیں سنوار کے بیٹھے تو وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی کہہ دینا..... اگر سینہ کھول کے بیٹھے تو اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کہہ دینا..... اگر یہ لباس پہن کے بیٹھیں تو ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ کہہ دینا..... اگر یہ براق پر بیٹھے تو اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ کہہ دینا..... اگر یہ صدیق کے کندھے پر بیٹھ جائے تو ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَار کہہ دینا..... القاب کو پیش نظر رکھنا، نام سے نہ پکارنا۔

القاب کیسے کیسے خدا نے کئے عطا
حضرت رسول پاکؐ کو قرآن میں جابجا
طٰـــــــــہٰ کہیں پکارا یٰسین کہیں پکارا
حٰـــم کہیں والشمس والضحٰی
صلوٰۃ اللہ کلام اللہ جہاں دیکھا تو یہ دیکھا
اگر لکھا خدا دیکھا تو محمد ﷺ بھی لکھا دیکھا

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ میرے پیارے نبی ﷺ ایک تو یہ بات بتائی گئی..... کہ ادب میں محبوب ﷺ کے انداز کو پیش نظر رکھو!

حضور ﷺ کی امتیازی شان:

ہم دنیا میں بھی دیکھتے ہیں کسی کے محبوب نے کوئی خوبصورت سی ٹوپی پہن رکھی ہو، حسین سا چشمہ پہن رکھا ہو، تو آدمی نام لینے کی بجائے کہتا ہے..... اوئے سوہنی ٹوپی والے میری طرف تو دیکھ! جب آپ اور میں اس انداز کو اختیار کرتے ہیں..... اور یہ جی کو لگتا

ہے کہ اس کو اس انداز سے پکاریں تاکہ سب میں وہ میری طرف متوجہ ہو...... ہر ایک نہ ہو میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں ہر ایک سے نہیں......اللہ کیوں نہ کہے۔یا النبی انبیاء کے زمرے میں یاایھا النبی ہی سب کو بنایا ہے۔یاایھا النبی کہا صرف محمد ﷺ کو ہے...... رسول تین سو تیرہ بھیجے ہیں......کہا صرف یاایھا الرسول محمد رسول اللہ ﷺ کو ہے۔

چادریں کئی پیغمبروں نے اوڑھی ہیں......لیکن یاایھا المدثر صرف محبوب ﷺ کو کہا ہے۔کملیاں سب نے پہنی ہوں گی......لیکن "یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ" کہا صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ نبی کا معنیٰ:

ایک بات اور بھی اسی میں سنئے! نبی کا معنیٰ کیا ہے......توجہ کریں! عام طور پر اس کا معنیٰ یہ کیا جاتا ہے کہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خبریں دے یہ معنیٰ ناقص ہے کامل نہیں...... اس لئے کہ جو خبر دے دے وہ نبی نہیں ہوتا......کوئی آدمی خبر دیدے اس کو نبی نہیں کہا جاتا ......بعض لوگوں نے کم علمی اور جہالت کی بناء پر یہ معنیٰ لکھا ہے......کہ اے غیب کی خبریں بتانے والا! حالانکہ یہ کوئی معنیٰ نبوت کا نہیں ہے ......اس لئے کہ نبی کا اگر یہ معنیٰ کر دیا جائے خبر دینے والا! تو میں آپ کے پاس یہاں کھڑا ہوں......ایک آدمی اب لاہور سے آتا ہے وہ آ کر ہمیں کسی واقعہ کی اطلاع دے دیتا ہے تو خبر تو اس نے بھی دیدی وہ نبی تھوڑی بن جائے گا......ایک آدمی قیافہ شناس ہے کسی کا ہاتھ دیکھ کر کہتا ہے جناب آپ کے ہاتھ کی لکیریں کہتی ہیں کہ آج کل آپ بڑے خوشحال ہیں......آپ کے پاس بڑا پیسہ آیا ہوا ہے ......چہرہ دیکھ کر آدمی کہتا ہے خیر ہے......آج آپ پریشان لگ رہے ہیں......آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ پر بڑے صدمے آئے ہیں...... یہ قیافی شناسی، مزاج شناسی سے خبریں دے دینا...... یہ ساری غیب کی خبریں ہوتی ہیں......اسے اگر کوئی بتادے تو یہ بتانے والا نبی

نہیں ہوتا تو نبی کا معنیٰ کیا ہے...... نبی کا معنیٰ غیب کی خبر دینے والا نہیں۔

نبی سے چند سوال:

بلکہ نبی وہ ہوتا ہے جو صرف خدا کی خبریں دیتا ہے...... نبی اپنی منشاء کی کوئی خبر دیتا ہی نہیں...... پوچھنے والوں نے پوچھا ذوالقرنین کون ہے؟...... حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ بتایئے! کہ اصحاب کہف کون ہیں؟...... حضور ﷺ سے پوچھا گیا...... بتایئے روح کیا چیز ہے؟...... غیب کی خبریں نہیں دی...... فرمایا کل بتاؤں گا...... کل آ گئی تو کہا کہ آپ نے کہا تھا...... کل بتاؤں گا...... کل آ گئی اب بتاؤ!...... فرمایا! ابھی وہاں سے تار نہیں جڑی...... اطلاع نہیں ملی کل بتاؤں گا...... سترہ دن گزر گئے پیغمبر ﷺ نے غیب کی خبر نہیں دی...... اس وقت اطلاع دی...... جب خدا نے بتایا...... پھر نبی ﷺ نے بتایا تو پیغمبر ﷺ ہر وہ خبر بتاتا ہے جو اسے خدا بتاتا ہے۔

علم غیب صرف اللہ کا خاصہ:

اب مجھے کوئی آدمی آ کر واقعہ کی اطلاع دیدے...... تو ہم اس کو غیب نہیں کہیں گے...... وہ تو بتائی ہوئی خبر ہے تو غیب کا علم صرف خاصۂ خدا کا ہے...... باقی جس کے پاس جو علم آئے گا وہ واسطہ سے آئے گا، یا خدا کے واسطہ سے آئے گا، یا فرشتہ کے واسطہ سے آئے گا، یا نبی کے واسطہ سے آئے گا، یا کسی واسطہ سے متعلق ہوگا...... یہ خبر کہ بتانے والا کوئی نہ ہو...... براہ راست اس کا علم ہو یہ صرف اللہ کا خاصہ ہے مخلوق میں سے کسی کا نہیں۔

حضور ﷺ سب سے اونچی شان والے:

آپ اگر یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ کا معنیٰ کریں...... اے غیب کی خبریں دینے والا...... یہ معنیٰ عظمت والا نہیں بنتا...... اور اگر آپ یہ معنیٰ کریں! یاایھا النبی اے اونچے درجہ والے! یاایھا

النبی، اے اونچی عظمت والے! یایھا النبی، اے بلند شان والے! تو میں پھر اس پر ایک اور بات کہتا ہوں...... نبی تو خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار بھیجے ہیں لیکن رب نے خطاب کر کے یایھا النبی کسی کو نہیں کہا...... صرف محبوب کو اس لئے کہا کہ نبی اپنی قوموں میں نبی تھے کہ آدم علیہ السلام نبی ہے مگر اپنی امت میں سب سے بہتر ہے...... نوح علیہ السلام نبی ہے مگر اپنی امت میں سب سے بہتر ہے...... ابراہیم علیہ السلام نبی ہے مگر اپنی امت میں سب سے بہتر ہے...... یوسف علیہ السلام نبی ہے مگر اپنی امت میں سب سے اونچے درجہ کا ہے...... یحیٰی علیہ السلام نبی ہیں مگر اپنی امت میں سب سے اونچے درجہ کے ہیں...... محمد ﷺ کو یایھا النبی کہہ کر بتایا...... کہ محبوب! وہ امتوں میں بہتر تجھے یایھا النبی اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء سے بھی بہتر ہے...... سب سے اونچے درجہ والا نبی کہ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے آئے سب تیرے ماتحت ہیں تو کسی کے ماتحت نہیں...... سب تیرے مقتدی ہیں تو کسی کا مقتدی نہیں...... سارے تیری غلامی میں ہیں تو کسی کا غلام نہیں...... تو سب سے اونچے درجہ والا ہے۔

حضور ﷺ کی پاکیزہ صفات طیبات:

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا ...... میں وہ صفات بیان کرنا چاہتا ہوں جو اللہ نے محبوب ﷺ کی بیان کیں...... اور جن صفات کو پیغمبر ﷺ کی نبوت کا خاصہ بتایا گیا...... اور یہ پانچوں صفات حضور کی دعوت دینے کے انداز ہیں۔

ارسلنک شاھداً پہلی صفت کہا...... اے پیغمبر ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا۔ شاھد عربی زبان کا لفظ ہے اس کا معنیٰ ہوتا ہے شہادت دینا، گواہی دینا، محبوب ﷺ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا بنا کر بھیجا...... تو اللہ کے نبی ﷺ نے کس بات کی گواہی دی۔

اہل مکہ کو حضور ﷺ کی دعوت توحید:

مسلمانو! کتابوں میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے جب بولنا سیکھا......اس کمسن بچہ کی زبان پر پہلا جملہ جو آیا وہ یہ تھا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... ''لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔ جس وقت دنیا نے تین سو ساٹھ خدا بنا رکھے تھے...... یہودیوں نے دو خداؤں کی پوجا کی ہوئی تھی......عیسائی تثلیث کے عقیدے کے قائل تھے......مکہ کے مشرکوں نے تین سو ساٹھ بت بنا رکھے تھے...... ہندوؤں نے ساٹھ ہزار دیوتاؤں کو پوجا تھا اس وقت ندا آئی......یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً......اے پیارے ہم نے تجھے شاہد بنا کر بھیجا ہے۔ ان پتھروں میں کھڑے ہوکر، ان بت پرستوں میں کھڑے ہوکر، ان یہودیوں میں کھڑے ہوکر، ان عیسائیوں میں کھڑے ہوکر، ان مکہ کے مشرکوں میں کھڑے ہوکر، ان غیر مسلموں میں آپ اعلان کیجئے...... کہ نہ یہودیوں کے دو خدا، نہ عیسائیوں کے تین خدا، نہ مکہ کے تین سو ساٹھ بت نہ غیر مسلموں کے دیوتاؤں کی پوجا کی جائے محمد تو گواہی دے خدا ہزاروں اور لاکھوں نہیں اللہ ایک ہے۔ شاهداً حضور ﷺ نے اللہ کی وحدانیت کی گواہی دی

فاران کی چوٹی پر اعلان نبوت:

ارسلناك شاهداً دوسری گواہی اپنی نبوت ورسالت کی دی......اورغور کرنا! اس پر یہ بہت بڑی شہادت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے فاران کی چوٹی پر کھڑے ہوکر کہا میری قوم اور برداری کے لوگو! پہلے میں تم سے پوچھتا ہوں...... میرے متعلق شہادت دو کہ میں کیسا ہوں......؟ جب آدمی کسی بات کی کسی کے سامنے گواہی دیتا ہے تو پہلے اسے اپنی شخصیت کا یقین دلاتا ہے کہ پہلے تو مجھے سچا مان! پھر میں اگلی بات کروں گا......اللہ کے محبوب

نے سب کو جمع کر کے پوچھا! اَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُراً مِنْ قَبْلِ ...... آج سے چالیس سالہ زندگی کے بے داغ شب و روز میرے تمہارے سامنے ہیں بتاؤ! میں محمد تم میں کیسا ہوں؟

کتابوں میں لکھا ہے ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ جتنے بڑے سردار تھے...... ایک دوسرے کا منہ تکنے لگ گئے کہ آج تو محمد ﷺ نے وہ بات کی جو ہمارے ذہن میں بھی نہیں تھی ...... اتنی بڑی بات کہ بتاؤ! چالیس سال تمہارے اندر گزرے ہیں ...... میں تین دن کسی کے ساتھ رہوں وہ میرے چھ سو عیب نکال کے رکھ دے گا ...... ایک نشست میں اگر کوئی آدمی میرے ساتھ بیٹھے، تنقیدی نظر سے اگر وہ مجھے دیکھے ...... میرے بیسیوں عیب نکال دے گا کہ اس میں یہ کمزوری ہے، خالی ہے، یہ عیب ہے، یہ نقص ہے۔

مکہ کے لوگوں کا حضور ﷺ کی صداقت کی گواہی دینا:

اور وہاں مکہ میں اللہ کے رسول قوموں اور قبیلوں کے سرداروں کو جمع کر کے ایک ایک قبیلہ کے وڈیروں کے نامِ لے کر، سب کو فاران کی چوٹی پر کھڑا کر کے کہتے ہیں بتاؤ! میں کیسا ہوں؟ سب نے بیک زبان کہا واللہ ...... اللہ کی قسم! مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا ...... (۱) محمد ﷺ ہم نے بار بار تجربہ کیا ہے، ہزار بار تجربہ کیا ہے ...... تیرے وجود میں سوائے صداقت کے کوئی چیز نہیں دیکھی، صدقاً ...... تو سچا ہے ...... ایک جملہ کہوں؟ صادق بھی نہیں کہا صدق کہا ہے ...... سچ کہنے والا وہ ہے جو زبان سے تو سچ کہے عمل پتہ نہیں کیسا کرتا ہے ......؟ بات کہنے میں سچی کہہ دیتا ہو پھر کہے کہ میری مرضی اس پر عمل کروں یا نہ کروں؟

...... لیکن کافر پیغمبر ﷺ کو کہتا ہے صدقا ...... محمد ''تو صادق نہیں صدق ہے''۔

کیا مطلب؟ کہ تیرا وجود ہی مجسمہ سچائی ہے۔ تیری نگاہ سچ ہے ...... تیری زبان میں صداقت

(۱) مکاشفہ ص۱۹ ج۱۱، رحمۃ للعالمین ص۶۰ ج۱، انوار البیان ص۴۸٤ ج۶، صحیح بخاری ص۷۰۲ ج۲، صحیح مسلم ص۱۱٤ ج۱ رقم ۳۰۷ الایمان

ہے...... تیرے ہاتھوں میں صداقت ہے...... تیرے قدموں میں صداقت ہے...... تیرے لباس میں صداقت ہے...... تیرے وجود میں صداقت ہے...... تیری گفتار میں صداقت ہے...... محمد تو چلے تو سچا ہے...... تو بیٹھے تو صدق والا ہے...... تو پھرے تو صداقت والا ہے...... ہم نے تو تیرے قدموں میں صدیق بنتے دیکھے ہیں۔

کائنات میں محمد رسول اللہ ﷺ کا کردار:

ارسلناك شاهداً...... اتنی بڑی شہادت بتاؤ کیسا ہوں......؟ جب سب مان گئے کہ مصطفیٰ ہمیں اتنا اعتماد ہے...... کہ زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہوسکتا ہے...... سورج اپنی روشنی چھوڑ سکتا ہے...... چاند ستارے زمین پر گر سکتے ہیں لیکن تیری زبان کا جملہ غلط نہیں ہوسکتا...... بڑی صداقت ہے...... یہ ہے شہادت! نبوت کا پہلا معیار، پیغمبر ﷺ کا انداز تبلیغ، یہ حضور ﷺ کی سب سے پہلی تبلیغ ہے...... کہ پیغمبر نے ان سے پوچھا کہ پہلے میرے متعلق بتاؤ! آج دنیا میں بڑے بڑے سکالر ملیں گے...... بڑے خطیب ملیں گے...... بڑے شعلہ بیان ملیں گے...... بڑے قادر الکلام ملیں گے...... بڑے زمانہ کے ابو الکلام ملیں گے...... گفتار کے غازی تو ہوں گے لیکن کردار کا غازی کوئی نہ ہوگا...... کائنات میں ایک ہی ہے محمد رسول اللہ ﷺ جس نے اپنا کردار پیش کیا ہے...... جب سب سے پوچھا تو سب نے کہا تو سچا! تیری زبان سچی! تیری گفتار سچی! تیرا انداز سچا! فرمایا مجھ پر اتنا اعتماد ہے تو اب پھر میں ایک اعلان کرتا ہوں محبوب کیا؟ فرمایا! یایها الناس لوگو! لا اله الا اللّٰه تفلحون...... اللہ کو ایک مانو تم کامیاب و کامران ہو جاؤ گے...... میں نے تم سے پوچھ لیا کہ میں نے اب تک کبھی غلط نہیں کہا تو میں اب بھی غلط نہیں کہتا۔

اور سیدنا صدیق اکبرؓ سے ابو جہل نے ایک دفعہ پوچھ لیا تھا...... کہا ابوبکرؓ یہ بتا کہ محمد ﷺ کی کون سی بات ہے جس نے تجھے کلمہ پڑھنے پر مجبور کر دیا......؟ تو ابوبکر صدیقؓ نے

عجیب جملہ کہا کہ میں نے مصطفیٰ ﷺ کو پوری زندگی میں دیکھا ہے ایک تو یہ چہرہ غلط نہیں ہوسکتا...... دوسرا اس زبان سے کبھی جھوٹ نہیں نکلتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ جس نے مخلوق پر کبھی جھوٹ نہیں بولا وہ خالق پر بھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔

حضور ﷺ کی صداقت پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت:

ہرقل نے اپنے دربار میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو مدعو کیا...... باقی سرداران قریش پیچھے کھڑے کر دیئے...... اس نے ابوسفیان کو آگے کھڑا کر دیا...... خود سامنے بیٹھ گیا اور کہا دیکھو!...... میں اس سے جو سوال کرتا ہوں یہ میرے سوال کا جواب دے گا...... اگر یہ غلط کہے تو تم پیچھے سے ہاتھ کھڑا کر کے اشارہ کر دینا میں سمجھ جاؤں گا کہ یہ غلط کہہ رہا ہے...... اس سے مجھے پتہ چلے گا کہ تم سچے ہو یا محمد ﷺ سچا ہے...... اب اس نے حضور ﷺ کے متعلق سوالات شروع کئے...... میں ان سوالوں کی تفصیل نہیں دہراتا...... جتنے سوال اس نے کئے ان سارے سوالوں کے جواب دینے کے بعد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے کا کہیں موقع نہیں مل سکا...... میں مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کا اتنا معترف تھا مجھ سے کوئی بات نہ بن سکی...... کہ میں حضور ﷺ پر کوئی جھوٹ کہہ سکوں ...... سوائے اس ایک جملہ کے کہ اس نے کہا...... محمد ﷺ نے کبھی تم سے بدعہدی کی ہے...... وعدہ کر کے خلاف ورزی کی ہے؟...... میں نے کہا آج تک تو نہیں...... ابھی ہمارا ایک معاہدہ ہوا تھا...... صلح حدیبیہ پتہ نہیں اس میں وہ وفا کرتا ہے یا نہیں کرتا...... صرف ایک جملہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف کہہ سکا ورنہ طاقت نہیں تھی مجھ میں کہ میں اللہ کے نبی ﷺ کے خلاف کوئی بات کہہ سکتا...... جو سوال اس نے پوچھا...... سب صحیح تھے۔(۱)

---

(۱) صحیح بخاری ص ۳ ج ۱ ،، فتح الباری ص ۳۵ ج ۱ ،، عمدۃ القاری ص ۸۵ ج ۱

یایھا النبی انا ارسلناك شاهداً ......پیغمبر ﷺ کا پہلا منصب تھا شہادت! اس پر ایک بات اور ذہن نشین کیجئے! یہ جو اللہ کے محبوب نے شہادت اور گواہی دی...... ہمارے ہاں ایک بات بڑی مشہور ہے...... کہ گواہ ہونے کے لئے ضروری ہے...... کہ موقع پر موجود ہو تب تو گواہی دے سکتا ہے ورنہ نہیں!

مسئلہ حاضر ناظر کی وضاحت:

اور جب کہا ارسلنك شاهداً...... کہ محبوب ﷺ ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ...... تو لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ بنے گواہ...... تو گواہ کے لئے موجود ہونا ضروری ہے...... اور جو موجود ہو اس کو حاضر و ناظر کہتے ہیں کہ موجود بھی ہو...... میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں حاضر ہوں ...... میں آپ کو دیکھ رہا ہوں ناظر ہوں ...... جو موجود ہو اور دیکھ رہا ہو اس کو حاضر اور ناظر کہتے ہیں ...... کیونکہ حضور ﷺ جب گواہ ہیں ...... اور گواہ کے لئے موجود ہونا ضروری ہے...... تو پھر اللہ کے نبی ﷺ کے لئے حاضر و ناظر ہونا بھی ضروری ہے...... اس پر دو باتیں سمجھانا چاہتا ہوں...... ایک تو یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے غیوبات کی شہادتیں دی ہیں ...... جتنی چیزوں پر ہم ایمان لائے ہیں ان میں سے ہم نے کسی چیز کو نہیں دیکھا...... پیغمبر ﷺ نے ہر چیز کو دیکھا ہے...... حضور ﷺ نے اللہ کے ایک ہونے کی شہادت دی...... اللہ کی قدرت کے آثار اللہ کے نبی ﷺ نے دیکھے...... میں نے اور آپ نے نہیں دیکھے...... اللہ کی ذات کے جلوے میں نے اور آپ نے نہیں دیکھے پیغمبر ﷺ نے دیکھے ہیں...... حضور ﷺ نے جہنم کی شہادت دی...... جہنم کی کیفیات پیغمبر ﷺ نے ملاحظہ کیں...... میں نے اور آپ نے نہیں دیکھیں ...... حضور ﷺ نے فرشتوں کے متعلق شہادت دی ...... فرشتوں کو حضور ﷺ نے دیکھا ہے...... میں نے اور آپ نے نہیں دیکھا...... محبوب ﷺ نے عذاب قبر سے ڈرایا ہے...... وہ چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے...... ان سب کو محبوب نے دیکھا

ہے تو! ارسلنك شاهداً ......پیغمبر گواہ تب بنے کہ نبی ﷺ کی نگاہ سے وہ ساری چیزیں گزری ہوئی ہیں......اس لئے اللہ کے رسولؐ نے اس بات کی گواہی دی تھی......اس لیے اب یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہاں پر ہونا ضروری ہے...... یہ کوئی ضروری بات نہیں......جس کی پیغمبر ﷺ نے گواہی دینی تھی......رسول اللہ ﷺ اسے دیکھ چکے ہیں۔

گواہ پر اعتماد کی وضاحت:

دوسری بات یہ ہے کہ ہر جگہ گواہی کے لئے موجود ہونا ضروری نہیں......بعض دفعہ اعتماد پر گواہی ہوتی ہے......مثال کے طور پر کوئی واقعہ پیش آ جائے تو ہم کہتے ہیں......یہ آدمی لاکھ قسم اٹھائے مجھے اس کی قسم پر اعتماد نہیں یہ تو میرا چور ہے......اور یہ فلاں آدمی قسم دیدے میں مان جاؤں گا......اس لئے کہ اس پر مجھے اعتماد ہے۔تو اب اس سے پتہ چلا کہ گواہی اعتماد پر ہوتی ہے۔

ہماری مسجد میں ابھی جمعہ کی آذان ہوگی، اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر ''اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے''۔اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔اشھد ان محمدا رسول اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں......ہم سب اس کی گواہی دیتے ہیں......لیکن اگر کوئی شخص مجھ سے اور آپ سے پوچھے......کہ حضور ﷺ کو آپ نے دیکھا ہے؟ جب حضور ﷺ آئے تھے تو ہم اس وقت بھی وہاں پر موجود نہیں تھے......تو نہ ہم حاضر نہ ناظر تو ہم نے گواہی کیسے دیدی؟......حضور ﷺ جب آئے ہم حاضر بھی نہیں......آقا ﷺ کو ہم نے دیکھا بھی نہیں......تو پھر ہم گواہی کس بات کی دے رہے ہیں؟ تو اس سے ایک مسئلہ سمجھ میں آیا کہ گواہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں اعتماد ضروری ہے......ہم اس کی گواہی دے رہے ہیں......جس کے متعلق کبھی غلط سوچا بھی نہیں جا سکتا......اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شہادت کا معنیٰ یہ ہے ہی نہیں......جس کو دنیا

حاضروناظر کہتی ہے......شہادت کا معنی ہے اعتماد پر گواہی دینا۔

اور حدیث کی کتابوں میں ایک واقعہ آتا ہے......کہ حضور ﷺ نے ایک کافر کے ساتھ معاملہ کیا......حضور ﷺ نے کہا کل تجھے پیسے دوں گا چیز میری ہوگئی......دوسرے دن جب حضور ﷺ وہاں پہنچے تو وہ ایک اور جگہ سودا کر چکا تھا......حضور ﷺ نے فرمایا وعدہ میرے ساتھ کیا......سودا اور جگہ کر دیا......تو اب بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کرتا اور کہتا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی......حضور ﷺ کو (معاذ اللہ) کہنے لگا محمد ﷺ تم جھوٹ بولتے ہو تمہارا کوئی گواہ ہے کہ میں نے سودا تمہارے ساتھ کیا ہے......؟ اب حضور ﷺ پر اتنا بڑا الزام اللہ کے نبی پریشان بیٹھے تھے......اتنے میں ایک صحابی آ گئے......اس صحابی نے پوچھا محبوب ﷺ! خیر ہے......آپ پریشان کیوں ہیں؟......آپ نے فرمایا یہ بدبخت مجھ پر الزام لگا رہا ہے......حالانکہ کل اس نے میرے ساتھ معاملہ طے کیا ہے......اور یہ کہتا ہے کہ گواہ لاؤ......جو یہ کہتا ہو کہ میں نے آپ کے ساتھ سودا طے کیا ہو؟......گواہ پیش کریں؟

......تو حدیث کی کتابوں میں آتا ہے اس صحابی نے کھڑے ہو کر کہا وَاللّٰہِ اَشْھَدُ اِنَّکَ لَصَادِقٌ......اللہ کی قسم میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ سچے ہیں......اس پر کافر نے کہا......کہ کل جب میرا معاملہ طے ہوا......تم حاضروناظر تھے......؟ جب موجود نہیں تھے کیسے گواہی دیتے ہو؟ گواہ کے لئے تو موجود ہونا ضروری ہے......تو اس وقت اس صحابی نے ایک جملہ کہا کہ بدبخت تو تو موجود ہونے کی بات کر رہا ہے......میں نے تو اس نبی ﷺ کی زبان سے جملے سنے ہیں......جس کی زبان سے سن کر بن دیکھے۔ اس کی زبان پر یقین کر کے ہم نے اللہ کو مانا ہے......اس کی زبان پر یقین کر کے ہم نے عرش کرسی لوح وقلم کو مانا ہے......اس کی زبان پر یقین کر کے ہم نے جبرائیل کے آنے اور جانے کو مانا ہے......اس پیغمبر ﷺ کی زبان پر اعتماد کر کے عذاب قبر کو مانا ہے......جب اتنی چیزیں ہم نے نہیں دیکھیں......اس کی

زبان سے سن کر مانی ہیں ...... اوئے تیرے سودے کو بھی میں نے دیکھا تو نہیں لیکن پیغمبر ﷺ نے کہا ہے یہ وہ زبان ہے جو جھوٹ نہیں بولتی ...... مجھے یقین ہے اس لئے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ سچے ہیں۔

حضور ﷺ کی گواہی کا مطلب:

اور قیامت کے دن حضور ﷺ اس امت کی بھی گواہی دیں گے ...... کس بات کی؟ اس کو سمجھئے! ...... وہ میرے اور آپ کے اعمال کی گواہی نہیں ہوگی۔ ہمارے اعمال خواہ گواہ ہوں گے ...... ہمارا جسم ہمارا گواہ ہوگا ...... ہاتھ کہیں گے مجھ سے یہ جرم ہوا تھا ...... آنکھ کہے گی میں نے گناہ کیا تھا ...... ہمارے پاؤں کہیں گے ہم نے یہ گناہ کئے تھے۔

حضور ﷺ اس امت کی صداقت کی گواہی دیں گے ...... امتیں کہیں گی کہ نبی ہمارے پاس نہیں آئے تھے ...... قرآن کہتا ہے ...... ہم نے اس امت کو ان نبیوں کے لئے گواہ بنایا ...... اللہ اس امت سے پوچھیں گے کہ پہلی امتوں کے پاس نبی ﷺ آئے یا نہیں؟ ...... تو ہم کہیں گے اے اللہ ہم نے ان نبیوں کو تو نہیں دیکھا ...... تیرے نبی ﷺ پر جو کتاب اُتری اس میں لکھا ہوا تھا کہ پہلی اِمتوں کے پاس نبی آئے تھے ...... اس لئے تیرا کلام سچا! ہمارا یقین ہے کہ ان کے پاس نبی آئے ...... اس وقت وہ امتیں بھی کہیں گی ...... کہ تم حاضر ناظر تھے کیسے گواہی دے رہے ہو؟ تو اس وقت ہم بھی یہی کہیں گے ...... کہ ہم نے نبی کی زبان سے سنا ...... ہم نے اللہ کے کلام کو پڑھا ...... اس لئے موجود ہوں یا نہ ہوں اس کتاب پر اعتماد ہے ...... ہم گواہی دیتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے ...... پھر حضور ﷺ اپنی امت پر گواہی دیں گے کہ اے اللہ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں جو کچھ میری امت کہہ رہی ہے ...... ان انبیاء کی صداقت کے متعلق میں اپنی امت کا گواہ ہوں کہ میری امت بھی سچ کہہ رہی ہے۔ ارسلنك شاهداً

بے ادبی والا لفظ:

ایک بات اور بھی تھوڑی سی یاد کر لیں! اور بڑی محبت کی ...... یہ اختلافی مسئلہ بھی نہیں، یہ جھگڑے کی بات بھی نہیں، یہ عقیدہ کی بات ہے اس پر غور کریں! ...... ایک لفظ ہے حضور! اور ایک لفظ ہے حاضر! اللہ کے نبی کو حضور ﷺ کہنا ادب ہے اور حضور ﷺ کو حاضر کہنا یہ بے ادبی ہے ...... اس لئے کہ حاضر کا لفظ ہمیشہ چھوٹے پر استعمال ہوتا ہے ...... اور حضور کا لفظ ہمیشہ بڑے پر استعمال ہوتا ہے ...... مثال کے طور پر یہاں ایک استاد حاضری لے اور طلباء سے پوچھے محمد اسماعیل؟ اس نے کہا جی حاضر! عبد الرحمٰن؟ حاضر! محمد اسحاق؟ حاضر! تمام طلباء نے کہا حاضر ...... میں آپ سے پوچھتا ہوں یہ استاد جو حاضری لے رہا ہے ...... اور طلباء حاضر ہیں ...... یہ درجہ میں استاد سے بڑے یا چھوٹے؟ (چھوٹے) عمر کے لحاظ سے بھی چھوٹے درجہ کے لحاظ سے بھی چھوٹے، تو جو حاضر ہو بڑے کے پاس آئے حاضر وہ ہوتا ہے چھوٹا ...... اور جس کے پاس آئیں وہ ہوتا ہے حضور ...... استاد پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ ہمارے استاد حضور ہیں ...... یہ میرے نانا حضور ہیں ...... یہ میرے ابا حضور ہیں ...... یہ میرے چچا حضور ہیں ...... یہ میرے والد حضور ہیں ...... کبھی ہم نہیں کہتے یہ میرا ابا حاضر ہے ...... یہ میرا چچا حاضر ہے ...... یہ میرے نانا حاضر ہیں ...... نوکر کو کہتے ہو نوکر حاضر ہے ...... غلام حاضر ہے ...... فلاں حاضر ہے ...... جو چھوٹے درجہ کا ہے وہ حاضر ہوتا ہے ...... جو بڑے درجہ کا ہوتا ہے وہ حضور ہوتا ہے۔

ساری کائنات پیغمبر ﷺ کے در پر حاضر :

تو آپ یہ بات ذہن نشین کیجئے! کہ ہمارے آقا حضور ہیں ...... فرق یہ ہوا کہ حاضر کہتے ہیں جس کو بلایا جائے ...... حضور کہتے ہیں جس کی خدمت میں جایا جائے ...... اللہ

نے میرے نبی کو حضور ﷺ بنایا۔

☆ ابوبکر رضی اللہ عنہ بنی تیم سے اٹھ کر میرے نبی ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے، محمد ﷺ حضور ہیں ......عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، مصطفیٰ حضور ﷺ ہیں ......عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، محمد حضور ﷺ ہیں ......علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، محمد حضور ﷺ ہیں ......طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، محبوب حضور ﷺ ہیں ......براق جنت سے حاضر ہوئے، محبوب ﷺ حضور ہیں......ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑ بھی، اپنی اپنی قبروں سے نکل کر بیت المقدس میں پیغمبر ﷺ کے استقبال میں حاضر ہوئے، محمد ﷺ حضور ہیں......محبوب ﷺ بیت المقدس حاضر نہیں ہوئے...... یہ نبوت کی راہ گزر بھی پیغمبر ﷺ کا ایک سفر تھا...... حضور ﷺ کی ایک منزل تھی...... جہاں محبوب ﷺ ٹھہرے پیغمبر ﷺ حاضر نہیں ہوئے ...... ساری کائنات پیغمبر ﷺ کے در پر حاضر ہے اور محمد حضور ہیں۔

میں سمجھانے کے لئے ایک مثال دیتا ہوں......حضور ﷺ نے معراج فرمایا...... جب آپ واپس آئے تو آپ نے معراج کی داستان بیان کی ......اور بتایا کہ رات میں معراج پر گیا تھا تو مکہ کے مشرکوں نے حضور ﷺ سے سوال کئے ......انہوں نے سوالات کئے ...... اور پوچھا کہ آپ یہ بتائیں کہ بیت المقدس کی کھڑکیاں کیسی تھیں؟...... بیت المقدس کے دروازے کیسے تھے؟......اس کی چھت کیسی تھی؟......آپ اگر واقعی وہاں سے ہو کر آئے ہیں تو اس کا حدود اربعہ بتائیے......؟ وہاں سے ہو کر آئے ہیں تو اس کے اردگرد کا ماحول بتائیے......؟اب میں رات کو تھوڑی دیر کے لئے ایک جلسہ میں پہنچوں......تھوڑی دیر تقریر کر کے مسجد سے باہر نکل آؤں ......اور مجھ سے کوئی پوچھنا شروع کر دے......کہ رات آپ بہاولپور جامع مسجد الصادق میں گئے......آپ بتائیں! اس کے دروازے کتنے ہیں؟ اس کی چھت کیسی ہے؟ اس کے گنبد کتنے ہیں؟ اس کا محراب کیسا ہے؟ کیا خیال ہے!

میں یہ ساری باتیں بتا سکتا ہوں......؟ (نہیں) اس لئے نہیں بتا سکتا کہ میں نے مسجد کو تفصیلی نہیں دیکھا......اجمالی طور پر دیکھا ہے......اور میں مسجد دیکھنے کی نیت سے وہاں نہیں گیا تھا ......میں تو جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے گیا تھا......تو اتنی باتیں میں کیسے بیان کر سکتا ہوں ......؟ محبوب ﷺ آئے انبیاء علیہم السلام کی امامت کے لئے...... مسجد اقصیٰ کو دیکھنے کے لئے نہیں......اس پر بھی ایک بات کہہ دوں...... کسی چیز کو دیکھنے کا اشتیاق اور شوق تب ہو...... جب وہ عظمت میں ہم سے بڑی چیز ہو......جس کو ہم بڑا سمجھیں......رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کو دیکھنے نہیں گئے تھے......اس لئے کہ نبی ﷺ کی اپنی عظمت بیت المقدس سے بھی زیادہ ہے......اس لئے پیغمبر ﷺ کی نظر بیت المقدس کی طرف نہیں تھی......حضور ﷺ کی نظر تو اللہ کی طرف تھی......کہ میں نے اگلی منزلوں کی طرف جانا ہے......یہ تو راہ گزر ہے...... تھوڑی دیر ٹھہرا ہوں......اب جب کافروں نے یہ سوال کیا......کہ بیت المقدس کیسا ہے؟ ......حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں پریشان ہوا......کہ اب ان کو اس سوال کا کیا جواب دوں؟

حدیث پاک میں آتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا......کہ یہ لمحہ مجھ پر اتنا کٹھن گزرا، اتنا سخت تھا کہ دل چاہتا تھا......کہ ایسے موقع پر جب کافر سوال کریں......اور میں جواب نہ دے پاؤں تو اللہ اس سے پہلے مجھے اس دنیا سے اٹھالیں......یہ کیفیت حضور ﷺ پہ طاری ہوئی......اللہ قادر تھے......جس خدا نے ایک رات میں آسمانوں کی سیر کرائی......وہ اس رات حضور ﷺ کو پھر بیت المقدس لے جا سکتے تھے......لیکن ادب کے خلاف تھا......اس لئے حضور ﷺ فرماتے ہیں میں بیٹھا تھا کہ اچانک سامنے پہاڑی پر، اللہ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا......(۱) نبی ﷺ حضور ہیں بیت المقدس حاضر ہوا ہے......کہ محمد ﷺ تجھے

---

(۱) لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلا اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن آیاتہ وانا انظر الیہ (صحیح بخاری ص۵٤۸ ج۱، رقم ۳۵۹۷، ترمذی رقم ۳۰۵۸، مسلم رقم ۲٤۹، مسند احمد رقم ۱٤۵۰۲)

حاضر نہیں ہونا...... دنیا کو تیرے در پر حاضر ہونا ہے۔

آج آپ بتائیں!...... یہ جتنے حاجی جاتے ہیں یہ خود حاضر ہوتے ہیں یا حضور ﷺ کو حاضر کرتے ہیں؟...... (خود حاضر ہوتے ہیں)

نجاشی مسلمان بادشاہ تھا شاہ حبش کا جب انتقال ہو گیا...... حضور ﷺ کو اطلاع ملی ...... اس کی ساری سلطنت کے لوگ عیسائی تھے...... حضور ﷺ کے دل میں آیا...... اللہ! وہ میرا کلمہ پڑھنے والا تھا...... اتنی دور فوت ہو گیا ہے...... مجھ محمد ﷺ کا دل چاہتا ہے...... میں اس کے جنازے میں شریک ہو جاؤں...... حضور ﷺ چلے جاتے...... دنیا کہتی محمد ﷺ حاضر ہو گئے...... حدیث میں آتا ہے حضور مسجد نبوی میں تھے صحابہ حاضر تھے اللہ نے نجاشی بادشاہ کا جنازہ حضور ﷺ کے سامنے حاضر کیا کہ محمد ﷺ جنازہ بادشاہ کا ہو تیرے دربار میں حاضر ہوگا...... تجھے کہیں حاضر نہیں ہونا۔(۱) ارسلنک شاھداً

حدیث کی کتابیں پڑھیے...... حضور ﷺ جب کسی صحابی کے ہاں تشریف لے جاتے تھے صحابی یوں تو کہتا تھا کہ محبوب تشریف لائے...... یارسول اللہ ﷺ! آقا ﷺ آئے ...... کسی جگہ یہ نہیں حضور رسول اللہ ﷺ محمد حاضر ہوئے ہیں...... اس لئے یہ عقیدہ بنانا پڑے گا کہ محبوب ﷺ اپنے گنبد خضریٰ روضۂ اطہر میں، ساری کائنات محبوب کے دروازے پر جاتی ہے۔ ارسلنک شاھداً...... پیغمبر ﷺ نے اللہ کی ربوبیت کی گواہی دی ہے...... حضور ﷺ نے اپنی نبوت کی گواہی دی ہے...... محبوب ﷺ نے مسلمانوں کے ایمان کی گواہی دی ہے...... صحابہ کے ایمان کی گواہی دی ہے اہل بیتؓ کی عظمت کی گواہی دی ہے...... عذاب

(۱) صحیح بخاری ص۷ ۴ ۵ ج ۱،رقم ۳۵۸۸،صحیح مسلم الجنائز رقم ۱۵۸۲،۱۵۸۳،۱۵۸۴،سنن نسائی الجنائز رقم ۱۹۴۷،۱۹۴۸،۱۹۴۴،مسند احمد رقم ۱۳۶۳۵،۱۳۹۱۱،۱۴۲۹۹،۱۴۳۶۰،۱۴۳۸۱،۱۴۷۵۴،۱۴۴۳۴،

قبر کے حق ہونے کی گواہی دی ہے...... یہ تمام باتوں کی شہادت پیغمبر نے دے کر دنیا کو دعوت دی کہ لوگو! مجھ پر اعتماد کرلو...... جب میں سچا ہوں تو جس کو میں سچا کہتا ہوں...... اس کو بھی سچا مانو...... یہ حضور ﷺ کی پہلی تبلیغ ہے۔

حضور ﷺ بشیر بھی اور نذیر بھی:

دوسرا انداز حضور ﷺ کی دعوت کا شَاهِداً وَّمُبَشِّراً وَّنَذِيراً ...... کہ اللہ کے نبی ﷺ نے بشیر بن کر بھی دنیا کو دین کی دعوت دی...... اور نذیر بن کر بھی حضور ﷺ نے دنیا کو دین کی دعوت دی۔

بشیر کا معنیٰ ہوتا ہے خوشخبری دینے والا، اور نذیر کا معنیٰ ہوتا ہے...... اللہ کے خوف سے ڈرانے والا...... ایک بات اس پر یاد کرلیں! کہ انبیاء علیہم السلام سابقین کے متعلق قرآن میں ہے کہ اللہ کہتا ہے...... ہم نے ان کو نذیر بنا کر بھیجا...... ان کو بشیر بھی بنا کر بھیجا...... لیکن کسی نبی اکیلے کو اللہ نے بشیر و نذیر اکٹھا نہیں کہا کہ بیک وقت وہ بشیر بھی ہو اور نذیر بھی ہو...... ایسا نہیں یہ اکیلے صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے...... جس میں اللہ نے دونوں صفتوں کو جمع کیا کہ میرے پیارے تو بشیر بھی ہے، نذیر بھی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جلالی نبی تھے...... نذیر تو تھے...... امت کے لئے بشیر نہیں تھے...... بڑے سخت لہجے میں گفتگو کرتے تھے، جذبات میں آ کر بات کرتے تھے، سختی سے گفتگو کرتے تھے، حتیٰ کہ فرعون کے دربار میں گئے...... لہجہ نرم تھا...... لیکن بات سختی والی تھی کہ اللہ کے عذاب سے ڈرایا تھا...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں بشیر کی صفت غالب تھی...... بڑے نرم مزاج تھے حتیٰ کہ ان کی امت میں جو نرمی کا پہلو ہے...... وہ اتنا ہے کہ اگر ایک آدمی ایک تھپڑ مارتا ہے تو منہ کا دوسرا حصہ اس کے آگے کردو کہ لو اس طرف بھی مارلو...... لیکن پیغمبر ﷺ کی صفت ہے۔ بشیرا و نذیرا...... ''اے پیغمبر ہم نے آپ کو خوشخبری دینے

والا بھی بنایا''۔ نذیر اللہ کے خوف سے ڈرانے والا بھی، آپ بشیر بھی ہیں نیکوں کو جنت کو خوشخبری دیدیں نذیر بھی ہیں بدکاروں کو خدا کے خوف سے ڈرائیں بشیر بھی ہیں اہل ایمان کو جنت کی بشارت دیں...... نذیر بھی ہیں کافروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔

اللہ کے محبوب ﷺ بیک وقت پوری جماعت صحابہؓ کو بشارت بھی دیتے تھے ...... انذار بھی کرتے تھے...... اس لئے اصول تبلیغ میں یہ بات ہے کہ جب تبلیغ کرے لوگوں کو خوشخبری کی باتیں بھی سنائے، ڈراؤنی باتیں بھی سنائے، جنت کا منظر بھی پیش کرے، جہنم کی کیفیات بھی پیش کرے، صرف جنت کے مناظر بیان کر کے لوگوں کو خوش کر دیا جائے، یا جہنم کا خوف دلا کر صرف ڈرایا جائے...... دونوں پہلو نہ بیان کئے جائیں تو بعض دفعہ ایمان میں استقامت پیدا نہیں ہوتی...... جنت کی خوشخبریاں سن سن کر آدمی یہ کہہ دیتا ہے کہ جتنے بدکار سہی، لیکن آخر کار جنت میں جائیں گے...... اتنی سستی نعمت ہے اللہ اس کی نیکی پر جنت دے دیں گے...... ایک دفعہ ''سبحان اللہ'' کہنے پر، اتنا ثواب مل جاتا ہے، اتنے درخت لگ جاتے ہیں، جنت ہمارا حصہ ہے، اور اگر صرف انذار ہو خوشخبری نہ دی جائے، تو بعض اوقات آدمی پریشان ہو جاتا ہے، اور یہ کہہ دیتا ہے اللہ میں بدکار تو ہوں میں نے جہنم میں تو ویسے ہی جانا ہے تو نے بھیجنا تو ہے ہی ہمارے لئے کونسی خوشخبری کی بات ہے ......؟ ہمیشہ جہنم کا پہلو ہمارے آگے آیا ہے...... اس جہنم میں تو ہم نے جانا ہے پھر بُرے کام کریں نیکی کر کے کیا فائدہ مایوسی پیدا ہوتی ہے...... اس لئے پیغمبر ﷺ بشیر بھی نذیر بھی تھے...... آپ نے اچھائیاں بھی بتائیں، برائیوں سے بھی آگاہ کیا...... سچی باتوں کی بھی محبوب ﷺ نے خوشخبری دی...... بری باتوں سے بھی ڈرایا تا کہ دونوں پہلو سامنے آئیں کہ نیکی کی باتیں سامنے رکھ کے نیکی کی ترغیب پیدا ہو...... برائی کو سامنے رکھ کے اس سے بچنے کی ترغیب پیدا ہو۔ پیغمبر ﷺ نے ترہیب بھی دی ترغیب بھی دی...... آپ نے سمجھایا بھی

ہے......ڈرایا بھی ہے ہدایت کا راستہ بھی بتایا ہے برے راستہ سے بھی روکا ہے۔

حضور ﷺ کی دوصفتوں کی وضاحت:

اس لئے قرآن نے کہا "شاھداً و مبشراً و نذیراً"......پیغمبر ﷺ آپ نے امت کو خوشخبری بھی دی ہے اور جہنم کے عذاب سے ڈرایا بھی ہے......یہ حضور ﷺ کی دو صفتیں ہیں اور پورا قرآن ان سے بھرا ہوا ہے......جنت کے واقعات کی نعمتیں اہل جنت پر انعامات یہ ساری کی ساری پیغمبر ﷺ کی بشارتیں ہیں......اور نذیر اللہ کے نبی ﷺ نے ڈرایا......انذار کا معنی ہوتا ہے......ڈرانا اور ڈرانے میں ایک بات ذہن نشین کیجئے!......ایک پہلو تو ڈرانے کا یہ ہے کہ ہتھیار اٹھا کر، چھرا اٹھا کر، ڈنڈا اٹھا کر کہو مانتا ہے تو ٹھیک ورنہ مارتا ہوں یہ بھی ڈرانا ہے......پیغمبر ﷺ اس انداز سے ڈرانے نہیں آئے تھے......انذار کی صحیح تعریف ڈرانے کا صحیح مفہوم کیا ہے؟......انذار جس سے پیغمبر ﷺ نے ڈرایا......اس کے ڈرانے کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی ایک راستہ پر جارہا ہے......آگے ایک دوست مل گیا......اس نے کہا......آپ یہ راستہ بدل لیں......دوسرے راستہ سے چلے جائیں......اس لئے کہ یہ راستہ خراب ہے......اب آنے والے مستقبل میں جو اندیشہ اور خطرہ ہو......اس سے قبل از وقت آگاہ کردیا جائے......اس کو عربی میں انذار کہتے ہیں......حضور ﷺ منذر تھے...... نذیر تھے......جو قبر میں آنے والا عذاب ہے......جو محشر میں آنے والا حساب و کتاب ہے ......جو جہنم کی کیفیات ہیں......اس کے بعد میں آنے والے عذاب سے پیشگی پیغمبر ﷺ نے خبردار کیا ہے۔

نذیراً ڈرایا ہے......اور یہ اللہ کے نبی کی صفت ہے......اور علماء نے یہ بھی لکھا ہے......کہ اپنے بیان میں جب بھی وعظ و نصیحت کی جائے۔ مبلغ کو تبلیغ کرتے ہوئے......مقرر کو تقریر کرتے ہوئے......واعظ کو وعظ کرتے ہوئے......استہزاء اور مذاق کا۔

انداز اختیار نہیں کرنا چاہئے......اس لئے کہ بعض دفعہ آدمی کسی اچھی بات کی خوشخبری دیتے ہوئے مذاق بھی کر لیتا ہے......فوراً نذیر کا جملہ کہا کہ تم نے جو بات کہنی ہے......اس کی نسبت اللہ اور رسول کی طرف ہوگی......اس لئے اس میں مذاق کا انداز نہیں......انذار کا انداز ہونا چاہئے!......اس لئے قرآن نے حضور ﷺ کی یہ صفت بیان کی یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ٥ قُمْ فَاَنْذِرْ ٥ حضور ﷺ لحاف لپیٹ کر سوئے تھے......اللہ نے کہا میرے پیارے لحاف اوڑھ کر سونے والے محبوب آپ کھڑے ہو جائیے!۔فانذر! آپ کے ذمہ ایک ہی کام ہے...... کہ یہ جو ساری خلق خدا کفر میں گھری ہوئی ہے......ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں دیکھیں!......وہ پہلا حضور ﷺ کا وعظ تھا اور جب آپ نے وعظ کیا......اس وقت سارے کافر تھے، مومن نہیں تھے تو کافروں کے لئے انذار ہوتا ہے......اس لئے قرآن نے کہا قُمْ فَاَنْذِرْ کھڑے ہو جاؤ!......اور ڈرائیے......خوشخبری اہل ایمان کے لئے ہے...... اس لئے جہاں جنتیوں کا تذکرہ ہے......وہاں ہے۔بشر المومنین ٥ بشر الصابرین ٥ وبشر الذین ......ان کو خوشخبری دیجئے! خوشخبری ہے، اہل ایمان کے لئے......خوشخبری ہے اعمال صالحہ کرنے والوں کیلئے......خوشخبری ہے صبر کرنے والوں کے لئے......اور جہاں کفر کی طاغوتی طاقتیں سامنے آئیں......وہاں پر خوشخبری کی باتیں اثر انداز نہیں ہوتیں خوشخبری سے لوگ مذاق اڑاتے ہیں وہاں منذر رہے کہ ایسا انداز ہو کہ آپ کے چہرہ سے بھی خوف ٹپک رہا ہو......اور ان کو بھی آپ خوف دلا رہے ہوں۔

حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ جب جنت کا تذکرہ کرتے پیغمبر ﷺ کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا محسوس ہوتا......حضور ﷺ جب جہنم کا تذکرہ کرتے تو اللہ کے پیغمبر ﷺ کے چہرہ سے خدا کی جلالت اور قہاریت کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

مولانا عبدالشکور دین پوریؒ ہمارے بہت بڑے عالم اور بزرگ گزرے ہیں......

اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین) حضرتؒ فرمایا کرتے تھے جنت اور جہنم کیا ہے؟...... جنت نبی کی رضا کا نام ہے، جہنم پیغمبر ﷺ کے غصہ کا نام ہے...... نبی مسکرائے تو جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں...... نبی ﷺ غصہ میں آئے تو جہنم بھڑک اٹھتی ہے۔

اللہ کے عذاب سے کھلم کھلا ڈرانا:

،شاھداً و مبشراً و نذیراً...... پیغمبر ﷺ نے ڈرایا بھی ہے، سمجھایا بھی ہے...... یہ پیغمبر ﷺ کا انداز ہے کہ قم فانذر محبوب اٹھئے...... اور ڈرایئے...... اور پھر حضور ﷺ نے ڈرایا کیسے؟...... حضور ﷺ نے اسی فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر سب کو جمع کر کے جب اپنی صداقت کی بات پوچھ لی...... تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک جملہ کہا حضور ﷺ نے فرمایا! میری قوم والو! اِنَّمَا اَنَا نَذِیْرُ الْعُرْیَانُ...... وہاں بھی لفظ نذیر کو استعمال کیا...... میں تم سب لوگوں کو اللہ کے عذاب سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں...... فرمایا! نَذِیْرُ الْعُرْیَانُ ...... پیغمبر ﷺ کافروں کے جھمگھٹے میں کھڑے ہیں...... چاروں طرف کافر ہیں...... اور نبی کھل کر کہتا ہے میں آج تم سے کھلی بات کہنا چاہتا ہوں تمہیں اس عذاب سے ڈراتا ہوں جو عذاب تمہارے لئے تیار ہے اگر تم نے میری بات نہ مانی تو اس عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

مبلغ اسلام کا انداز:

اس لئے مبلغ کا وظیفہ اور وطیرہ یہ ہونا چاہئے کہ اسے قوم کے خوف کی وجہ سے، لوگوں کی ملامت کی وجہ سے، دنیا کی باتوں کی وجہ سے، اس کو ایسا انداز نہیں اختیار کرنا چاہئے کہ لوگ مجھے واہ واہ کریں...... بلکہ کھل کر بات کہہ دے جو بات دل میں آتی ہے اسے زبان پر لے آئے...... لیکن کہنے کے لئے حکمت کو سامنے رکھے...... موعظت حسنہ کا انداز

ہو.....لیکن کہے کھل کرتا کہ پیغمبر ﷺ کی صفت نذیر کا غلبہ ہو جائے.....اللہ کے نبی مبشر بن کر بھی تشریف لائے۔حضور ﷺ دنیا میں نذیر بن کر بھی تشریف لائے.....آپ ﷺ نے بشارت بھی دی ہے.....اللہ کے نبی ﷺ نے ڈرایا بھی ہے.....اور اگر آپ اس پہلو کو پڑھتے چلے جائیں تو حیران ہوں گے.....نماز پڑھنے والے کو بشارت دی ہے۔ عذاب قبر سے نجات ملے گی.....دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملے گا.....دنیا میں رزق کے دروازے کھلیں گے.....موت کے وقت کلمہ کی سعادت نصیب ہوگی.....بغیر حساب کتاب کے جنت کا داخلہ ملے گا.....پل صراط سے بجلی کی رفتار سے گزرو گے.....و نـــذیــراً اور پیغمبر ﷺ نے اس بات سے ڈرایا ہے.....کہ اگر تم نے اللہ کی بات نہ مانی، اللہ کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کی،

بے نمازی کا انجام:

بے نمازیو! خدا کے رسول نے ڈرا کر بتایا ہے.....کہ بے نمازی کو موت کے وقت اتنی تکلیف ہوتی ہے.....جیسے ململ کے کپڑے کو پانی میں ڈبو کر خاردار درخت پر ڈال کر کھینچا جائے تو وہ مشکل سے کھینچتا ہے اس کی روح بڑی مشکل سے نکلتی ہے۔(۱) بے نمازی کے لئے نیک لوگوں کی دعاؤں میں حصہ نہیں ہوتا..... بے نمازی آدمی کو اللہ عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں..... بے نمازی آدمی کے چہرے سے صلحاء کا نور ختم ہو جاتا ہے..... بے نمازی آدمی کو قبر اتنا دباتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں..... بے نمازی آدمی قیامت کے دن خدا کے دربار میں اٹھے گا بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا سامنے نہیں سینہ چیر کے ہاتھ اندر ڈال کے اُلٹی طرف سے نکال کر نامۂ اعمال دیا جائے گا..... پل صراط

(۱) مشکوۃ المصابیح ص۱۴۲ ج۱

سے گزرتے ہوئے ایندھن بن کرجہنم میں گرے گا ......جہنم کے کئی طبقات ہیں سب سے آخری طبقہ کا نام ویل ہے اس میں اس بے نمازی کوڈالا جائے گا......جس کوایک نماز قضاء کرنے کی وجہ سے جہنم میں اسی غوطے دیئے جائیں گے ایک ایک غوطہ دنیا کے اسی ۸۰ سال کے برابر ہوگا۔

ونذیراً سمجھایا بھی، ڈرایا بھی، بشارت بھی دی، یتیم کے سر پر ہاتھ رکھو! جتنے بال آئیں گے......اتنی نیکیاں ملیں گی۔(۱)

ونـــذیـــراً اورڈرایا کہ یتیم کا مال کھانے والو اپنے پیٹ میں یتیموں کا مال نہ بھرا! جہنم کے انگارے بھر رہے ہو......بشارت دی۔أَنَـــا وَ كَـــافِـــلُ الْيَتِيْـــمِ فِـــىْ الْـجَـنَّـةِ ......(۲)"میں اوریتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں اکٹھے جائیں گے"۔

ونـــذیـــراً اورپیغمبر ﷺ نے ڈرایا......اگرکوئی کسی کی زمین ایک بالشت بھی اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے قیامت کے دن خدا اسے سات زمینوں کی تہہ تک دھنسا دیں گے...... میرے پیغمبر ﷺ نے بشارت بھی دی......انذر بھی کیا ہے۔(۳)

ہمسائے کے حقوق:

چوہدریو، وڈیرو، سرمایہ دارو سنو! میرے نبی ﷺ نے کہا اپنے مکان کی دیوار اتنی اونچی نہ کر، اگرکسی غریب کی ہوا رک گئی......خدا قیامت کے دن تجھے جنت کی ہوا سے محروم کردے گا۔میرے نبی ﷺ نے نذیر بن کر بتایا ہے امت کو سارے مسئلے سکھائے ہیں۔

ایک حدیث سناؤں غور کریں!......حضور ﷺ نے فرمایا! گھر میں گوشت پکا رہے

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص۴۲۳ ج۲ (۲) صحیح بخاری ص۸۸۸ ج۲ رقم ۴۸۹۲، ۵۵۴۶، صحیح مسلم باب فضل الحسان الی الیتیم رقم ۴۷۶۵، مشکوۃ المصابیح ص۴۲۲ ج۱، سنن ابی دالد الادب رقم ۴۴۸۲ مسند احمدرقم ۲۱۷۵۴، ۱۲۰۴، ترمذی ص۱۳ ج۲ رقم ۱۸۴۱، ۱۸۲۷، (۳) مشکوۃ المصابیح ص۲۵۶ ج۱

ہو، تمہیں پتہ ہے، ہمسایہ غریب ہے، ان کے پاس پکانے کو دال بھی نہیں ہوگی...... پتہ نہیں کہ وہ روٹی کیسے کھا رہے ہوں گے...... فرمایا! اپنے گوشت کو بھونتے ہوئے اتنی تیز آنچ نہ دینا کہ اس کی ہوا ہمسائے کے گھر جائے اور اس کے بچے یہ کہیں...... امی ابو! آج ان کے گھر گوشت پکا ہے...... ہمارے پاس کچھ نہیں...... اگر رات کو ان کے بچوں کو نیند نہ آئی، یا ان کا دل دکھ گیا...... فرمایا! خیال کرو کہیں خدا قیامت کے دن تمہیں جنت کی نعمتوں سے نہ محروم کر دے...... میرے نبی ﷺ نے خوشخبری بھی دی...... انذار بھی کیا ہے...... فرمایا! اِذَا طَبَخْتَ مَرِقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَ هَا (۱) اور کچھ نہیں ہوسکتا...... تجھ سے گھر میں کھانا تیار کرتا...... سالن پکاتا ہے...... اوئے بوٹیاں نہیں...... شوربا زیادہ کر کے ہمسائے کے گھر بھیج دیا کرتا کہ ہمسائے کا حق ادا ہو جائے۔ اللہ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین ٥

---

(۱) صحیح مسلم ص۳۲۹ ج۲ باب ماجاء فی الحول، ترمذی الاطعمہ رقم ۱۷۵۶، ابن ماجی الاطعمہ رقم ۳۳۵۳، مسند احمد رقم ۲۱۴۱۷، ۲۰۳۶۱، ۲۰۵۲۵، ۲۰۴۵۸، الدارمی رقم ۱۹۸۹، مشکوۃ ص۱۷۱ ج۱

دینی مدارس اور کالج

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَم...... ٥ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّه' مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلٰی خَیْر خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَآرَکَ وَسَلَّمْ............ مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمْ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمَ...... ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمَ ...... ٥واتینا دائود وسلیمان علما...... قال النبی ﷺ ایهاالناس تعلموا العلم وعلموه الناس وتعلموا الفرائض وعلموهاالناس وتعلموا القرآن وعلموه الناس انی امر ء مقبوض ویقبض العلم بقبض العلماء وقال رسول الله ﷺ القرآن حجة لك او علیك قال رسول الله ﷺ خیرکم من تعلم القرآن وعلمه...... اوکما قال رسول الله ﷺ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمَ ٥ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمَ ٥ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ ٥وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اشعار:

رسول مجتبیٰ کہیے محمد مصطفیٰ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیے
شریعت کا ہے یہ اسرار کہ ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضہ ہے کہ محبوب خدا کہیے
جبین و رخ محمد کے تجلی ہی تجلی ہے

جسے شمس الضحیٰ کہیے جسے بدرالدجیٰ کہیے
جب ان کا ذکر آئے دنیا سراپا گوش ہوجائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صل علیٰ کہیے
شاہکار دست قدرت ہے جمال مصطفیٰ
چشم عالم نے نہیں دیکھی مثال مصطفیٰ
اللہ اللہ عظمت صحابہ آل مصطفیٰ
وہ تھے بدر مصطفیٰ یہ غلام مصطفیٰ
سر سے لیکر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جسے منہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے
حسن مصطفیٰ کو دیکھ کر سوچتی ہے یہ دنیا
وہ مصور کیسا ہوگا جس کی تصویر ہے

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم......واجب الاحترام......بزرگو......دوستو بھائیو......!

جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ سالانہ تبلیغی اصلاحی اجتماع ہے...... پہلے دن کی عشاء کے بعد کی نشست ہے......الحمدللہ دن کی نشستوں میں ختم بخاری کی تقریب ہوئی......جس میں اکابرین بالخصوص میاں صاحب مدظلہ (میاں مسعود احمد دین پوری) بھی تشریف لائے......ان کے مواعظ حسنات سے آپ لوگ مالا مال ہوئے......اور انشاء اللہ بہت ہی جلد ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المومن شاہ صاحب بخاری تشریف لانے والے ہیں......ان کا آپ بیان سنیں گے......ان کی تشریف آوری سے قبل چند ایک باتیں دینی مدارس کے حوالے سے آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

امتیاز انسانیت:

قابل قدر دوستو......اور بھائیو......!اللہ تعالی نے انسان کو کائنات کی تمام چیزوں پر فضیلت عطاء کی ہے......اور اس فضیلت کا سب سے بڑا سبب علم ہے...... ہمارے بزرگ عالم دین حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کی ایک کتاب ہے ......جس کا نام امتیاز انسانیت ہے......میں اکثر پڑھے لکھے لوگوں کو کہا کرتا ہوں...... کہ آپ قاری صاحبؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیا کریں......قاری صاحب نے پوری کتاب صرف اس عنوان پر لکھی ہے۔

فرشتوں کا علم:

اللہ تعالی نے انسان کو تمام چیزوں پر فضیلت علم کی وجہ سے عطاء فرمائی ہے......آپ اس میں علمی تشخص کو دیکھیں اندازہ فرمائیں...... کہ اللہ نے جو علم کا مقام انسان کو دیا ہے......وہ فرشتوں کو نہیں......جنوں کو نہیں...... بلکہ کتابوں میں لکھا ہے...... کہ میرے اور آپ کے دائیں بائیں کندھے پر بیٹھ کر فرشتے جو اعمال لکھتے ہیں ...... یہ دن رات تبدیل ہوتے رہتے ہیں......جو دن کے فرشتے شام کو گئے ہیں...... یہ صبح چلے جائیں گے......اور شام والے آجائیں گے...... یہ جو دن کو فرشتے گئے رات والے فرشتوں کو کوئی علم نہیں...... کہ دن والوں نے کیا لکھا ہے۔

دن کے فرشتوں کو کوئی علم نہیں...... کہ رات والے فرشتے کیا اعمال لکھیں گے۔

دائیں فرشتے کو کوئی پتہ نہیں بائیں کندھے والا فرشتہ کون سا عمل لکھ رہا ہے۔

اور بائیں کندھے والے فرشتے کو کوئی علم نہیں...... کہ دائیں کندھے والے فرشتے کون کون سی نیکیاں لکھ رہے ہیں۔

میرے فرشتوں کو کوئی پتہ نہیں...... کہ آپ کے فرشتوں نے کون سے اعمال لکھے

ہیں۔

آپ کے فرشتوں کو کوئی علم نہیں...... کہ میرے فرشتے کیا عمل لکھ گئے ہیں...... فرشتوں کے علم کا یہ عالم ہے...... کہ ایک فرشتہ دوسرے کے علم سے واقف نہیں۔

عظمت ابوالبشر:

لیکن جب انسان کے علم کی باری آتی ہے...... تو اس کو حکم دیا گیا۔

اطلبو العلم من المهد الى الحد

کہ ماں کی گود سے قبر تک پوری زندگی علم سیکھتے رہو

اور یہ دینی تشخص ہے...... کہ جس کی وجہ سے اللہ نے اس کو یہ امتیاز عطاء کیا...... کہ علم آدم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملائكة ...... اللہ نے آدمؑ کو جو فضیلت عطاء فرمائی اس کا سبب بھی علم ہے۔

دو پیغمبرو کا تذکرہ:

میں نے جو آپ کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی ہے ...... اس میں اللہ نے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ دو پیغمبروں کا تذکرہ کیا ہے۔

یہ وہ عظیم المرتبت پیغمبر ہیں ...... کہ جن کو دنیا کے اعتبار میں سب سے بڑا اعزاز یعنی حکومت ملی ہے۔

اور دین کے اعتبار سے سب سے بڑا اعزاز دو پیغمبروں کو اللہ نے علم عطاء کیا ہے

علم کے اعتبار سے بھی دونوں کامل اور دنیا کے حساب سے دونوں بادشاہ تھے......

لیکن جب اللہ نے ان کی عظمت کو بیان کیا...... تو فرمایا واتینا داؤد و سلیمان علما......

کہ ہم نے داؤدؑ و سلیمانؑ کو علم کی فضیلت سے سرفراز کیا۔

نہ یہاں نبوت کا تذکرہ کیا......نہ یہاں حکومت کا تذکرہ کیا۔

بلکہ علماء نے لکھا ہے......کہ اس میں اشارہ اس طرف ہے......کہ حکومت بھی وہی شخص چلا سکے گا......جس کے پاس علم دین ہوگا......اور نبوت کا اعزاز اللہ جس کے حصے میں رکھتے ہیں......اسے پوری امت میں سب سے بڑا کامل صاحب علم بناتے ہیں......یہی وجہ ہے......کہ ہر نبی اپنی امت کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے۔

علم کا مفہوم:

علم کسے کہتے ہیں......؟ اب وہ علم کون سا ہے......جس کی وجہ سے انسان کو عزت ملی ہے۔

کیا یہ وہ دنیاوی علوم......! جو میرے اور آپ کی نگاہوں میں ہیں......کہ کوئی شخص پروفیسر بن جاتا ہے......ڈاکٹر بن جاتا ہے......انجینئر بن جاتا ہے......جناب کوئی دنیا کی ڈگری حاصل کرلیتا ہے......دنیا کے فنون حاصل کرلیتا ہے......کیا اس کو علم کہا جاتا ہے......؟ یا اللہ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کو سیکھنے کا نام علم ہے۔

علم وہ ہے......کہ جس کے ذریعہ سے انسان اللہ تک پہنچ سکے۔

اللہ کے محبوب ﷺ کی باتوں کو پہچان سکے......یہ بات ذہن نشین کرلیجئے......کہ یہ دنیا کے جتنے علوم ہیں......جس کو میں اور آپ علم کہتے ہیں......کوئی انجینئر بن جاتا ہے......کوئی ڈاکٹر بنتا ہے......کوئی پروفیسر بنتا ہے......کوئی افسر بنتا ہے......یہ دنیا کے علم نہیں......یہ دنیا حاصل کرنے کے دولت کمانے کے فنون ہیں۔

علم صرف اسی کا نام ہے......کہ جس پر عمل کرنے سے آدمی اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ کا قرب حاصل کرتا ہے......یہ دنیا کے علوم ہیں......یہ دنیا کے فن ہیں۔

دولت کمانے کے طریقے:

توجہ سے میری بات کو سمجھنا..... جوتا سینا ایک فن ہے..... کوئی شخص موچی ہو جوتے بناتا ہو..... کیا خیال ہے..... آپ اسے شیخ الحدیث کہیں گے.....؟ نہیں..... یہ اس کا فن ہے علم نہیں ہے۔

ایک آدمی درزی ہے..... کپڑے سیتا ہے یہ اس کا فن ہے..... اس کا علم نہیں..... انجینئر بنتا ہے..... یہ اس کا فن ہے..... اس کا علم نہیں..... یہ دولت کمانے کا ایک طریقہ تو ہے..... اس کے پاس علم نہیں..... جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچے۔

اگر کوئی ڈاکٹر بن جاتا ہے..... یہ اس کی خام خیالی ہے..... کہ جناب یہ انسانیت کی ہمدردی کرتا ہے..... یہ لوگوں کا علاج مفت کرے گا..... مخلوق کی خدمت کرے گا..... یہ بالکل غلط تصور ہے..... یہ دولت کمانے کا ایک فن تو ہے..... اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں..... رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں..... یہ دنیا کے جتنے ہی یہ علوم ہیں..... یہ دولت کمانے کے فن ہیں..... علم نہیں۔

علم وہ ہے..... کہ جس کے ذریعہ سے بندہ اللہ اور اس کے نبی ﷺ تک پہنچے۔

علوم مدارس:

اور وہ ان دنیاوی اداروں سے آپ کو نہیں ملے گا..... اسکولوں سے نہیں ملے گا..... کالجوں سے نہیں ملے گا..... یونیورسٹیوں سے نہیں ملے گا..... وہ علم دین اگر اللہ نے رکھا ہے..... تو وہ ان دینی درسگاہوں کے حصے میں رکھا ہے..... جو درسگاہیں میرے اور آپ کے سامنے موجود ہیں..... جن میں کتاب اللہ کی تعلیم دی جاتی ہے..... سنت رسول ﷺ سکھائی جاتی ہیں..... احکام شریعت سکھائے جاتے ہیں..... اسلامی فلسفہ بتایا جاتا ہے..... اور وہ اکابرین کہ جن کے ذریعہ سے ہم تک یہ دین پہنچا ہے..... ان کے

حالات زندگی بتائے جاتے ہیں...... یہ وہ علم ہے...... کہ اس علم کو سیکھنا درحقیقت دین اسلام کو سیکھنا ہے...... وہ دنیا کے فنون ہیں یہ دین کا علم ہے۔

تعلیمی معیار:

لیکن کتنی ہماری کوتاہ نظری ہے...... اور کتنی بدنصیبی کی بات ہے...... کہ آپ کے پاکستان میں جس وقت مردم شماری کے کاغذات چھپتے ہیں...... پچھلے دنوں پورے ملک میں اس کا سروے ہوا تھا...... اس میں باقاعدہ ایک خانہ تھا...... جس میں تعلیم مقدار خواندگی لکھی ہوئی تھی...... وہ آدمی جب کسی عالم سے پوچھتا ہے...... مولوی صاحب......! آپ کی تعلیم کیا ہے......؟ میرے پاس جب آیا اس نے کہا...... مولوی صاحب......! آپ کی تعلیم کیا ہے......؟ میں نے کہا فارغ التحصیل ہوں...... وہ کہنے لگا......! میں یہ نہیں پوچھتا ہوں آپ کی تعلیم کیا ہے......؟ میں نے کہا...... کہ دورہ حدیث پڑھا ہوا ہے...... وہ کہنے لگا......! میں یہ نہیں پوچھتا...... میں پوچھتا ہوں آپ کی تعلیم کیا ہے...... میں نے کہا...... کہ وفاق کا فارغ ہوں...... وہ کہنے لگا...... کہ آپ اپنی تعلیم بتائیں......؟ میں نے کہا...... میں نے حضرت درخواستیؒ سے تفسیر پڑھی ہے...... وہ کہنے لگا...... میں یہ نہیں پوچھتا...... میں پوچھتا ہوں ......آپ کی تعلیم کیا ہے ......؟ میں نے کہا تیرے نزدیک تعلیم کا معیار کیا ہے......؟

اس نے کہا...... ہمارے کاغذات میں تعلیم اسے کہتے ہیں...... کہ جو پہلے پرائمری کر کے مڈل کرے...... ایف اے کرے...... بی اے کرے...... ایم اے کرے...... پی ایچ ڈی کرے...... اس کو تو علم کہتے ہیں...... جو آپ نے پڑھا ہے...... ہماری زبان میں وہ علم نہیں ہے۔

محکمہ تعلیم کا بجٹ:

مسلمانو......! کتنے بڑے افسوس کی بات ہے...... کہ جس ملک کو اسلام کے نام پر بنے ہوئے آج آدھی صدی بیت چکی ہے...... وہاں کے حکمرانوں کو اتنی عقل نہیں آتی...... کہ علم کہتے کس کو ہیں۔

کتنے بڑے ظلم کی بات ہے ......اور حقیقت حال یہ ہے...... کہ لاکھوں نہیں ......اربوں روپیہ محکمہ تعلیم پہ خرچ ہوتے ہیں......اور وہ تعلیم کے لئے باقاعدہ بجٹ مقرر کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی تعلیم پر......ان فقراء کا......ان غرباء کا......ان عام مسلمانوں کا اللہ مال قبول کرتا ہے ......اللہ ان کی دولت کو قبول نہیں کرتا......ان کا مال و دولت یقیناً ان لوگوں پر خرچ ہوتا ہے۔

لیکن اگر آپ غور کریں سچی بات یہ ہے......اور حقیقت حال یہ ہے...... کہ ایک وہ ادارے ہیں اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں اور ایک یہ ادارے ہیں ...... جو ہماری دینی درسگاہیں ہیں۔ایک کام انہوں نے کیا......اور ایک کام ہم نے کیا۔

سچی بات کہتا ہوں...... آپ ان کا بھی تعلیمی موازنہ کریں......اور ہمارے ماحول کو بھی دیکھیں......کبھی تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں......اور فکر کریں......تو آپ کو یہ حقیقت پتہ چلے گی ...... کہ آپ نے جو ایلمنٹری کالج بنائے...... ان میں جو باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے...... کہ اسکولوں میں بچوں کو پڑھانے کا طریقہ کیا ہے......؟ اس پر ہزاروں روپے ایک ایک ٹیچر کو تیار کرنے کے لئے خرچ ہوتے ہیں......لیکن ان کالجوں میں پڑھنے کے بعد جو لڑکے تیار ہوتے ہیں......اس کا نتیجہ آپ لوگوں کے سامنے ہے۔

عصری درسگاہوں کی کارکردگی:

آپ نے کبھی غور نہیں کیا...... پچھلے دنوں آپ کی پاک فوج نے ایک سروے کیا تھا...... اللہ اس فوج کو بھی سلامت رکھے...... اس نے بڑے بڑے کام دکھائے ہیں...... جس وقت وہ سروے ہوا تھا...... ایک ایک ایس ڈی او نے سینکڑوں سکول تباہ کیے ہیں...... اساتذہ تنخواہیں لے کر گھر بیٹھ جاتے ہیں...... بچے سارا دن بستے گھما کر شام کو واپس آ جاتے ہیں...... جہاں تعلیم دینے والا کوئی نہیں...... جن کو تم نے تیار کیا ہے...... ان کا حشر یہ ہے۔

محکمہ ہسپتال کی حالت:

تم نے میڈیکل کالج بنائے...... اس وقت سول ہسپتال میں چلے جائیں...... آپ کو موقع پر کوئی ڈاکٹر بھی نہیں ملے گا...... مریض دم توڑ رہا ہے...... لیکن ڈاکٹر نہیں ملتا...... جس کو تم نے تعلیم کہا...... انسانی ہمدردی کہا...... اس کا نتیجہ یہ ہے...... تم اپنے کام میں ناکام ہو چکے ہو...... گورنمنٹ جس کو تعلیم کہتی ہے...... وہ نظام تعلیم میں فیل ہو چکی ہے۔

ایلمنٹری کالج تم نے بنائے...... تم اس میں ناکام ہو چکے ہو۔

میڈیکل کالج تم نے بنائے...... تم اس میں ناکام ہو چکے ہو۔

تحدیثاً بالنعمت کہتے ہیں...... کہ ہمارے دینی اداروں نے جو کام اپنے ذمہ لیا ہے...... وہ اس میں سو فیصد کامیاب و کامران ہیں۔

آج اس درسگاہ کی کارکردگی آپ کے سامنے آئی...... چودہ طالب العلم صرف اس درسگاہ سے فاضل بن کر سند فراغت لے کر دستار فضیلت لے کر ملک کے پورے عرض میں پھیلیں گے۔

مدارس کی کارکردگی:

اب سے کچھ دن پہلے میں اور مولانا سیف الرحمٰن صاحب درخواستی سرحد کے دورہ پر گئے تھے......ہم نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں دیکھا اتنا بڑا ہال کہ جس میں پانچ ہزار آدمی بیٹھ سکتا ہے......اس بہت بڑے ہال میں ساڑھے سات سو طالب العلم دورہ حدیث کے وہاں موجود تھے......یہ صرف ایک درسگاہ کی میں بات کرر ہا ہوں......میں یہ بتانا چاہتا ہوں ......کہ یہ ہماری درسگاہوں کی کارکردگی ہے......جن کو ہم نے تیار کیا ہے......وہ اپنے معاملات میں اتنے خودکفیل ہیں......ہم جو اپنے ذمہ کام لیا ہے۔

ہمارا کام مسجدوں کو آباد کرنا ہے۔

ہمارا کام اللہ کے نام کو بلند کرنا ہے۔

ہمارا کام اعلاء کلمۃ اللہ کرنا ہے۔

ہمارا کام کفر کی سازشوں کے سامنے دیوار بننا ہے

ہمارا کام ہر برائی کا مقابلہ کرنا ہے۔

جو کام ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے...... ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں ......تحدیث بالنعمت کہتے ہیں......ہم اپنے کام میں سو فیصد کامیاب وکامران ہیں۔

مراکز اسلام کو علماء نے آباد کیا:

آیئے آج اس کو تجزیہ کریں......ہم نے اپنے ذمہ ایک کام لیا ہے......ہم نے مسجدیں آباد کرنی ہیں...... یہ ہمارا کام ہے......مجھ سے پہلے چنیوٹی صاحب نے بڑی وضاحت سے یہ گفتگو کی ہے......کہ گرجے تو یقیناً بکے ہیں۔

اوئے ......جب تک دینی مدارس زندہ ہیں......مدارس میں پڑھنے پڑھانے والے موجود ہیں...... ایک مسجد بھی اللہ کی زمین پر فروخت نہیں ہوسکتی......کوئی بے غیرت

بے ایمان ہوتو علیحدہ بات ہے..... ورنہ مسلمان میں یہ طاقت نہیں..... کہ وہ اللہ کے گھر کو بیچ دے..... اور اگر کوئی ایسا کرے گا..... تو یقیناوہ جی نہیں سکے گا۔

میں عرض کرر ہاتھا..... کہ ہم نے اپنے ذمہ مسجد کی آبادی لی ہے ..... اور یہ ہمارا سب سے بہترین مشغلہ ہے..... اس پر ہم اللہ کا شکرادا کرتے ہیں۔

کیا خیال ہے..... پورے مجمع میں کوئی ایک آدمی کھڑے ہو کر یہ کہے..... کہ ہم نے مسجد بنائی ..... ہمیں امام کی ضرورت تھی..... ہم نے مسجد بنائی ..... ہمیں مؤذن کی ضرورت تھی..... ہم جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ میں گئے..... ہم نے مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی سے کہا..... ہم نے مفتی عبدالستار صاحب سے کہا..... مولانا نسیم احمد صاحب سے کہا..... کہ ہمیں امام کی ضرورت ہے..... ہمیں استاد کی ضرورت ہے..... جو وہاں پر نمازیں پڑھائے ..... جو وہاں پر اذانیں دے ..... اورانہوں نے کہا ہوگا..... کہ ہم خود کفیل نہیں ہیں ..... ہماری تو اپنی مسجد میں امام نہیں ..... ہم تمہیں کہاں سے دیں ..... ہم اپنے معاملہ میں خود کفیل ہیں..... ہم نے مسجدوں کو آباد کیا ہے۔

مدارس کا فیض:

ہم نے درسگاہوں کو آباد کیا ہے..... رمضان کا مہینہ آرہاہے..... اس میں قرآن کے حافظ، قرآن کے قاری مصلی پر کھڑے ہو کر اللہ کا قرآن سناتے ہیں ..... تراویح کے اندر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں ..... رمضان المبارک میں تراویح کا اہتمام حفاظت قرآن کا ایک خوبصورت ذریعہ ہے..... ہم تحدیث بالنعمت کہتے ہیں..... الحمدللہ یہ کام ان مدارس کی بدولت ہورہاہے۔

ان مدارس نے ہزاروں قرآن کے حافظ تیار کئے..... قاری تیار کئے ..... پہلے حافظ قاری کراچی قرآن سنانے جاتے تھے ..... وہاں کوئی حافظ نہیں ملتا تھا..... وہاں

درسگاہوں نے جنم لیا...... مفتی محمد شفیعؒ صاحب، سید بنوریؒ، شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب ان لوگوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے...... کہ وہاں ایک ایک درسگاہ سے چار چار سو قرآن کے حافظ تیار ہوتے ہیں...... وہ شہر اتنا خود کفیل ہو گیا ہے...... کہ تراویح کے لئے بچے لے جاتے ہیں...... حتی کہ چوراہوں میں کھڑے ہو کر بلاکوں میں کھڑے ہو کر چورنگیوں میں کھڑے ہو کر قرآن کا اہتمام کیا جا رہا ہوتا ہے ...... وہاں پر قرآن سنا سنایا جا رہا ہوتا ہے...... جو کام ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے...... ہم نے اس کو کر کے دکھایا ہے۔

لارڈ میکالے کا فرسودہ نصاب:

پھر آپ اس پر غور کریں...... جس فوج کو تم نے تیار کیا ہے...... جو لوگ تم نے جنم دیئے ہیں ...... جن اداروں میں تمہار نظام تعلیم ہے ...... اس نظام تعلیم سے موازنہ کرو...... جو تم نے پڑھایا...... وہ لارڈ میکالے کا نظام تعلیم تھا۔

جب انگریز برصغیر کو چھوڑ کر گیا تھا...... تو اس وقت لارڈ میکالے نے ایک جملہ کہا تھا...... کہ میں جا رہا ہوں...... لیکن ایک ایسا نظام تعلیم چھوڑ کر جا رہا ہوں...... کہ آئندہ نسل انگریز نہیں بنیں گے...... تو کم از کم مسلمان بھی نہیں رہیں گے...... ان کے مزاج میں تبدیلی آجائے گی...... ان کے اعمال میں تبدیلی آجائے گی...... اوئے کالے نظام تعلیم کو تم نے نافذ کیا۔

مدارس کا نصاب:

ہم تحدیث بالنعمت کہتے ہیں ...... یہ دینی مدارس میں جو نصاب تعلیم ہے ...... یہ وہ ہے...... جو اللہ تبارک وتعالی نے رسول اللہ ﷺ کو عطاء کیا تھا...... یہ بھی کوئی نصاب ہے...... جو تم پڑھاتے ہو۔

کوئی ہندوؤں کی لکھی ہوئی کتاب ہوتی ہے...... کوئی مرزائی کی لکھی ہوئی کتاب ہوتی ہے...... کوئی پروفیسر کی لکھی ہوئی کتاب ہوتی ہے...... ہوسکتا ہے ...... کہ وہ پروفیسر مرزائی ہو...... ہوسکتا ہے...... کہ وہ پروفیسر رافضی ہو...... ہوسکتا ہے...... کہ وہ عیسائی ہو۔

جس نے اس فن پہ کتاب لکھی ہو...... تمہارا مسلمان بچہ پڑھتا ہے۔

لیکن مدارس میں جو نصاب تعلیم پڑھاتے ہیں...... یہ وہ کتاب پڑھاتے ہیں...... جس کو بھیجنے ولا...... رب ہے...... جس کو لانے ولا...... جبرائیل ہے...... جس پر نازل ہوئی...... وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے...... اس نصاب کو پڑھ کر تعلیم کا نام کلام اللہ ہے...... جس کا پہلا مدرسہ کعبۃ اللہ ہے...... جس کو سب سے پہلے پڑھنے والی جماعت اصحاب رسول اللہ ہیں...... جو عمل کرے وہ ولی اللہ ہے...... بادشاہ پڑھے ظل اللہ ہے...... عورت پڑھے ا مۃ اللہ ہے...... عام آدمی پڑھے عبداللہ ہے...... یہ وہ کتاب ہے...... کہ جس میں دو ہزار دو سونانوے دفعہ لفظ اللہ آیا ہے۔

بچوں کو ادب مدارس نے سکھایا:

آج موازنہ کریں...... جو نصاب تم نے وہاں بچوں کو پڑھایا...... اور جو نصاب ہم نے ان بچوں کو پڑھایا...... ہمیں دہشت گردی کا نام دینے والو سن لو......! ہم نے اپنی قوم کو سب سے زیادہ ادب سکھایا ہے...... ہم نے ان کو اساتذہ اور والدین کا احترام سکھایا ہے...... تم کرسیاں اٹھا کر استاد کو مارتے ہو...... یہاں درسگاہوں میں فلاں استاد پڑھا رہا ہے...... سفید داڑھی والا شاگرد سامنے بیٹھا ہے...... استاد اس کو سزا دے...... تو اس کو جرات نہیں ہوتی...... کہ استاد کے سامنے زبان چلائے...... ہم نے ادب سکھایا...... اور تم نے بے ادبی سکھائی ہے۔

عصری نصاب کی خامی:

غور سے سنو......! ایک نصاب تم پڑھاتے ہو...... ایک نصاب ہم ان کو درسگاہوں میں پڑھاتے ہیں...... جو تم نے پڑھایا ہے...... وہ اتنا ناکام ہے...... اتنا ردی ہے...... اتنا بے کار ہے...... کہ ہر دو سال کے بعد بدلتا ہے...... ہر سکول کالج کی کتابیں ہر دو سال کے بعد بدلتی ہیں۔

اور جو ہم نے پڑھایا ہے...... جس دن سے اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر اتارا ہے...... اس دن سے لے کر آج تک پندرہ سو سال گزر چکے ہیں۔

قرآن کے حرفوں کوملاکر اس کے لفظ بناؤ......آیتوں کوملاکر اس کے رکوع بناؤ......رکوعوں کوجمع کر کے اسؐ کی سورتیں بناؤ......سورتوں کوجمع کر کے اس کے پارے بناؤ۔

الحمد سے والناس تک پورے قرآن کی سات منزلیں ......چودہ سجدے ......تیس پارے......ایک سوچودہ سورتیں...... پانچ سواٹھانوے رکوع......ان کو پڑھ بھی رہے ہیں بعینہ اسی طرح پڑھا بھی رہے ہیں۔

مدارس کے فضلاء:

محترم دوستو......!قرآن میں ہے...... کہ یہ کتاب ہم محفوظ سینوں میں رکھتے ہیں......جو سینے پیٹے جائیں...... چیرے جائیں ...... پھاڑے جائیں......اللہ ایسے گندے سینوں میں پاک کتاب نہیں رکھتا......کتاب محفوظ سینوں میں رہتی ہے......اور پھر یہ بات ذہن نشین کرلیں......کہ اس کی نسبت سے جن لوگوں کو جو سعادتیں ملی ہیں......کبھی آپ اس کا موازنہ کریں......یقیناً آپ نے دنیا کے لحاظ سے بڑے بڑے لوگ تیار کیے ہوں گے......لیکن جو سپوت ان درسگاہوں نے تیار کیے ہیں......تم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

امام اعظم امام ابوحنیفہؒ ان درسگاہوں سے پیدا ہوا ہے۔

امام مالکؒ جیسے عظیم انسان ان درسگاہوں سے پیدا ہوا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ جیساوہ آدمی کہ جس نے قرآن کی عزت کے لئے اپنے جسم پہ کوڑے برداشت کیے ہیں......وہ عظیم انسان ان درسگاہوں سے پیدا ہوا ہے۔

امام شافعیؒ جیسا ناشر الحدیث ان مدارس کی پیداوار ہے۔

امام بخاریؒ جس نے حاکم وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک جملہ کہا تھا......کہ تیرے بیٹے اگر میری درسگاہ میں بیٹھ کر یہ پڑھ سکتے ہیں......تو آئیں میں ان کے لئے نہ وقت کی تشخیص کروں گا......نہ ان کو تنہا بیٹھ کر پڑھاؤں گا......نہ ان کو پڑھانے کے لئے گھر آؤں گا دین تمہارا محتاج نہیں ہے......تم دین کے محتاج ہو......ورنہ بخاری وطن تو چھوڑ سکتا ہے......نبی ﷺ کی حدیث کو در در ٹھوکریں نہیں دلوا سکتا......ایسے غیور لوگ ان درسگاہوں نے تیار کیے ہیں۔

نہ اس جہاں کے رہے نہ اس جہاں کے رہے:

اور جو تم نے نصاب تعلیم پڑھایا ہے......اس میں تم نے بے غیرتی سکھائی ہے......ضمیر فروشی سکھائی ہے۔

ابھی علامہ چنیوٹی فرمار ہے تھے......ڈبل ایم اے کئے ہوئے بڑی بڑی ڈگریاں لے کر دھکے کھاتے ہیں......اور پولیس کانسٹیبل اور ادنی سپاہی لگنے کے لئے منتیں کرتے ہیں......نہ دنیا کے رہے نہ آخرت کے رہے......نہ اس جہاں کے رہے......نہ اس جہاں کے رہے۔

مئوذن کا دستر خوان:

حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے......کہ لوگو......! قرآن مجید پڑھنا سیکھ لو......اذان دینا سیکھ لو......کبھی بھوکے نہیں مروگے......مئوذن کے گھر میں شام کو اتنے کھانے آتے ہیں......کہ نواز شریف تو ویسے محروم ہو گیا ہے......شاید پرویز مشرف کے دستر خوان پہ اتنے کھانے نہ ہوں......جو ہمارے ایک اذان دینے والے کے گھر میں ہوتے ہیں......یہ اس دین کی برکت ہے......اور پھر اللہ تعالی اس کی وجہ سے ان کا حساب لوگوں کے دلوں پہ ڈالتا ہے......اور یہ کام ان درسگاہوں سے اللہ تعالی نے لینا ہے۔

برصغیر میں علماء کی تاریخ:

آپ ذرا برصغیر کی تاریخ پہ نظر دوڑائیں......کوئی تاریخ ایسی نہیں......کوئی میدان ایسا نہیں......جن میں ان درسگاہوں نے کام نہ کیا ہو......ہمارے اکابر کی تاریخ پڑھ کے دیکھیں......! شاملی کے میدان میں حافظ ضامن شہید کا لاشہ تڑپتا نظر آتا ہے......یہ ان درسگاہوں کی پیداوار ہے۔

قاسم نانوتوی نظر آتا ہے......وہ ان درسگاہوں کی پیداوار ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بیٹے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی کا پورا گھرانہ شاہ رفیع الدین ہوں......شاہ عبدالقادر ہوں......یہ سب کے سب محدث بھی تھے......اللہ نے ان سے

قرآن وسنت کی خدمت کا کام بھی لیا......اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کفر کے خلاف انگریز کے خلاف جہاد کا فتوی دیا......اللہ نے ان لوگوں سے کام لیا......اور وہی تحریک پھر دارالعلوم دیوبند کی شکل اختیار کر گئی۔

اخلاص کی برکت:

وہ دارالعلوم دیوبند جس کا مقدر اتنا عظیم تھا......کہ جس کے سنگ بنیاد میں ان اہل اللہ کا ہاتھ تھا......کہ جہاں ایک استاد ملاں محمود بیٹھا تھا......سامنے بھی ایک شاگرد تھا......جس کا نام بھی محمود تھا......آنے والے دور میں تاریخ نے اس کو شیخ الہند محمود الحسن دیوبندیؒ کہا......ایک چھتہ کی مسجد میں بیٹھ کر انار کے درخت کے نیچے تحریک کا آغاز کرتے ہیں......ان کے اخلاص کو اللہ قبول کرتے ہیں ......ایک استاد اور شاگرد جس کا نتیجہ یہ نکلا......کہ آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں...... جہاں دارالعلوم دیوبند کا کوئی فارغ التحصیل عالم نہ ملتا ہو۔

دارالعلوم دیوبند کا فیض:

آج میں ایک عجیب دعوی کی بات کرتا ہوں......میرے دائیں بائیں علماء کرام بیٹھے ہیں......کوئی پاکستان کا شہر ڈھونڈیں کسی دن چلے جائیں......کوئی نہ کوئی فاضل دارالعلوم دیوبند ضرور آپ کو ملے گا۔

ہمارے شہر میں ہماری آنکھوں کے سامنے بیسیوں علماء اس دنیا سے چلے گئے ہیں......جو فاضل دارالعلوم دیوبند تھے۔

حضرت درخواستی کے بھائی مولانا عبدالرحیمؒ صاحب دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔

مولانا عبدالمجید پردچڑیؒ کا انتقال ہوا......وہ بھی دارالعلوم دیوبند کے فارغ تھے......اب بھی اس اجتماع میں بیسیوں ایسے علماء کرام آئیں گے......جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں......اس وقت بھی دارالعلوم دیوبند میں اڑھائی ہزار طلباء دورہ حدیث میں موجود ہیں

......ہزاروں علماء دیوبند کے فارغ ہیں۔

پوری دھرتی پہ صرف ایک آدمی دکھاؤ......سوائے احمد رضا خان کے جو یہ کہتا ہو......کہ میں بریلی میں پڑھتا رہا ہوں......تم نے لوگوں کو دین دیا ہی نہیں......تم نے تو لوگوں کو وہ چیزیں سکھائیں...... جو تمہارے مقدر میں تھیں......ہم نے ان لوگوں کو دین کی تعلیم دی ہے......جو ہمارے اکابر کی کاوش وجد جہد کا یہ نتیجہ ہے۔

شیخ الہندؒ کی تصنیفات:

کسی نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی سے پوچھا......کہ حضرت آپ بہت بڑے عالم ہیں......ہم نے آپ کی کوئی کتاب نہیں دیکھی......کوئی تصنیف وتالیف نہیں دیکھی

حضرت شیخ الہند فرمانے لگے......میں نے ہر موضوع پر کتاب لکھی ہے......تم کون سی میری تصنیف دیکھنا چاہتے ہو۔

میں نے علم حدیث میں ایک کتاب لکھی ہے......جس کا نام حضرت العلامہ انور شاہ کشمیریؒ ہے۔

میں نے تفسیر پہ ایک کتاب لکھی ہے......جس کا نام عبیداللہ سندھیؒ ہے۔

میں نے زہد وتقوی پہ ایک کتاب لکھی ہے......جس کا نام سید حسین احمد مدنیؒ ہے

یہ ساری کی ساری وہ تصنیفات ہیں...... جو مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی کی محنت کا نتیجہ ہے......گویا یہ ایک ایک مرد اپنے اپنے میدان کا ایک عظیم انسان تھا......ان لوگوں نے اتنا بڑا کام کیا اس کے نتیجے میں آج ہم یہ بہاریں دیکھ رہے ہیں یہ دینی درسگاہوں کا نتیجہ ہے۔

ملا عمر کی کرامت:

اور پھر بالاکوٹ کی وادی سے لے کر آج افغانستان کے پہاڑوں تک جتنی بھی جہاد کی تنظیمیں اور تحریکیں دیکھ رہے ہیں یہ سب کا سب ان درسگاہوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔

آج بھی افغانستان کا وہ ملا محمد عمر مجاہد مجھے ایک دوست نے عجیب بات سنائی ہے

......جو بہت بڑے عالم دین تھے......جس دن وہاں انقلاب آیا......ملا محمد عمر مجاہد نے عصر کے بعد اپنے تمام جرنیلوں کو خطاب کیا......جس سے بے ساختہ ان کی آنکھوں میں آنسو آئے ......اور کہا لوگو......!عصر کی نماز کو وقت ہے ......قبولیت دعا کا وقت ہے ......دعا مانگو......جو بد بخت لوگ دہشت گردوں اور مجاہدین میں تمیز نہیں کر سکتے......اللہ ان کو تباہ و برباد کر دے......یہ شام کے چار بجے کی بات تھی......اور ساڑھے پانچ بجے آپ نے اور ہم نے وہ منظر دیکھا......!جو انا ربکم الاعلی کا نعرہ لگا تا تھا......جو سمجھتا تھا......کہ اقتدار مجھ سے کون چھین سکتا ہے ......جو کہتا تھا کہ 2010ء تک ہمارا اقتدار رہے گا۔

قرآن والوں کی برکت:

مجھ سے پہلے حضرت چنیوٹی صاحب نے ان باتوں کی طرف اشارہ کیا......کہ جو اللہ والوں کو ایذا دے گا......من عادلی ولیا فقد اذیتہ بالحرب......اللہ کی طرف سے اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے

او ئے یہ دینی مدارس میں پڑھنے والے طلباء کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا......اشراف امتی حملہ القرآن ......میری امت کے سب سے زیادہ شریف لوگ وہ ہیں......جن کے سینوں میں رب کا کلام ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا......اھل القرآن اھل اللہ......قرآن پڑھنے والے یہ اللہ والے ہوتے ہیں۔

رات کے اڑھائی تین بجے تک ڈش،وی سی آر کے سامنے اپنی راتیں بسر کرنے والو......!رات کے ان آخری حصوں میں ان درسگاہوں کے طلباء اور حفاظ اٹھتے ہیں ......یہ چھوٹے چھوٹے بچے قرآن پڑھتے پڑھتے رات کو گیارہ بجے سوتے ہیں ......اور صبح سحری کے وقت اٹھتے ہیں......رب کا کلام کھولتے ہیں......! کوئی سورۃ مزمل پڑھ رہا ہے......کوئی سورۃ مدثر پڑھ رہا ہے......کوئی سورۃ یسین پڑھ رہا ہے......ان کی تعلیم وتلاوت کی تاثیر ہوتی ہے......ایک

حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا..... کہ اللہ عذاب کا فیصلہ کر چکے ہوتے ہیں..... مگر جب یہ بچے قرآن پڑھتے ہیں..... تو ان قرآن پڑھنے والوں کی برکت سے اللہ عذاب کو ٹال دیتے ہیں۔

اکابر کی فتح:

میں ایک آخری بات کہہ کر گفتگو ختم کرتا ہوں ..... برصغیر میں ہمارے اکابر دو جنگیں لڑ کر جیت چکے ہیں..... پہلی جنگ ان ملاؤں نے جن کو تم دہشت گرد کہتے ہو..... جن کو تم بھکاری کہتے ہو..... برطانیہ اور انگریز کے خلاف لڑی ..... شکر ہے ان مجاہدوں نے وہ جنگیں جیتیں..... ایسا ہوا کہ نہیں .....؟ تحدیث بالنعمت کہتے ہیں ..... کہ ان درسگاہوں میں پڑھنے اور پڑھانے والے جنہوں نے روس کو سور بنا کے رکھ دیا..... امریکہ تجھے بڑی غلط فہمی تھی۔

فراست مومن:

آج سے تین چار سال پہلے حضرت سید عطاء المومن شاہ صاحب مدظلہ نے یہاں امریکہ کے خلاف اڑھائی تین گھنٹے تقریر کی تھی ..... اس وقت میرے جیسے کئی سوچتے تھے..... شاہ صاحب کو کیا ہو گیا ہے..... امریکہ کے خلاف باتیں کرنا شروع کر دی ہیں..... حکمران تو نواز شریف ہے..... امریکہ تو نہیں لیکن..... اتق بفراسة المومن فانه ينظر بنور الله ..... اللہ والوں کے دلوں میں اللہ خود باتیں ڈال دیتا ہے..... یقیناً وہ ایمان کی باتیں ہوتی ہیں۔

امریکہ کے کھوجی:

اس وقت کی کہی ہوئی بات آج ایک سو ایک فیصد صحیح ہوئی ہے..... آج امریکہ دینی مدارس کا دشمن ہے..... علماء کا دشمن ہے..... مجاہدین کا دشمن ہے۔

کارگل کا میدان تم نے اور جس فوجی نے مسلمانوں کو واپس بھیجا..... وہ امریکہ کا فوجی تھا..... جس بدبخت کے حصہ میں یہ بات آئی..... کہ اسامہ کو برآمد کرانے کے لیے امریکہ کے کھوجی کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا..... درحقیقت اس مرد درویش کی آواز اس بات کی عکاسی تھی ..... کہ لوگو.....! اگر اب بھی تم نے امریکہ کے خلاف آواز نہ اٹھائی..... کہ یہ پاکستان کے حکمران

امریکہ کے ایجنٹ ہیں......امریکہ کے غلام ہیں......ابھی سے آواز بلند کرو......اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی......ورنہ آج تم امریکہ کی غلامی میں جکڑے جاؤ گے......اگر ہم بچے ہیں......تو ان لوگوں کی اس آواز سے بچے ہیں۔

شریف اور مشرف:

شریف باب مجرد ہے......اور مشرف باب مزید ہے......(نہیں سمجھے آپ) یہ حضرات علماء جانتے ہیں......مجرد ہم سے نہیں جاتا تھا......اس کے لیے مزید کی ضرورت تھی......اب اگر یہ مزید ٹھیک رہا......تو ٹھیک ہے......ورنہ اور مزید آئے گا......اتنی بڑی اکثریت سے مینڈٹ لینے والا اسکی حمایت میں جب بہت بڑا عالمی جلوس نکلا......اخبارات نے اس کو لکھا ہے......کہ اس میں چوبیس آدمی تھے پولیس نے ہاتھوں سے پکڑ کر یوں پھینکا ہے......کہ جیسے فٹ بال پھینکی جاتی ہے۔

اجتماعات کا مقصد:

قابل قدر دوستو......!میں آپ کو کسی اور طرف نہیں لے جانا چاہتا......میں ان درسگاہوں کے حوالے سے بات کر رہا تھا......کہ اللہ نے بقائے دین کے لئے ان درسگاہوں کو ذریعہ کے طور پر قبول کیا ہوا ہے......یہ جو اجتماعات ہوتے ہیں......ان کا مقصد آپ کا ذہنی تعیش نہیں......بلکہ اپنے اکابر علماء و مشائخ کی گفتگو کو سن کر......اپنے عقائد......اپنے نظریات......اپنے جذبات......اپنے اعمال......بنا سنوار کر جایا کرو......اور ہم اس کے اثرات پورے سال تک دیکھتے رہتے ہیں۔

میری آخری گزارش ہے......کہ اللہ کے لئے اگر غیرت کی زندگی جینا چاہتے ہو......اور یقیناً ہمیشہ کے لئے امن اور سکون چاہتے ہو......تو اپنے بچوں کو دین کی تعلیم دیں......اس مجمع میں وہ ہاتھ کھڑا کریں جس کی سچی نیت ہو۔

واخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین

استقبال رمضان المبارک

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... ٥ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ عَنْ سَلْمَانَؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَّقِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ یُّزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَآئِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةٌ لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقُ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَیْسَ كُلُّنَا یَجِدُ مَا یُفَطِّرُ بِهِ الصَّآئِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا عَلٰی تَمْرَةٍ اَوْ شُرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ اَوْ مُذْقَةِ لَبَنٍ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ وَاسْتَكْثِرُوْا فِیْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَیْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَیْنِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَاَمَّا

اَلْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تَرْضَوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ تَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاَمَّا اَلْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْئَلُوْنَهُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ وَمَنْ سَقٰى صَائِماً سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِىْ لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ .(۱)

(رواہ ابن خزیمہ بحوالہ فضائل اعمال)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ......

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم......واجب الاحترام......دوستو بزرگو......اور بھائیو......!

آج شعبان المعظم کا آخری جمعۃ المبارک ہے......آج کے خطبہء جمعہ میں موقع کی مناسبت سے استقبال رمضان المبارک پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں حدیث شریف میں سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس روایت کے راوی ہیں...... کہ اللہ کے رسول ﷺ شعبان المعظم کی آخری تاریخ میں رمضان المبارک کی اہمیت پر ایک خطبہ ارشاد فرماتے تھے...... جس میں پیغمبر ﷺ رمضان المبارک کے فضائل ...... رمضان المبارک کی خصوصیات ...... رمضان المبارک کی اہمیت پر کچھ ارشاد فرماتے......تاکہ لوگ رمضان المبارک کے احترام اور عظمت کو سمجھ سکیں......اور آنے والے اس عظیم مہمان کی قدر اس مناسبت سے کریں...... جو اس کا مقام اور مرتبہ ہے۔

آج میں بھی اس خطبہ میں رمضان پر کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں..... کچھ ضروری گفتگو جن کا تعلق لفظ روزے سے ہوگا......اور کچھ باتوں کا تعلق رمضان المبارک کے مہینے سے ہوگا۔

---

(۱) مشکوۃ شریف ص۱۷۳ ج۱، تحفہ رمضان از حضرت تھانوی ص۶۸

محترم دوستو......! جس موضوع پر میں آج گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے میں نے قرآن مجید کی اس آیت کا سہارا لیا ہے

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اے ایمان والو...... اللہ نے روزے کو تم پر فرض کیا ہے...... جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا...... تا کہ تم لوگ متقی اور پرہیز گار بن جاؤ...... آپ اس آیت پر غور کریں گے...... تو آپ کو ایک عجیب بات سمجھ آئیگی...... اس امت کے متعلق جتنے احکامات ہیں...... ان تمام میں اللہ تعالیٰ نے صرف امت کو حکم دیا ہے...... کہ یہ کام کرو...... لیکن روزہ ایک ایسا عمل ہے...... جس کے حکم دینے سے پہلے قرآن مجید نے اس کی ترغیب بھی دی ہے

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ...... اے ایمان والو...... كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ...... تم پر روزہ ایسے ہی فرض ہے...... جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا...... کیونکہ روزہ ایک عجیب سی عبادت ہے...... جس میں آدمی کھانے سے رکتا ہے...... پینے سے رکتا ہے...... خواہشات سے اپنے آپ کو روک دیتا ہے...... بہت ساری ایسی چیزیں جو عام حالات میں اس کے لئے جائز ہوتی ہیں...... روزے میں ناجائز ہو جاتی ہیں...... اب یہ بہت بڑا بوجھ محسوس کرتا ہے...... کہ میں بلاوجہ کھانے سے رک گیا ہوں...... پینے سے رک گیا ہوں...... خواہشات پورا کرنے سے مجھے روک دیا گیا ہے...... کھانا سامنے ہے...... کھانے کی جرأت نہیں کرتا...... پانی سامنے ہے پینے کی جرأت نہیں کرتا...... پھل فروٹ سامنے رکھے ہوئے ہیں...... ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا...... یہ آدمی بڑا بوجھ محسوس کرتا ہے...... اللہ نے ترغیباً فرمایا...... كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ...... اے ایمان والو......! جس روزے کی فرضیت کو تم محسوس کر رہے ہو...... کہ صبح سے لے کر شام تک پورا دن کھانے پینے سے خواہشات نفسانیہ سے رکے ہو...... یہ صرف تم پر فرض نہیں...... بلکہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا...... جب روزہ ان پر فرض تھا...... تو پھر تمہارے لئے کیا بوجھ ہے......

تم بھی سعادت اور غنیمت سمجھو۔

پہلی امتوں پر روزوں کی فرضیت:

علماء نے لکھا ہے..... کہ پہلے جتنی امتیں تھیں ..... ان میں کوئی امت ایسی نہیں جس پر روزے کی فرضیت کا حکم نہ آیا ہو..... حتیٰ کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے..... کہ جناب آدم علیہ السلام ایام بیض کے روزے رکھا کرتے تھے..... یعنی ہر ماہ کی 13-14-15 تاریخ کا روزہ رکھا کرتے تھے..... اور سیدنا نوح علیہ السلام پر یوم عاشورہ کا روزہ فرض تھا..... (۱) سیدنا داؤد علیہ السلام کے متعلق کتب میں ملتا ہے..... کہ تواتر کے ساتھ اس انداز سے روضہ رکھتے تھے..... ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے..... گویا یوں سمجھ لیجئے کہ سال میں چھ ماہ روزہ رکھا کرتے تھے..... اور چھ ماہ افطار کیا کرتے تھے۔ (۲)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر چالیس دن کے روزے اللہ نے فرض کیے تھے..... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قوم آج بھی دو ماہ تک روزہ رکھتی ہے..... گویا کہ کسی امت پر روزے کی تخفیف نہیں ہوئی..... روزہ سب پر فرض تھا..... سیدنا آدم علیہ السلام نے روزہ رکھا..... پیغمبر نوح علیہ السلام نے روزہ رکھا..... ابرہیم خلیل اللہ نے روزے رکھے..... سیدنا داؤد علیہ السلام بالترتیب ایک دن روزہ چھوڑ کر ایک دن رکھا کرتے تھے..... سیدنا موسیٰ کوہ طور پر مسلسل چالیس روزے رکھتے ہیں..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مسلسل دو ماہ کے روزوں کا حکم دیا ہے..... یہ روزے صرف امت محمد رسول اللہ پر فرض نہیں..... بلکہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھے..... اسلئے قرآن نے ترغیب کا جملہ استعمال کر کے کہا..... یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ.....

---

(۱) البدایہ والنہایہ ص۱۷۶ ج۱ مترجم مطبوعہ مکتبہ جامعہ اشاعت العلوم جیجہ وطنی ، ابن ماجہ ص۱۲۳

(۲) صحیح البخاری ص۲۶۵ ج۱، ابن ماجہ ص۱۲۳

اے ایمان والو! اللہ نے روزے کو تم پر فرض کیا ہے...... جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا...... روزہ صرف آپ پر فرض نہیں...... یہ وہ بڑی سعادت و دولت اور نعمت ہے...... جو پہلی امتوں میں بھی تھی...... اور آپ کو بھی مل گئی

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ سیدنا آدم علیہ السلام جنت سے جب زمین پر اتارے گئے...... جنت کا حسن جنت کے سارے کمالات جو آدم کو اللہ نے جنت میں عطا فرمائے تھے...... اور یقیناً ہر جنتی کو جنت میں ملیں گے...... بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا...... بیمار کبھی نہیں ہوگا...... زندگی کبھی ختم نہیں ہوگی...... کبھی کوئی پریشانی نہیں آئے گی...... مسلسل نعمتیں ملیں گی...... ایسی نعمتیں جن پر کوئی زوال نہیں آئے گا...... اتنے بڑے کمالات کو حاصل کرنے کے بعد سیدنا آدم جب جنت سے زمین پر اتارے گئے...... تو بہت بڑا فاصلہ تھا...... سیدنا آدم علیہ السلام اندیپ انڈیا کا ایک علاقہ ہے...... وہاں پر اترے...... حضرت حوا علیہا السلام جدہ میں اتریں...... ایک دوسرے سے دونوں جدا ہو گئے...... ایک طرف سیدنا آدم علیہ السلام کو مسلسل اللہ کا خوف اللہ کی جلالیت کا ڈر ہے...... کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا...... لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ قرآن کہتا ہے...... جناب آدمؑ دلی طور پر وہ کام نہیں کرنا چاہتے تھے...... نسیان کے طور پر بھول کر وہ کام کر بیٹھے...... ایک تو اس کا خوف تھا...... دوسرا رفیقہ حیات سیدہ حوا بھی جدا ہو گئیں...... دونوں میں بہت بڑا فاصلہ تھا...... دونوں ایک دوسرے کو تلاش کرتے کرتے جہاں میدان عرفات ہے...... اس عرفات میں ایک پہاڑی ہے...... جس کو جبل نور کہا جاتا ہے...... اس پہاڑی پر سیدنا آدم اور سیدہ حوا کی ملاقات ہوئی...... ملاقات کے بعد سیدنا آدم مسلسل روتے رہے...... اللہ کے حضور گڑ گڑاتے رہے...... اللہ نے توبہ قبول فرمائی...... جناب آدم علیہ السلام نے کہا...... رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ...... توبہ کے اعلان کے بعد ایک دن سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنا چہرہ آئینے میں یا پانی میں یا کسی چیز میں دیکھا

دیکھنے کے بعد یہ احساس ہوا...... کہ جو حسن اللہ نے مجھے جنت میں عطا کیا تھا...... جو کمالات مجھے جنت میں ملے تھے...... جو خوبیاں مجھے جنت میں ملی تھیں...... جو جوانی مجھے جنت میں ملی تھی...... جو انعامات مجھے جنت میں ملے تھے...... جنت سے زمین پہ آنے کے بعد وہ حسن چھن گیا...... کمالات ختم ہو گئے...... خوبیاں امتحان کے طور پر واپس لے لیں...... آدم علیہ السلام کو بڑا احساس ہوا...... انتہائی دکھ ہوا...... آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے...... اللہ کی بارگاہ میں درخواست کی...... کہ اے اللہ اگر تو مجھ سے راضی ہے...... تو میرے اس حسن کو دوبارہ مجھے لوٹا دے...... تا کہ میں تیرے اس انعام اور احسان کو دوبارہ دیکھ سکوں...... تو اللہ کی طرف سے آواز آئی...... آدم اگر اپنے ان کمالات کو واپس لینا چاہتے ہو...... تو پھر تمہیں 13-14-15 کے تین روزے رکھنے پڑیں گے...... اتفاق کی بات تھی...... وہ ایسے دن تھے...... کہ جن دنوں میں رات کو چاند منور ہوتا تھا...... دن کو سورج روشن ہوتا تھا...... دن بھی روشن تھے...... اور راتیں بھی روشن تھیں...... اس لئے رات اور دن کی روشنی کی وجہ سے ان دنوں کو ایام بیض کہا جاتا ہے...... سیدنا آدم نے 13 تاریخ کا روزہ رکھا...... چہرا دیکھا...... تو حسن میں اضافہ نظر آیا...... 14 تاریخ کو روزہ رکھا...... تو حسن میں اور اضافہ نظر آیا...... 15 کو پھر روزہ رکھا...... وہ کمال اور خوبیاں جو ضائع ہو چکی تھیں...... اللہ نے وہ دوبارہ لوٹا دیں...... جنت کا گیا ہوا حسن دوبارہ واپس آ گیا...... وہ گئے ہوئے کمالات دوبارہ واپس آ گئے...... اس پر آدم علیہ السلام اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے ہر مہینے تین دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

ایام بیض کی تعریف:

علماء نے لکھا ہے...... کہ ان دنوں کو ایام بیض اس لئے کہا جاتا ہے...... کہ آدم کا گیا ہوا حسن دوبارہ لوٹ آیا...... جناب آدم نے ان دنوں میں روزے رکھے تھے...... جن کی

راتیں بھی سفید تھیں......جن کے دن بھی سفید روشن اور منور ہوتے تھے......یوں سمجھ لیں......کہ حسن و کمالات اور اللہ کی کھوئی نعمتوں کو دوبارہ اگر حاصل کرنا ہو......تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے......کہ اللہ کی رضا کے لئے روزے رکھے۔

اللہ کی صفات:

ایک حدیث میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں......تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰه......اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرو......جو اللہ کی صفتیں ہیں......اپنے اندر پیدا کرو......اللہ کی کیا صفات ہیں......مثلاً اللہ کریم ہے...... اپنے اندر کرم کی صفت پیدا کرو......اللہ کے بندوں سے سختی نہ کیا کرو......نرمی کیا کرو......اللہ رحیم ہے......رحم کی صفت اپنے اندر پیدا کرو...... اللہ ستار العیوب ہے......لوگوں کے عیبوں پہ پردے ڈالتا ہے......تم بھی اپنے اندر وہ صفت پیدا کرو......کہ کسی کا عیب تمہارے سامنے آئے اس کو ظاہر نہ کرو......اس پہ پردے ڈالا کرو

اللہ غفار الذنوب ہے......یعنی گناہوں کو بخشنے والے ہیں......اگر کوئی آدمی آپ سے معافی مانگنے کے لئے آتا ہے......اپنی خطا اور جرم کا اقرار کرتا ہے......آپ اس کو معاف کرنے کی عادت پیدا کریں...... یہ ہے الٰہی صفات پیدا کرنا۔

اللہ قہار ہے......اگر شریعت کا معاملہ آگیا ہے......اپنا بیٹا کیوں نہیں......اس کو اگر جوتے مارنے پڑیں......تو صفت قہاریت کا غلبہ دکھاؤ۔

اللہ جبار ہے......اگر پیغمبر کی شریعت کا مسئلہ آگیا ہے......سامنے بیوی آڑ بنتی ہے......بیٹا آڑ بنتا ہے......بیٹی آڑ بنتی ہے......ان کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کرو......یہ اللہ کی صفت جباریت کا غلبہ آپ پر ظاہر ہوگا......یہ ہے اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرنا۔

عظمت انسان:

کیونکہ انسان زمین پر خدا کا خلیفہ ہے...... اللہ کا نائب ہے...... اور نائب کا معنی یہ ہوتا ہے...... کہ جو احکامات افسر دے تو نائب اس پر عمل کرے...... جو خوبیاں بڑے آقا میں ہوں...... وہ نائب اپنے اندر پیدا کرے...... جو کمالات اللہ نے اپنے اندر رکھے ہیں...... وہ اپنے بندوں کے اندر اللہ پیدا کرنا چاہتے ہیں...... مثلاً وہ کریم ہے...... صفت کرم دینا چاہتا ہے...... وہ رحیم ہے...... صفت رحم دینا چاہتا ہے...... وہ ستار العیوب ہے...... تم عیوب پر پردہ ڈالنا سیکھو...... وہ غفار الذنوب ہے...... تم گناہوں کو بخشنا سیکھو...... جو صفت اللہ نے اپنے اندر رکھی ہے...... اس صفات کا عکس اللہ کے بندوں میں پیدا ہو...... یہ معنی ہے...... کہ آدمی اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرے۔

صفت الٰہی کا مظہر:

ان خدائی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے...... کہ اللہ کھانے سے بھی پاک ہے...... پینے سے بھی پاک ہے...... اور خواہشات نفسانیہ سے بھی پاک ہے...... ہم ضرورت مند ہیں...... محتاج ہیں ...... اللہ ان تمام چیزوں سے پاک ہے...... یہ خدائی صفت پیدا کرو...... کہ وہ نہیں کھاتا...... تم نہ کھاؤ...... وہ نہیں پیتا...... تم مت پیو...... اس کو زندگی میں کوئی خواہشات نہیں ہیں...... تم بھی ان چیزوں سے دور رہ جاؤ...... لیکن یہ آدمی کے لئے بڑا مشکل ہے...... اس مشکل کو آسان کرنے کے لئے حکم دیا ہے...... کہ تم 24 گھنٹے اس کے پابند نہیں رہ سکتے...... چلو سال میں تمہیں ایک ماہ ایسا دے دیا گیا ہے...... جس کی راتوں کو کھانے کی اجازت ہے...... پینے کی اجازت ہے...... سکون کی اجازت ہے...... خواہشات نفسانیہ کے پورا کرنے کی اجازت ہے...... اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے...... لیکن کم از کم رات دن کا اتنا سا حصہ کہ طلوع فجر سے غروب شمس تک تو اپنے اوپر کنٹرول کر لیا کرو...... کہ وہ اللہ کھانے سے پاک ہے...... تم بھی کھانے سے پاک رہو۔

وہ اللہ پینے سے پاک ہے...... تم بھی پینے سے پاک رہو...... وہ اللہ بیوی سے پاک ہے...... تم بھی دن کو بیوی سے پاک رہو...... وہ اللہ خواہشات سے پاک ہے...... تم بھی اپنی خواہشات سے پاک رہو...... اپنے اندراتنی صفت پیدا کرلوتو...... تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ...... جو اللہ کی صفت ہے...... وہ مخلوق میں آئے گی...... وہ بندے جو اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ پھر ان پر انعامات کی بارش برسانا شروع کر دیتے ہیں...... اس صفت کو پیدا کرنے کا نام روزہ ہے۔

غور کرنا...... ! باقی جتنی عبادات ہیں...... ان میں اللہ کی صفات کا اظہار نہیں ہوتا...... مثلاً نماز ہے...... آپ اس میں رکوع کرتے ہیں...... یہ رکوع کرنا اللہ کی صفت نہیں...... اس لئے کہ خدا تو جھکنے سے پاک ہے...... آپ سجدہ کرتے ہو...... یہ اللہ کی صفت نہیں...... کیونکہ اللہ تعالیٰ سجدہ کرنے سے پاک ہیں...... آپ حج وعمرہ کے لئے کعبۃ اللہ پر جاتے ہیں...... طواف کرتے ہیں...... آپ ملتزم پر چمٹ کر دعائیں مانگتے ہیں...... یہ عبادت ضرور ہے...... یہ اللہ کی صفت نہیں...... لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے...... جس سے بندے کے اندر خدا کی صفت پیدا ہوتی ہے...... تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ...... اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرو۔

تقویٰ کی تعریف اوراس کے نتائج:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ...... اے ایمان والو اللہ نے روزے کو تم پر فرض کیا ہے...... جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا...... لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ...... کا معنی کیا ہے...... ذرا غور کرنا...... تقویٰ کا ظاہری معنیٰ ہے پرہیزگاری...... اوراس کا ایک عام معنی ہے گناہوں سے بچنا...... لیکن ایک ہے...... گناہ سے بچنا بایں معنی کہ ایک شخص کو گناہ کا موقع نہیں ملا...... اور وہ اپنے آپ کو متقی کہے...... کہ

میں نے کبھی ایسا کام نہیں کیا...... یہ کوئی کمال کی بات نہیں...... مثلاً یہ کہ ایسا آدمی جس میں مردانگی کی قوت ہی نہیں...... وہ مرد ہے ہی نہیں...... اس میں طاقت ہی نہیں...... وہ کہے کہ میں نے کبھی کسی عورت کو نہیں دیکھا...... میرے اندر کبھی خواہش پیدا نہیں ہوئی...... میں بڑا متقی آدمی ہوں...... اس نے کوئی کمال نہیں کیا...... اس لئے کہ اس کے اندر طاقت ہی نہیں...... ایک چھوٹا بچہ کہے...... کہ میں بڑا نیک آدمی ہوں...... دیکھو میں نے تقویٰ اختیار کیا ہوا ہے...... میں بچہ ہوں سمجھدار ہوں...... لیکن میں نے شادی نہیں کی...... میں نے اپنے آپ پہ کتنا کنٹرول کیا ہوا ہے...... آپ کہیں گے...... یہ آٹھ دس سال کا بچہ ہے...... اس کے اندر تو شادی والی صفت ہی نہیں...... وہ خوبی ہی نہیں...... جس پر شادی ضروری ہوتی ہے۔

ایک جوان ہو...... پہلوان ہو...... طاقت ور ہو...... ہمت والا ہو...... حوصلے والا ہو...... پھر اس پہ حسن ہو...... جوانی ہو...... شباب ہو...... کمالات اور خوبیاں ہوں...... اور پھر ایسے معاشرے میں جہاں برائیاں عام ہوتی ہوں...... ایسے معاشرے میں ہو...... جہاں ہر چیز اس کو میسر ہو سکتی ہو...... اس کے پاس دولت و سلطنت بھی موجود ہے...... سب کچھ ہوتے ہوئے...... یہ شخص اپنے آپکو گناہ سے دور رکھتا ہے...... یہ متقی ہے...... کمال تقویٰ حاصل کیے ہوئے ہے...... اور کوئی آدمی اس کمال کو حاصل نہیں کرسکتا...... كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ...... اللہ نے روزے کا مقصد تقویٰ بتایا ہے...... روزہ اس لئے تم پر فرض ہے...... تاکہ تم لوگ متقی اور پرہیزگار بنو...... اگر آپ اس پر غور کریں...... یہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتی ہے...... کہ ایک شخص کے سامنے کھانا رکھا ہے...... کھانے کی طاقت موجود ہے...... کھائے تو پوچھنے والا کوئی نہیں...... روکنے والا کوئی نہیں...... کھا نہیں رہا...... پانی سامنے رکھا ہے...... پی نہیں رہا...... سامنے اعلیٰ قسم کے فروٹ رکھے ہوئے ہیں...... ان کو کھانے کے لئے تیار نہیں...... بیوی اپنی ہے...... درمیان میں کوئی واسطہ نہیں...... کوئی حجاب نہیں...... اکٹھے بیٹھے ہیں...... لیکن یہ اس کو ہاتھ نہیں لگاتا...... اس کے

قریب نہیں جاتا...... حالانکہ رکاوٹ کوئی نہیں ہے...... پابندی اس پر نہیں ہے......صرف ایک ہی رکاوٹ ہے...... کہ اللہ کا حکم ہے......طلوع فجر سے غروب شمس تک تم نے کھانا نہیں کھانا...... پانی نہیں پینا......خواہشات نفسانیہ کو پورا نہیں کرنا......آپ کھانا کھا رہے تھے...... جوں ہی سحری کا وقت ختم ہوا......تو آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے...... چیز سامنے رکھی ہے...... زبان سے نہیں لگاتے...... پانی سامنے رکھا ہے......ایک گھونٹ پینے کے لئے تیار نہیں...... دودھ سامنے رکھا ہے...... پینے کے لئے تیار نہیں...... بیوی سامنے بیٹھی ہے......آپ اس سے تعلقات بالکل منقطع کر چکے ہیں...... پورا دن یہ منظر رہا ہے......شام کو افطاری کے وقت دستر خوان لگ جاتا ہے......اعلیٰ قسم کی نعمتیں سامنے آجاتی ہیں......اعلیٰ قسم کی چیزیں لے کر آئے ہو...... بچے سامنے بیٹھ جاتے ہیں...... بچہ اٹھا کر کھا رہا ہے......کہتا ہے ابو آپ بھی لے لیں......امی آپ بھی کھالیں......وہ کہتے ہیں نہیں بیٹے......! ابھی تھوڑی دیر رک جاؤ انتظار کر رہے ہیں......امی ابا کس کا انتظار ہے......کہا اللہ کے حکم کا انتظار ہے......نہ کوئی ہاتھ کو روکنے والا ہے......نہ زبان کو روکنے والا ہے......دل میں اللہ کی حضوری کا ایک تصور موجود ہے......جس کا نام تقویٰ ہے......کہ جب تک سورج غروب نہیں ہوتا......وہ ہمیں اجازت نہیں دیتا......اس وقت تک ہاتھ نہیں بڑھے گا...... یہ سب کچھ سامنے ہے......کوئی چیز روکنے والی نہیں...... اب جو چیز تمہیں روک رہی ہے......اس کا نام تقویٰ ہے......

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن......تا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ......یہ تقویٰ اللہ کی ذات کا تصور ہے۔

تقویٰ میں اللہ کا تصور:

توجہ کریں......! ساری عبادات اپنی جگہ پر عظیم ہیں......لیکن روزے میں جو اللہ کا تصور ہوسکتا ہے......وہ دنیا کی کسی عبادت میں نہیں ہوسکتا...... اللہ کی ذات کا تصور یہ ہے......کہ جس وقت کوئی چیز آپ کے سامنے آئے......فوراً خیال آتا ہے میرا روزہ ہے......

بھائی کوئی دیکھ تو نہیں رہا...... تو فوراً آدمی کو خیال آتا ہے...... کہ اللہ تو دیکھ رہا ہے...... بندے مجھے نہیں دیکھ رہے...... لیکن میرا مولیٰ تو مجھے دیکھ رہا ہے...... تن تنہا آپ جنگل میں ہیں...... کوئی شخص آپ کے ساتھ نہیں...... شدت کی گرمی ہے...... تڑپاتی ہوئی دھوپ ہے...... اس وقت آپ کے سامنے ٹھنڈا شربت آجاتا ہے...... کوئی روکنے والا نہیں ہے...... لیکن آپ اس لئے نہیں پیتے...... کہ اللہ تو دیکھ رہا ہے...... یہ اللہ کی ذات کا تصور صرف روزے میں ہے...... اور کسی عبادت میں نہیں آسکتا...... باقی عبادات بھی اپنی جگہ قابل قدر ہیں۔

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ ...... اے ایمان والو......! اللہ نے تم پر روزے کو فرض کیا ہے...... کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ ...... جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا...... لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن...... تاکہ تم لوگ تقویٰ اختیار کرو...... متقی اور پرہیزگار بن جاؤ...... اور روزے میں تقوی کی بڑی صفت آجاتی ہے۔

خصوصیات امت محمدیہ ﷺ

دیکھیں......! روزے سب امتوں پر بھی تھے...... اور روزہ اس امت پر بھی ہے...... لیکن اس امت کی ایک اور خصوصیت ہے...... جو پہلی امتوں میں نہیں تھی...... وہ خصوصیت کیا ہے...... توراۃ زبور انجیل آسمانی کتابیں پہلی امتوں کو ملیں...... وہ سب کتابیں ہیں...... کتاب اس امت کو بھی ملی ہے...... فرق یہ ہے...... کہ ان کو کتابیں ملی ہیں...... ان کو خدا کا کلام ملا ہے...... کتابیں پہلی امتوں پر اور قرآن اس امت کے حصے میں...... آدم سے عیسیٰ تک نبی تمام امتوں کے حصے میں...... لیکن محمد نبی آخر الزمان اس امت کے حصے میں...... روزے تمام امتوں کے حصے میں...... لیکن ماہ رمضان اس امت کے حصے میں...... رمضان جیسا بابرکت مہینہ عظمت والا مہینہ یہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو ملا ہے...... اس سے پہلے کسی امت کو نہیں ملا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور رمضان:

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں ایک عجیب بات لکھی ہے...... شیخ لکھتے ہیں...... کہ رمضان میں ایک ایک حرف اس مہینے کی صفت کو ظاہر کرتا ہے...... رمضان کی ''ر'' بتاتی ہے...... کہ یہ رحمت کا مہینہ ہے...... رمضان کی ''م'' بتاتی ہے...... کہ یہ مغفرت کا مہینہ ہے...... حرف ''ض'' بتا رہا ہے...... کہ یہ جنت کی ضمانت کا مہینہ ہے...... ''الف'' بتا رہا ہے...... کہ یہ انس والفت کا مہینہ ہے...... ''نون'' بتاتا ہے...... کہ یہ نورانیت کا مہینہ ہے...... رحمت چاہتے ہو...... مغفرت چاہتے ہو...... جنت کی ضمانت چاہتے ہو...... انس والفت چاہتے ہو...... نورانیت چاہتے ہو...... رمضان کی برکات چاہتے ہو...... اس مہینہ میں عبادات کرو گے...... تو یہ ساری باتیں مل جائیں گی۔(۱)

ماہ رمضان کو رمضان کہنے کی وجہ:

رمضان کا لفظ رمض سے ہے اور رمض کا معنیٰ ہوتا ہے جلانا...... رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے...... کہ گناہ جل جاتے ہیں...... رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے...... کہ اس مہینے میں آدمی کا نفس جل جاتا ہے...... رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے...... کہ رمضان المبارک کے مہینے میں آدمی کو بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی گرمی کے اثرات اس کے وجود پر مرتب ہوتے ہیں۔ رمضان کو اس لئے بھی رمضان کہا جاتا ہے...... کہ اس مہینے میں شیطان جب قید ہو جاتا ہے...... تو شیطان بھی جہنم کی آگ میں ڈال دیا جاتا ہے...... اور وہ وہاں پر جلتا رہتا ہے...... تو گویا یہ وہ عظیم مہینہ ہے...... جس مہینے میں ہمارے گناہ جلتے ہیں...... جس مہینے میں ہمارا نفس اور شیطان جلتے ہیں۔

---

(۱) غنیۃ الطالبین ص ۲۸۸ مترجم مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور

جس مہینے میں اللہ تعالیٰ ضبط کا مادہ انسان میں پیدا کر دیتے ہیں...... یہ وہ عظیم مہینہ ہے...... کہ جس کو رمضان کہا جاتا ہے۔

استقبال رمضان بروایت سیدنا سلمان فارسیؓ:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے...... کہ جب رسول اللہ ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں خطبہ ارشاد فرمایا...... اور اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے...... کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال جب شعبان کے آخری دن رمضان کا چاند نظر آتا...... تو حضور ﷺ بستر سے جدا ہو جایا کرتے تھے...... اور پوری پوری رات اللہ کی عبادت کرتے تھے...... مسلمانو بڑی برکتوں کا مہینہ آ رہا ہے...... بڑی رحمتوں کا مہینہ ہم پہ سایہ کرنے والا ہے۔

رمضان عظیم مہینہ:

یہ وہ بابرکت مہینہ ہے...... کہ جس کی آمد سے پہلے حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا...... یَـاَ اَیُّهَـا الـنَّـاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْم...... اے لوگو تم پر بہت بڑا مہینہ آ رہا ہے...... عظیم کا لفظ عظمت سے ہے...... عظمت کا معنیٰ ہے...... کہ اتنا اونچا مہینہ جس کی عظمت کا مقابلہ کوئی مہینہ نہیں کر سکتا...... آپ اگر قرآن پر غور کریں...... تو قرآن مجید نے گناہوں میں شرک کو عظیم کہا ہے...... اِنَّ الشِّـرْكَ لَـظُـلْـمٌ عَظِيْمٌ...... اتنا بڑا گناہ جس سے بڑا گناہ اور کوئی نہ ہو...... اور اللہ کی ذات پر غور کریں...... وَهُـوَ الْـعَـلِـيُّ الْـعَظِيْم...... اللہ نے اپنی ذات کو عظیم کہا ہے...... کہ اس سے بڑی ذات کائنات میں کوئی نہیں...... اللہ نے پیغمبر ﷺ کے متعلق کہا...... وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْم...... کہ مصطفیٰ سے اخلاق میں عظیم کوئی نہیں...... قرآن پر غور کریں...... اللہ نے قرآن کی صفت بیان کی ہے...... کہ قرآن مجید وہ مقدس کتاب ہے...... کہ جس کے متعلق کہا...... وَلَـقَـدْ اٰتَيْـنَـاكَ سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ

اَلْعَظِیْمَ...... محبوب یہ وہ کتاب ہے...... جو سب سے بڑی عظمت والی ہے...... تو آپ اندازہ کریں...... قرآن کو عظیم کہا...... کہ قرآن تمام کتابوں کی سردار ہے...... پیغمبر ﷺ کو عظیم کہا...... کہ وہ تمام نبیوں کے سردار ہیں...... اس امت کو عظیم کہا...... فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْما...... یہ امت تمام امتوں کی سردار ہے

اللہ نے اپنی ذات کو عظیم کہا...... کہ اس سے بڑھ کر کائنات میں کوئی ذات نہیں ہے...... قرآن نے شرک کو جرم عظیم کہا ہے...... کہ اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں ہے۔

اس لیے پیغمبر ﷺ نے کہا...... قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌعَظِیْم...... تم پر اتنا بڑا مہینہ آرہا ہے...... کہ سال کے سارے مہینوں میں اس مہینہ کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا...... یہ اتنا بڑا مہینہ ہے...... کہ اس مہینے کے تقدس اور عظمت کا مقابلہ دنیا کا کوئی مہینہ نہیں کرسکتا۔

رمضان رحمت و برکت کا مہینہ:

فرمایا...... شَھْرُرَحْمَة...... کہ اس مہینے میں رحمت ہی رحمت برستی ہے...... شَھْرٌمُّبَارَکٌ ...... اللہ کی طرف سے برکات کے برسنے کا مہینہ ہے۔

لیلۃ القدر کا مہینہ:

فرمایا صرف اتنی بات ہی نہیں...... فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌمِّنْ اَلْفِ شَھْر...... لوگو اس مہینے میں ایک ایسی رات آتی ہے...... کہ جس ایک رات کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے تمہارے لئے بہتر ہے۔

صبر کا مہینہ:

حضور ﷺ نے فرمایا...... شَھْرُ الصَّبْر...... یہ صبر کا مہینہ ہے...... پھر فرمایا...... ثَوَابُهُ الْجَنَّة ...... صبر کے بدلے خدا جنت عطا فرماتے ہیں...... کیا یہ صبر نہیں ہے......؟ کہ کھانے سے آپ رک گئے......! کیا یہ صبر نہیں......؟ کہ پینے سے رک گئے......! اس سے بڑا

صبر اور کیا ہوگا......؟ کہ خواہشات نفسانیہ سے اپنے آپ کو روکا ہے......فرمایا اس کا بدلہ اللہ جنت عطا کیا کرتے ہیں۔

تراویح کا مہینہ:

اور فرمایا لوگو یہ وہ مہینہ ہے......جس کی رات کا قیام تمہارے لئے ثواب کی چیز ہے......اور دن کا روزہ اللہ نے تم پر فرض کیا ہے......روزہ فرض اور رات کا قیام موجب ثواب اس سے مراد تراویح کا اہتمام ہے......مسئلہ کے طور پر سمجھ لیں...... ہمارے نادان دوست جن کو مسئلے کا پتہ نہیں ہوتا......بعض دفعہ بھولے پن میں کہہ دیتے ہیں......کہ او جی کوئی بات نہیں آٹھ پڑھ لو بارہ پڑھ لو کوئی بات نہیں۔

تراویح بیس رکعت:

جس کو تراویح کہتے ہیں وہ بیس ہیں......اس سے زیادہ کی تعداد حدیثوں میں ملتی ہے......اس سے کم کی کوئی تعداد نہیں......مصنف ابن ابی شیبہ ایک حدیث کی کتاب ہے......اس کتاب میں یہ موجود ہے......کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں...... كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ خَمْسَةُ تَرْوِيْحَاتٍ......اللہ کے پیغمبر ﷺ رمضان میں بیس رکعتیں اور تین وتر پڑھا کرتے تھے(۱)

مسلمان بھائیو......! بیس رکعت تراویح کے اہتمام میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں لگتا......اگر کوئی ایک گھنٹہ اللہ کی بارگاہ میں جاگنے کے لئے آ گیا......تو اس کے لئے آپ اور ہم پریشان کیوں ہو جاتے ہیں۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۱ ج ۲ نماز تراویح بیس رکعت میں یہ مسئلہ اجماعی ہے اس بیس رکعت تراویح پر اجماع صحابہ ہے اور اجماع صحابہ حجت ہے ذیل میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں:

حدیث نمبر ۱: حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

تراویح کی لذت:

مسلمانو......! کبھی اس تراویح کی لذت کو دیکھنا ہو......تو حرمین شریفین میں دیکھیں......کہ امام جب کھڑا ہوتا ہے......تو مقتدیوں کی پیچھے ہچکیں بندھی ہوئی ہوتی ہیں

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹٤ ج۲) اس حدیث کو خلفائے راشدین سے لیکر آج تک پوری اُمت کی تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے

حدیث نمبر۲: یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھائے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۲) اہل سنت کے تمام فقہاء اور محدثین کا اجماع ہے کہ دور فاروقی میں استقرار بیس رکعت تراویح پرھی ہوا کسی ایک مسلمہ محدث اور فقیہ نے اس کا انکار نہیں کیا

حدیث نمبر۳: حضرت امام حسین فرماتے ہیں کہ حضرت عمرنے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب پر جمع فرمایا کہ وہ انہیں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے (نسخہ ابوداؤد ص۱٤۲۹)

حدیث نمبر٤: یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر کے زمانہ میں رمضان میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے (مؤطا امام مالک ص٤٠)

حدیث نمبر٥: حضرت سائب بن یزید صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ میں لوگ رمضان میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے (بیہقی ص٤٩٦ ج۲)

حدیث نمبر٦: حضرت ابو عبد الرحمن السلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ہر قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھایا کریں اور وتر خود حضرت علی پڑھایا کرتے تھے (بیہقی ص٤٩٦ ج۲، منہاج السنہ ص۲۲٤ ج٤)

حدیث نمبر۷: ابو الحسنا فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعتیں پانچ ترویحے پڑھائیں (ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۲، بیہقی ص٤٩۷ ج۲)

حدیث نمبر۸: حضرت عبد اللہ بن مسعود بیس تراویح پڑھاتے تھے (قیام اللیل ص۹۱)

حدیث نمبر۹: حضرت امام حسین فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے حکم دیا بیس رکعت پڑھاؤ ہر دو رکعت پر سلام اور چار رکعت پر آرام ہو (مسند زید ص۱۳۹)

حدیث نمبر۱۰: حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر ہی پڑھتے پایا (ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۲) آٹھ رکعت تراویح ہندوستانی یہود و ہنود اور نصاریٰ کے درباریوں اور زر خریدوں کی ایجاد ہے اس سے قبل روئے زمین پر کسی مسجد میں بھی آٹھ رکعت نہیں پڑھائی گئیں

وہ قرآن عرب کے لہجہ میں پڑھتا ہے...... اس زبان میں پڑھتا ہے...... جس زبان میں قرآن اترا ہے...... اور دو دو گھنٹے تک تراویح ادا ہوتی رہتی ہے...... نہ تھکاوٹ ہوتی ہے...... نہ پریشانی ہوتی ہے...... نہ کسی کو پانی پینے کا خیال آتا ہے...... نہ گھر کا خیال آتا ہے...... اور کیفیت یہ ہوتی ہے...... کہ آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں ...... اور جب کوئی آیت غضب آجائے...... تو اللہ کی جلالت کی وجہ سے اس کی قہاریت کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں...... اور تقریباً پونے دو گھنٹے تک عشاء کی نماز کا یہ منظر رہتا ہے...... نماز ختم ہونے کے بعد پوری رات حرمین شریفین کھلا رہتا ہے...... پوری رات دنیا عبادت کرتی ہے...... تہجد پڑھتے ہیں...... لوگ نوافل کا اہتمام کرتے ہیں ...... حتیٰ کہ فجر کا وقت آجاتا ہے...... پوری رات عبادت کا سلسلہ جاری رہتا ہے...... پندرہ سو سال کی تاریخ میں ایک رمضان بھی حرم میں ایسا نہیں گذرا...... جس رمضان میں بیس رکعت سے کم تراویح پڑھی گئی ہو...... بیس سے زیادہ تو پڑھی گئی ہیں...... کم کبھی نہیں پڑھی گئی۔

میرے پیغمبر ﷺ نے فرمایا لوگو...... لا یدخل المدینة الوبا ...... میرا مدینہ قیامت تک وبا سے محفوظ رہے گا...... میرا مدینہ قیامت تک بدعات سے محفوظ رہے گا...... میرا مدینہ قیامت تک شرک سے محفوظ رہے گا...... میرے مدینے میں قیامت تک نفاق نہیں جاسکتا...... اگر بیس رکعات تراویح بدعت ہے...... تو پندرہ سو سال گذر چکے ہیں...... کیوں پڑھی جاتی ہیں...... یہ بات ذہن میں رکھیں ...... جن لوگوں کا یہ تصور ہے...... وہ غلطی پر ہیں...... کہ جناب آٹھ رکعات کا حکم ہے...... کوئی حضور ﷺ کی حدیث نہیں...... جس میں اللہ کے رسول ﷺ نماز تراویح کا حکم دیا ہو...... اور اس میں آٹھ کا تذکرہ کیا ہو...... بیس رکعات امت مسلمہ کا فیصلہ، خلفاء راشدین کا فیصلہ ہے۔

علی ابن ابی طالب ؓ کی روایت ہے ...... کہ عمر فاروق ؓ اپنے دور خلافت میں خَمْسَةُ تَرْوِيْحَات پانچ ترویحہ پڑھتے تھے...... ایک ترویحہ چار رکعات کا ہوتا

ہے......تو کل 20 کا عدد بنتا ہے......خلفاء راشدین کے دور میں 20 کا عدد تھا......صحابہ کے دور میں 20 کا عدد تھا......حضرت عباسؓ کی روایت کے مطابق حضورﷺ کا اپنا عمل 20 تراویح کا رہا ہے......آج پندرہ سو سال سے امت مسلمہ کا اتفاق 20 تراویح پر ہے...... اس سے کم تراویح نہیں...... جس کو رمضان کی نماز تراویح کہا جاتا ہے......رمضان کی خصوصیت ہے......کہ وہ صرف اور صرف بیس رکعتیں ہیں۔

رمضان کی رات کی دو سنتیں:

رمضان کی تراویح میں دو سنتیں ہیں......قرآن سننا بھی سنت ہے......تراویح پڑھنا بھی سنت ہے......بہت سے نادان......الم تر کیف فعل ربك...... پڑھ کر گذارا کرتے ہیں...... یہ قرآن کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں......رمضان اور قرآن کا باہمی جوڑ ہے......شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ...... رمضان وہ مہینہ ہے......جس میں اللہ نے قرآن کو اتارا ہے......قرآن اور رمضان کا آپس میں تعلق ہے......رمضان کو عظمت قرآن کی وجہ سے ہے......رمضان کی فضیلت اللہ نے قرآن میں بیان کی ہے...... جو شخص رمضان کا احترام کرتا ہے......اسے قرآن کا احترام کرنا ہوگا......جو قرآن کا احترام کرتا ہے......اسے رمضان کا احترام کرنا ہوگا......ان دونوں کا آپس میں جوڑ ہے......یہی وجہ ہے ......جب رمضان کا چاند نظر آتا ہے......قرآن پہلے پڑھا جاتا ہے......اور روزہ بعد میں رکھا جاتا ہے......کیا آپ نے کبھی غور کیا...... کہ رمضان کا چاند اگر آج نظر آجائے......تو پہلے تراویح ہوگی......قرآن پڑھا جائے گا......پھر روزہ رکھا جائے گا......قرآن پہلے ہے......اور روزہ بعد میں ہے۔

قرآن کا حق:

علما نے لکھا ہے......کہ کم از کم رمضان المبارک میں دو قرآن مجید کے ختم کرنا......

یہ قرآن مجید کا حق ہے...... کہ کم از کم اتنا تو پڑھ لیا کرو۔

میاں عبدالہادی دین پوری اور تلاوت قرآن:

پڑھنے والوں کو تو ہم نے یوں دیکھا ہے...... حضرت میاں عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے بڑے قریب سے دیکھا تھا...... کہ رمضان المبارک میں فجر کی نماز پڑھ کر قرآن پڑھنا...... شروع کرتے دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کرتے...... ظہر کے بعد پھر پڑھنا شروع کرتے...... شام کو افطاری بعد میں ہوتی تھی...... قرآن کریم پہلے ختم ہوتا تھا۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اور تلاوت قرآن:

شیخ الحدیث مولانا زکریا سہارنپوری روزانہ رات کو تراویح کے علاوہ نوافل کے قیام میں یومیہ قرآن مجید کا ایک ختم کیا کرتے...... اور ایک ختم دن کو کرتے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور تلاوت قرآن:

حضرت عثمان بن عفان ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے...... ان لوگوں کی قرآن سے نسبت تھی...... اور راتوں کو جاگنے کی لذت انہیں کو آتی ہے...... جن کو خدا کی قسم آخرت کی فکر ہوتی ہے...... جن کو پتہ ہے...... کہ ہم نے مرنا ہے...... سونے کے لئے قبر میں بڑی رات آنے والی ہے...... جہاں پھر کوئی اٹھانے والا نہیں ہے...... جہاں کہا جائے گا...... نم کَنَوْمَةِ الْعُرُوْس...... ایسے سو جیسے سیج پر دلہن سوتی ہے...... سکون کی نیند کر اب تجھے کوئی نہیں اٹھائے گا...... لیکن ہمیں وہ رات بھولی ہوئی ہے۔

رمضان میں ملازموں پر آسانی:

حضور ﷺ نے فرمایا...... یہ وہ مہینہ ہے...... اس مہینے کے اندر ہر شخص اپنے غلاموں پر ان کے معاملات کو آسان کر دے...... اگر تمہارا کوئی ملازم ہے...... اس کے معاملات اس پہ آسان کر دو...... یوں نہیں آپ تو سکون سے بیٹھے رہو...... وہ سارا دن کام

کرتا ہے...... جہاں تمہیں آرام کرنا ہے...... اس کو بھی آرام کرنا ہے...... اگر تمہیں سکون کی ضرورت ہے...... اس کو بھی سکون کی ضرورت ہے...... اگر تجھے روزے سے بھوک اور پیاس ستاتی ہے...... یہ وقت اس پر بھی آتا ہے...... اس لئے اپنی کیفیت کو سامنے رکھ کر اپنے ملازم کے حال پر رحم کر کے اس کے بوجھ کو ہلکا کر دیا کرو۔(۱)

افطاری کا اجر:

حضور ﷺ نے فرمایا...... یہ وہ مہینہ ہے...... جس مہینے میں کوئی مسلمان جب دوسرے مسلمان کا روزہ افطار کرا دیتا ہے...... تو اس کو روزہ رکھنے والے کے برابر اجر ملتا ہے......(۲) کسی صحابیؓ نے کہا...... اللہ کے رسول ہم میں ہر آدمی ایسی طاقت نہیں رکھتا...... کہ آدمی کو افطار کرا دیں...... حضور ﷺ نے فرمایا...... افطار کرانے کا معنیٰ پیٹ بھر کر کھانا کھلانا نہیں...... ایک کھجور سے آپ نے روزہ افطار کرا دیا...... پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ افطار کرا دیا...... اپنے گھر میں کچھ کھانا پکایا ہے...... آپ نے مسافروں کے پاس غرباء کے پاس مسجد میں کوئی چیز بھیج دی ہے...... وہاں اگر کسی نے افطار کر لیا ہے...... خواہ ایک کھجور سے کیوں نہ ہو...... روزہ رکھنے والے کے برابر اجر ملے گا...... اس پر آپ سوچیں گے...... مولویوں کے پاس مسجد میں پندرہ قسم کی چیزیں آجاتی ہیں...... اجر کس کو ملے گا...... ہر آدمی چاہتا ہے...... میری چیز سے روزہ کھولیں...... مجھے ثواب ملے...... مسئلہ ذہن میں رکھیں...... افطاری کی مجلس میں جتنی چیزیں وہاں پر ہیں...... اس وقت جس چیز سے جس آدمی نے کھائی ہے...... جتنی دیر تک وہاں بیٹھے رہے ہیں...... وہ افطاری کی مجلس ہے...... اور اس مجلس میں جتنے آدمیوں نے جو کچھ کھایا ہے...... یہ پہلا افطاری کرانے کا اجر ہے......

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص۱۷۴ ج۱ (۲) عن سلمان بن عامر مشکوٰۃ شریف ص۱۷۴ ج۱، ترمذی ص۱۶۶ ج۱،
ابوداؤد عن زید خالد الجهنی، ابن ماجه ص۱۲۵

گویا ہر آدمی کو روزہ رکھنے والے کے برابر اجر ملے گا...... اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔

رمضان تین حصوں میں تقسیم:

حضور ﷺ نے فرمایا...... یہ وہ مہینہ ہے...... کہ جس مہینے کو اللہ تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں...... اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَآخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ......(۱) پہلے حصے میں رحمت برستی ہے...... دوسرے حصہ میں مغفرت کا اعلان ہوتا ہے...... اور آخری حصہ میں اللہ قیدیوں کو جہنم سے نکال کر جنت کا ٹکٹ عطا فرماتے ہیں۔

رمضان تاریخ ساز مہینہ:

علماء نے لکھا ہے...... کہ رمضان ایک اہم مہینہ ہے...... تاریخی طور پر بڑے عظیم ترین واقعات کا تعلق اسی ماہ رمضان المبارک کے ساتھ ہے...... کہ جب جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں...... وہ رمضان کا مہینہ ہے......

- جب جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں...... وہ رمضان کا مہینہ ہے......
- جس میں روزانہ جنت سجائی جاتی ہے...... یہی وہ بابرکت رمضان کا مہینہ ہے
- جس میں مچھلیاں روزہ داروں کے لئے دعا کرتی ہیں. رمضان کا مہینہ ہے
- جس کا اول حصہ رحمت دوسرا حصہ مغفرت آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے...... یہ رمضان کا مہینہ ہے۔
- جس میں سیدنا آدم علیہ السلام کو صحیفے ملے رمضان کا مہینہ ہے۔
- جس میں ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے اترے رمضان کی تین تاریخ تھی۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر تورات عطا کی گئی تو رمضان کی چھ تاریخ تھی۔

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص۱۷۴ ج۱، کنز العمال ص۲۲۲ عن سلمان، کنز العمال ص۲۱۶ ج۸ عن ابی ھریرۃ

- حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی گئی رمضان کی بارہ یا تیرہ تاریخ تھی
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا کی گئی رمضان کی اٹھارہ تاریخ تھی۔
- آمنہ کے در یتیم رؤف الرحیم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پہ پہلی وحی اتری رمضان کا مہینہ تھا۔
- لیلۃ القدر جب آتی ہے رمضان کا مہینہ ہے۔
- جس میں سب سے زیادہ اللہ کے پیغمبر عبادت کیا کرتے تھے رمضان کا مہینہ ہے۔
- جس میں حضور ﷺ کمر بستہ ہو جایا کرتے تھے رمضان کا مہینہ ہے۔

رمضان کے تاریخی واقعات ایک نظر میں:

تاریخی طور پر اسلام کا سب سے پہلا غزوہ ہوا......جس کو جنگ بدر کہتے ہیں...... تو رمضان کا مہینہ تھا...... جب مکہ فتح ہوا......تو رمضان کا مہینہ تھا۔(۱)

- جب حضرت سیدنا عثمان ؓ کی اہلیہ حضرت رقیہ ؓ کا انتقال ہوا......(۲)تو رمضان کا مہینہ تھا
- پیغمبر کے سگے چچا ابو طالب دنیا سے رخصت ہوئے......(۳)تو رمضان کا مہینہ تھا

---

(۱) رمضان المبارک سن ۸ ھجری کو مکہ فتح ھوا (سیرت مصطفیٰ ص۱ ج۳)

(۲) حضور غزوہ بدر میں تشریف لے جاچکے تھے، حضرت عثمان حضرت رقیہ کے علیل ھونے کی وجہ سے شریک غزوہ نہ ھوسکے بیس سال کی عمر میں حضرت رقیہ نے وفات پالی (سیرت مصطفیٰ ص۲٦٦ ج۲)

(۳) شعب ابی طالب سے نکلنے کے چند ھی روز بعد ۷رمضان یا شوال سن ۱۰نبوی میں ابو طالب نے انتقال کیا اور پھر تین یا پانچ دن بعد حضرت خدیجہ نے انتقال فرمایا بوقت وفات عمر ٦۵برس تھی رسول الله کی خدمت میں ۲۵برس رھیں آپ نے خود قبر میں اتارا مگر نماز جنازہ نہیں پڑھی کیونکہ نماز جنازہ کا حکم اس وقت نازل نہیں ھوا تھا تاریخ وفات ۱۰رمضان سن ۱۰نبوی ھے

- جب ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کا انتقال ہوا.....تو رمضان کا مہینہ تھا۔
- جب صدیقہ کائنات محبوبہ حبیب خدا گلشن رسول کی عندلیبہ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ دنیا سے رخصت ہوئیں.....تو رمضان کا مہینہ تھا(۱)
- بدر کے میدان میں 313 نہتوں کو لے کر پیغمبر ﷺ جب گئے ہیں.....تو رمضان کا مہینہ تھا۔
- سب سے پہلے سود کی حرمت کا اعلان ہوا.....تو رمضان کا مہینہ تھا۔
- شراب کی حرمت کا اعلان ہوا.....تو رمضان کا مہینہ تھا۔
- روزے کی فرضیت کا اعلان ہوا.....تو رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔
- سب سے پہلے دو نمازوں کی فرضیت کا اعلان ہوا.....تو رمضان المبارک کا مہینہ تھا......
- حضرت آمنہ کے در یتیم کی سب سے زیادہ خدمت گزار دائی جو حضور ﷺ کی والدہ کے وصال کے بعد محبوب ﷺ کو مدینے سے مکے لے آئی تھی.....یعنی سیدہ ام ایمن جب ان کا انتقال ہوا.....تو رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔
- ام المؤمنین ام سلمہ ؓ جب دنیا سے رخصت ہوئیں.....تو رمضان کا مہینہ تھا۔
- شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت ؓ کا انتقال ہوا.....تو رمضان کا مہینہ تھا۔
- حیدر کرار جب شہید ہوئے.....تو رمضان کا مہینہ تھا۔
- حسن ابن علی جب تخت خلافت میں بیٹھے.....تو رمضان کا مہینہ تھا۔

---

(۱) رمضان سن ۵۷ ھجری کو وفات پائی حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قاسم بن محمد، عبد اللہ بن عبد الرحمان، عبد اللہ بن ابی عتیق، حضرت زبیر کے دونوں صاحبزادوں عروہ اور عبداللہ نے آپ کو قبر میں اتارا جنت البقیع میں مدفون ہوئیں (زرقانی ص۲۲۹ تا ۲۳۶ ج۳)

❁ ایک روایت کے مطابق سیدہ فاطمہ پیغمبر ﷺ کی دختر نیک اختر جب دنیا سے رخصت ہوئیں......تو رمضان کا مہینہ تھا۔

❁ امام بخاری کا جب جنازہ اٹھا......تو رمضان کا مہینہ تھا۔

❁ امام ترمذی جب دنیا سے رخصت ہوئے......تو رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔

❁ امام ابوداؤد دنیا سے رخصت ہوئے......تو رمضان کا مہینہ تھا۔

❁ بوعلی قلندر کا انتقال ہوا......تو رمضان کا مہینہ تھا۔

❁ امام الاولیاء شیخ التفسیر احمد علی لاہوری ؒ جب دنیا سے رخصت ہوئے......تو رمضان کا مہینہ تھا۔

❁ محمد بن قاسم نے جب راجہ داہر کو شکست دی......تو رمضان کا مہینہ تھا۔

❁ جب ملتان قلعہ پر اسلامی پرچم لہرایا تھا......تو رمضان کا مہینہ تھا۔

❁ میرا وطن عزیز پاکستان معرض وجود میں آیا......تو رمضان کا مہینہ تھا......اور لیلۃ القدر کی رات تھی۔

❁ اس چودھویں صدی کی سب سے پہلی جنگ عظیم جو 1914ء میں ہوئی......تو رمضان کا مہینہ تھا۔

❁ دین پور شریف کی بستی کے عظیم ترین ولی اللہ حضرت میاں عبدالہادی دین پوری جب دنیا سے رخصت ہوئے......تو رمضان کا مہینہ تھا۔

❁ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید نے جام شہادت نوش کیا......تو رمضان کا مہینہ تھا

❁ جس مہینے میں اللہ اپنے بندوں پہ رحمت بھیجتے ہیں......تو وہ رمضان کا مہینہ ہے۔

❁ جس میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کا اعلان ہوتا ہے......رمضان کا مہینہ ہے

❁ جس میں صبح وشام ایک دعا قبول ہوتی ہے......تو وہ رمضان کا مہینہ ہے۔

❁ جس مہینے کی آخری رات کو پورے مہینے میں جتنے لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے......

ان سب کے برابر ایک رات میں مغفرت کا اعلان ہوتا ہے......(۱)تو وہ رمضان کا مہینہ ہے۔

❁ صرف رمضان کے واقعات پر تبصرہ کیا جائے......تو یہ بہت طویل فہرست ہے۔

رمضان کے چار کام:

حدیث میں آتا ہے......کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا......اس مہینے میں چار کام کیا کرو۔

پہلا کام اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا......کہ اللہ کا نام زیادہ لیا کرو......کلمہ طیبہ کی تسبیح زیادہ پڑھا کرو......اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کسی وقت کسی حال میں ہوں اللہ کا نام لو......آپ کو کوئی نہیں روک سکتا......زبان نہیں بولتی......تو دل میں اللہ کی ذات کا تصور ہو......جتنا زیادہ ذکر کرو گے......اتنا ہی زیادہ اللہ اپنا قرب عطا کریں گے۔

دوسری چیز میرے پیغمبر ﷺ نے فرمایا......کیونکہ اللہ کی رحمت میرے بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے......اس لئے اس مہینے میں توبہ زیادہ کیا کرو......استغفار زیادہ کیا کرو......مسلمانو حضور ﷺ فرماتے ہیں......كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ......(۲) ہر آدمی گناہ گار ہے......لیکن اللہ کو وہ گناہ گار زیادہ پسند آتا ہے......جو گناہوں کے بعد رو بیٹھے......اس کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں......اللہ سے معافی مانگ لے......اللہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں......فرمایا لوگو جو شخص گناہوں سے توبہ کرتا ہے......قیامت کے دن اس انداز سے اٹھایا جائیگا......کہ جیسے اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں تھا......طُوْبىٰ لِمَنْ وُجِدَ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا......(۳)

---

(۱) مشکوۃ شریف ص۱۸۲ ج۱، رواہ احمد بحوالہ تحفہ رمضان از حضرت تھانوی ص۲۲

(۲) مشکوۃ شریف ص۲۰۴ بحوالہ ترمذی (۳) ابن ماجہ، مشکوۃ شریف ص۲۰۶

وہ شخص خوش نصیب ہے...... کہ جس کے نامہ اعمال میں قیامت کے دن سب سے زیادہ توبہ لکھی ہوئی ہوگی...... حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ ایک ایک مجلس میں ستر ستر، سوسو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے......(۱) دو باتیں حضور ﷺ نے اور فرمائیں...... حضور ﷺ نے فرمایا...... اللہ سے جنت کی طلب زیادہ کیا کرو...... کہ اللہ نے جنت آپ لوگوں کے لئے بنائی ہے۔

مسلمانو......! کافر جنت میں نہیں جائیں گے...... جنت مسلمانوں کی ہے...... مسلمانوں نے جنت میں جانا ہے...... اس وجہ سے تم جنت کو طلب کیا کرو...... کہ اللہ بغیر حساب و کتاب کے جنت دے...... دوسرا فرمایا اللہ تعالیٰ سے جہنم سے پناہ مانگا کرو...... کہ اللہ ہم کو جہنم سے محفوظ رکھے۔

دو اضافی کام:

دو کام اضافی طور پر بتا دیتا ہوں...... ایک یہ کہ رمضان قرآن کا مہینہ ہے...... اس مہینے میں قرآن مجید کی تلاوت زیادہ کیا کرو...... اور دوسرا رمضان پیغمبر ﷺ کے صدقے سے ملا ہے...... رسول اللہ ﷺ سے تعلق کا نتیجہ یہ ہو...... کہ اس میں کثرت سے اللہ کے رسول ﷺ پر درود پڑھا کریں۔

مسائل روزہ:

اب آخر میں روزہ کے متعلق چند ضروری مسائل بیان کرنا چاہتا ہوں...... رمضان المبارک کے مہینہ کے روزے ہر مسلمان، مرد، عورت، عاقل و بالغ اور مقیم پر فرض ہیں...... شریعت کے احکام کے مکلف مسلمان ہیں...... کافر نہیں ہیں...... مرد، عورت دونوں

---

(۱) اسوہ رسول اکرم ص ۱۵۸

کے لئے روزہ مشترکہ عبادت ہے...... عقل مند پر روزہ ہے پاگل پر روزہ فرض نہیں...... اس لئے کہ جس کو شعور نہیں...... اپنا ہوش نہیں...... وہ روزہ کا کیا احترام کرے گا...... بالغ ہونا ضروری ہے...... نابالغ کے لئے روزہ فرض نہیں...... مگر سمجھدار نابالغ بچے کو ترغیب کے لئے روزہ رکھوانا چاہئے...... مقیم پر روزہ فرض ہے...... مسافر کو اگر دقت اور تکلیف ہو تو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے...... اگر رکھے تو عزیمت اور فضیلت ہے...... مسافر اگر چھوڑ دے...... تو بعد میں ادا ضرور کرے...... حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے...... کہ جس نے رمضان المبارک کا ایک روزہ جان بوجھ کر چھوڑ دیا...... اگر سارا زمانہ اس کی قضا کرتا رہے...... تو اس ایک روزہ کے اجر کو حاصل نہیں کر سکتا۔(۱)

عورت کو ایام ماہواری میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں...... بلکہ وہ بعد میں قضا کرے...... اس کو اجر رمضان المبارک والا ملے گا۔

ایسے ہی جس عورت کو بچہ جنم دینے کے بعد خون آتا ہے...... جسے نفاس کہا جاتا ہے...... ان دنوں میں بھی روزہ رکھنے کی اجازت نہیں...... بلکہ وہ بعد میں روزہ رکھے۔

بھول کر روزہ میں کچھ کھا پی لیا...... تو کوئی گناہ نہیں...... بلکہ یہ اللہ کی طرف سے روزہ دار کی مہمانی ہے۔

روزہ یاد تھا...... مگر وضو کرتے ہوئے پانی یا کوئی اور چیز اچانک پیٹ میں چلی گئی...... تو اس کی قضاء ہے...... روزہ ٹوٹ گیا...... مگر یہ آدمی گناہگار نہ ہوگا...... نہ ہی اس کے ذمہ کفارہ ہے۔

---

(۱) من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقضه عنه صوم الدهر کله وان صامه (رواه احمد وابو داؤد
مشکوٰۃ ص ۱۷۷ [illegible]

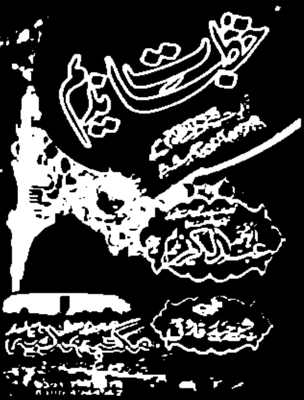
جان بوجھ کر کوئی چیز کھا پی لی...... یا بیوی سے جماع کرلیا......تو روزہ فاسد ہوگیا......اس کے ذمہ روزہ کی قضا بھی ہے......اور ایک روزہ کے بدلے ساٹھ دن یعنی دو ماہ کے اضافی روزے بطور کفارہ بھی ہیں...... یا پھر ساٹھ مسکینوں کو صبح شام پیٹ بھر کر ایک دن کھانا کھلائے...... مسائل بہت ہیں......لیکن وقت کی قلت کی وجہ سے بات ختم کرتا ہوں......جن احباب کو مسائل کی ضرورت پیش آئے...... بعد میں رجوع کرلیں۔

خطیب اسلام کی دلی دعا:

دلی دعا ہے...... کہ اللہ تعالیٰ آنے والے مہمان ماہ رمضان کی عظمت وشان اور اس کی شوکت وآن کے مطابق اس کے احترام کی توفیق بخشے......اور اس کی ساری بہاریں عطا کرے......محبوب ﷺ نے اس مبارک ماہ کی جو برکتیں بیان کی ہیں...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا کرے......آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَااَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

وإن من البيان لسحرا الحديث



خطبات ندیم ایک نظر میں

جس کا مطالعہ یقیناً آپ کی علمی و عملی زندگی میں انقلاب لائے گا

علماء کیلیے علمی جواہر پاروں کا نایاب خزینہ ہے

طلباء کیلیے نکات و لطائف کا بحرِ بیکراں ہے۔

خطباء کیلیے مواعظِ حسنہ کا انمول خزانہ ہے۔

ادباء کیلیے ادبیات کا نادِر مجموعہ ہے۔

صلحاء کیلیے زہد و تقویٰ کے رہنما اصولوں کا معدن ہے۔

اور ہر مسلمان کیلیے اسلامی تہذیب و تمدن کا بہترین ترجمان ہے

مکتبہ مدنیہ

بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور :

0301-7512074
0300-4944562